UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222347
UNIVERSAL
LIBRARY

222347

١٤/٣/١٩١٢

کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ

اِنَّ من الشعر لحکمۃ

الحمد للہ المتعال کہ گلدستۂ فصاحت و بلاغت مرقع سلاست و لطافت آئینۂ فکر و خیال
جوہر خوبی و کمال اعنی انتخاب دیوان بیمثال

موسوم باسم تاریخی

انتخاب گرامی
۱۳۲۵ھ

و غیر تاریخی

بدر کمال

از تصنیف

شاعر نازک خیال سخنور شیرین مقال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب متخلص بہ کمال

(خلف الصدق)

سحبان زمان محقق دوران سرآمد سخنوران باکمال فخر شعرائے ماضی و حال
جناب حکیم سید ضامن علی صاحب لکھنوی متخلص بہ جلال ادام فیضہم اللہ المتعال

در قومی پریس واقع لکھنؤ چوک زیور طبع پوشید

(عاشق حسین تجلی سیمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

دکھا کر جلوہ بیخود اور دیوانہ بنا دینا
بس اے شمع تجلی مجکو پروانہ بنا دینا

سبب ہو اپنی دلجمعی کا سامان پریشانی
کرے آباد جو دل کو وہ ویرانہ بنا دینا

نہ میرے ہوش کھو دینا صدائی لنترانی سی
مری روداد موسیٰ کا نہ افسانہ بنا دینا

چھلک جائے ذرا ساغر سیہ کارونکو دکھا بھی
تم اپنے چشمۂ رحمت کو میخانہ بنا دینا

ترے در کے گدائونکو بھی حاصل بادشاہی ہو
فقیرون کا ذرا انداز شاہانہ بنا دینا

مئے دیدار کا دلمین سرور آنکھونمین نشہ ہو
اسے تو شیشہ اُن دونونکو پیمانہ بنا دینا

یہ میرا مدعا ہے تو ہی میرا دین و ایمان ہو
نہ دنیا کی ہوس مین مجکو دیوانہ بنا دینا

ملانا خاک مین اے جستجوئے منزلِ مقصد
تو عاشق کو غبارِ کوے جانانہ بنا دینا

جگہ کرنے نہ پائے بھولکر یادِ بتان امین
نہ میرے کعبۂ دل کو صنمخانہ بنا دینا

ہمیشہ تیری ہی جلوے سے یہ دونون ہین روشن
ہمارے چشم و دل کو اپنا کاشانہ بنا دینا

زمانے مین ہون میری تیری حسن عشق کی چرچے
مرے قصہ کو اک دلچسپ افسانہ بنا دینا

گرفتار اپنی زنجیر محبت مین اسے رکھنا
دل وحشت زدہ کو اپنا دیوانہ بنا دینا

دکھائے انکی گردش رنگ تیری دور کا ساقی
کمال زار کی آنکھون کو پیمانہ بنا دینا

سبب یہ ہی نہ تھا سایہ جو اس یکتا کی قامت کا
وہ کب رکھتا ہی ثانی جو ہو پتلا نورِ وحدت کا

شہنشاہِ عرب ہین باعثِ فخرِ بنی آدم
ید قدرت نے سر پر تاج رکھا ہی رسالت کا

مہ و خورشید نے پائی ضیا تابش ستارون نے
چھٹکا تھا عجب نورِ الٰہی کی ولادت کا

نہ مین ہون ہوش مین اپنے نہ دل ہی میری قابو مین
یہ نقشہ عشق احمد مین یہ عالم ہے طبیعت کا

گنہگارون کے سر پر چھائیگا ابرِ کرم بنکر
ہوا باندھیگا اپنی حشر مین دامن شفاعت کا

نظر آیا تصور مین جو وجہ اللہ کا جلوہ
تماشائی رہا تا دیر کیا مین اسکی قدرت کا

وہ تم شمعِ ہدایت ہو گیا اسلام کو روشن
ہوا حال آشکارا دین و ایمان کی حقیقت کا

منور ہے مرا دل جلوۂ نورِ محمد سے
نہین اس آئنہ مین نام تک گرد کدورت کا

بلائین لیتی ہین بڑھ بڑھ کے حورین روے زیبا کی
کشادہ شوق مین آغوش ہی در ہاے جنت کا

مقرر صبح ہو جاتی تھی شب کی ایک سجدے ہی مین
یہ عالم تھا رسول حق کی طاعت کا عبادت کا

ملیگا اوج جب مین مرمٹونگا راہ مین تیری
نہ نے گا مہر ذرّہ ذرّہ میری خاک تربت کا

سوارِ دوش حضرت تھے زہے سبطین کا تبہ
نگین ایک ایک ان دونو مین تھا مہر نبوت کا

نگاہ لطف سے سن لیجیے حال پریشانی
کمال زار شاکی ہی بہت برگشتہ قسمت کا

اثر ظاہر ہوا لیلے نہ سوزِ آہِ مجنون کا
جلا یا پردۂ محمل نہ محمل کو ترے پھونکا

چمک بڑھتی ہی جتنی درد کی آنسو نکلتے ہین
فروغِ غم سے بڑھتا آبروے دُرِّ مکنون کا

بچانا اس کو اے سفاک ترکش سی الگ رکھنا
نہین ہی تیر مین پیکان یہ دل ہی ایک مفتون کا

مری تقدیر کی برگشتگی گردش ان آنکھون کی
اثر دکھلا رہی ہے انقلابِ دورِ گردون کا

فلک سے جو بلا آتی ہے اپنے سر پہ آتی ہی
کوئی ہمسا بھی سودائی ہی تیری زلفِ شبگون کا

دکھا دیتا ہے بزم بادہ مین کیفیتین کیا کیا
وہ اُٹھنا اور جھک پڑنا کسی کی چشم میگون کا

پیئے ہین سیکڑون خم بزم ساقی مین یہ عالم ہی
چڑھا ہے نشہ مجکو بے پیئے صہبائے گلگون کا

رفیع المنزلت مٹتے نہین ہین بے نشان ہوکر
کہ ابتک ہی زبان پر نام کسریٰ و فریدون کا

تڑپکر لیلیِ پردہ نشین محمل کے باہر تھی
کشش کا امتحان لینے لگا جب جذب مجنون کا

جو بیخود ہین محبت کے وہ سمجھائے سے کیا سمجھین
ترقی پر یہان ہی عشق حُسنِ روز افزون کا

محمدؐ ہین رسول اللہ بھی ظلّ الٰہی بھی
یہی باعث ہی جو سایہ نہین ہے قدِ موزون کا

مری جانب سے بھڑکایا اُنھین غیرون نے محفل مین
کہ کچھ اِس کان مین پھونکا تو کچھ اُس کان مین پھونکا

مسخر کر لیا ہے ان پری رویون کو دم بھر مین
کمال اس جذبِ اُلفت پر گمان ہوتا ہی افسون کا

نہ اُف نکلے بھرم رہجائے اے ضبطِ فغان میرا
وہ دردِ عشق دیکر لے رہے ہین امتحان میرا

نہ نکلا وصل مین بھی حرفِ مطلب کیون ترے منہ سے
کیا کرتی ہے شکوہ مجھ سے خود میری زبان میرا

وہ مجھسے چھیڑکر سُنتا ہے میرا دردِ دل اکثر
مزہ دیتا ہے اُس بیرحم کو کیا کیا بیان میرا

دیا تنہائی فرقت مین ساتھ اسنے فقط اے دل
بس اک ہمدرد نکلا عشق مین دردِ نہان میرا

وہ پڑھنے فاتحہ آج آتے ہین گورِ غریبان پر
ذرا اے بیکسی اُن کو بتا دینا نشان میرا

خجل اُسکو کرونگا پوچھکر محفل مین یہ اُس سے
تو ہی کیا خواب مین شب کو ہوا تھا میہمان میرا

گزرتی ہے جو مجھپر کیون کہون کہتا ہی دل ہمسے
نہ مین ہون رازدان تیرا نہ تو ہی رازدان میرا

ہوے میہمان دلمین درد و یاس و حسرت و حرمان
رہا آباد کیا کیا ان مکینون سے مکان میرا

چلے تھے اُٹھکے جب پہلو سے وہ یہ پوچھ لینا تھا
بتاتے جاؤ اتنا تو مجھے دل ہے کہان میرا

ستم توڑین وہ مجھپر اُف نکالونگا نہ مین منہ سے
مین اُنکا امتحان لون اور وہ لین امتحان میرا

تسلّی وہ کمال آکر مجھے بیکار دیتے ہین
سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین ہی دل یہان میرا

بلاتا پاس میرا اور اُن کا دور ہو جانا
دکھانا جذبِ دل آخر کو پھر مجبور ہو جانا

کسی خود بین کا یہ کہنا نگاہین پھیر کر مجھ سے
سکھایا ہے ہمین آئینہ نے مغرور ہو جانا

اثر میری شکستہ خاطری کا ہے یہ اے ساقی
ترے شیشہ کا گر کر بزم مے مین چور ہو جانا

عیان کرتا ہے سوز داغ پنہان کی شرارت کو
مجھے دلکا مرے جلکر چراغ طور ہو جانا

یہ آفت کیا محبت مین ہمین پر آنیوالی تھی
کسی کو دیتے ہی دل عاشق مہجور ہو جانا

ملے وہ کینہ جو بعد فنا تو اک صفائی سے
مٹا کر مجھکو او دلکی کدورت دور ہو جانا

اگر دیکھ لو اپنی نگاہون سے زرا مجھکو
ادھر آؤ بتا دین ہم تمھین مغرور ہو جانا

کسی ناشاد کو اب اس سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی
کہ غم دینا تمھارا خرم و مسرور ہو جانا

لپٹ جانا مرا اُن کے گلے سے بیقراری مین
حیا کا دفعتہً آنکھون سے اُنکی دور ہو جانا

عجب کیا ہے وہ بت ہی خلد مین مجکو ملے زاہد
بتا ممکن نہین انسان کا کیا حور ہو جانا

لگی دلکی عجب انداز سے بجھتی ہے فرقت مین
جلانا سوز غم کا پہلے پھر کافور ہو جانا

نہ اُٹھی سختی ہجر بتان دیکھا محبت مین
دل نازک کا اپنے شیشہ بنکر چور ہو جانا

کرشمہ اے **کمال** اس عشق پنہان کا عجب دیکھو
کہ دلمین داغ پڑنا اور پھر ناسور ہو جانا

مرے دلکا کبھی ارمان پورا ہو نہین سکتا
مین حسرت تیری تو میری تمنا ہو نہین سکتا

کھنچین اپنی طرف جب وہ کھنچین اپنی طرف ہم بھی
محبت مین کبھی یہ جذب پیدا ہو نہین سکتا

نہ آہین ہین نہ نالے ہین دل مضطر سنبھالے ہین
کسی سے ضبط ایسا صبر ایسا ہو نہین سکتا

کوئی کیا تاب لائے گا تری برق تجلی کی
کہ ہر اک طالب دیدار موسیٰ ہو نہین سکتا

نہ چھوٹا ہاتھ سے پھر دامن اُس گل کا جو ہاتھ آیا
کسی کا یون گریبان گیر سودا ہو نہین سکتا

مری آنکھین بھی میرے دل کی صورت پھر گئین مجھسے
محبت مین کسی پر کچھ بھروسا ہو نہین سکتا

مین درگزرون وفا سے باز آؤ تم جفاؤن سے
تم ایسے ہو نہین سکتے مین ایسا ہو نہین سکتا

تمھاری دوستی پر ناز دشمن کے اُٹھاتے ہین
جو دل بسمین نہو قابو مین وہ کیا ہو نہین سکتا

کیا بدنام تیرے حسن کو میری محبت نے
کوئی اس طرح رسوا کر کے رسوا ہو نہین سکتا

یہ محشر ہے یہان اُٹھ جائیگا تیرا حجاب آخر
بہت مشکل ہے چھپنا آج پردا ہو نہین سکتا

تری چاہت ہو جسکو کیا پری کو حور کو چاہے
یہ صورت ہو نہین سکتی یہ نقشا ہو نہین سکتا
مری غیرت یہ کہتی ہی شب وصل اُنکی شوخی سے
یہی ہین جلسے اظہارِ تمنا ہو نہین سکتا

جو وہ بیدرد پوچھے دردِ دل کہنا کمال اُس سے
شکایت اُسکی تجھسے ہی کہ شکوا ہو نہین سکتا

رنگ فق ہونیسے رازِ دل عیان ہو جائیگا
آشکارا آہ سے سوزِ نہان ہو جائیگا
یاس توڑے دیتی ہے دل کہتی ہی اُمیدِ وصل
اس قدر مضطر ہی کیون وہ مہربان ہو جائیگا
جب سُنے گا کوئی دلکو تھام لیگا کہکے اُف
رفتہ رفتہ غم ہمارا داستان ہو جائیگا
سب اثر ہے یا مرے دلکی کشش مین ہی اثر
کھنچنے والون کو کسیدن امتحان ہو جائیگا
مین وہ بلبل ہون جو نکلا دم جدائی مین تری
نخلِ ماتم پر بس مرگ آشیان ہو جائیگا
ہوگا اُس عیسیٰ کا وقت نزع نظارہ نصیب
رو بصحت تبھی مریض ناتوان ہو جائیگا
جب مین کہتا ہون گلے سے مجکو لپٹا لے زرا
یار کہتا ہے زمانہ بدگمان ہو جائیگا
خاک ڈالو میرے مرنے کا عبث کرتے ہو رنج
روگ اک تمکو نصیبِ دشمنان ہو جائیگا
اس خوشی نے ہمسے اُٹھوایا غمِ روزِ فراق
ایک شب کیواسطے وہ مہربان ہو جائیگا
میرے مرنے کی خبر اُس کو پہونچنا ہی ضرور
خیر اگر غمگین نہ ہوگا شادمان ہو جائیگا
جب یہ پوچھا دل کا مطلب ہوگا پورا یا نہین
وہ یہی بولے کہ کیا جلدی ہے ہان ہو جائیگا
اے فلک کچھ مدعاے دل تو نکلین عشق مین
کیون مٹاتا ہے ابھی سے امتحان ہو جائیگا

کیا خبر تھی کیون کسی سے دوستی کرتے کمال
کب یہ تھا معلوم دشمن آسمان ہو جائے گا

جتنا قریب تر تھا وہ اُتنا ہی دُور تھا
اللہ ہمسے ملنے مین کیا کیا غرور تھا
آجاتے وقت نزع وہ مجھ تک پیامبر
کچھ تم سے وہ کہے گا یہ کہنا ضرور تھا
ہم کیا کہین گے داورِ محشر کے روبرو
ظالم ہی جب کہیگا کہ یہ بے قصور تھا
اُسنے یہ ہاتھ ملکے مری لاش پر کہا
بس خاتمہ وفا کا ہوا کیا غیور تھا
پایا پتا نہ اُس کا تصور مین بھی نہین
نزدیک ہم سمجھتے تھے جسکو وہ دور تھا

دیتا مجھے بھی عیش شبِ وصل آسمان
گردش کو ان دنون کی بدلنا ضرور تھا

جب کھینچی تیغ اُسنے وہین سر جھکا دیا
اس انکسار پر مجھے کیا کیا غرور تھا

جو اُن سے راز کی ہوئین باتین نہ کھلین
کیا راز دار حضرت موسیٰ کا طور تھا

تاب اُسکی دید کی کبھی لاتی نہ چشمِ شوق
اچھا ہوا کہ وہ مری نظرون سے دُور تھا

غالب بھی اسقدر شبِ ہجران کی تیرگی
چھپتا تھا ڈر کے جو مری آنکھون مین نور تھا

قربان اُس گھڑی کے ہین اُسوقت کے نثار
پہلو مین اُسکے جب یہ دلِ ناصبور تھا

کیونکر ٹھہرتا جاتا جنازہ نہ راہ مین
سب ساتھ تھے وہی مری میت سے دور تھا

نالون نے کچھ اثر نہ دکھایا نہ آہ نے
دونون کو اے کمال نہایت غرور تھا

آئینہ ہی نہین اُس بزم سے حیران نکلا
شانہ بھی زلف پریشان سے پریشان نکلا

حسرت و یاس ہون یا رنج و غم و درد و الم
جو رہا دل مین مری جان کا خواہان نکلا

دل کو تڑپا کے کیا خون بڑا کام کیا
سرخرو ہو کے ترے تیر کا پیکان نکلا

کاوشین نشترِ عشقِ مژہ کی نہ چھپین
آخر آج آنسوؤن مین خونِ رگِ جان نکلا

گم ہوا تیرگیِ شامِ شبِ ہجر مین یون
کہ سحر کو بھی نہ خورشیدِ درخشان نکلا

پھر نہین ناز سے کہدو طلبِ بوسہ پر نہ
مدعا اس دلِ بیتاب کا ہان ہان نکلا

ملگیا اُس کا پتا جبسے زخود رفتہ ہوئے
جدھر آ نکلے اُدھر کوچۂ جانان نکلا

جستجو نے تری کس کسکو کیا خانہ خراب
گبر بتخانے سے کعبے سے مسلمان نکلا

دل بھی سینے سے کھنچ آیا ترے پیکان کے ساتھ
صاحبِ خانہ کو لیتا ہوا مہمان نکلا

ہچکیان لینے کو دی تھی نہ اُنھین دلمین جگہ
جان سمجھے تھے جسے جان کا خواہان نکلا

مر گئے مٹ گئے ہم جان گئی عشق مین ہائے
اب تو ارمان ترا اے غمِ ہجران نکلا

غم ملا رنج ملا درد ملا داغ ملے
محفلِ یار سے مین با سر و سامان نکلا

بیوفاؤن سے وفا کا متوقع ہی کمال
ہم تو دانا اُسے سمجھے تھے وہ نادان نکلا

کچھ اپنا سوز محبت سے زور چل نہ سکا
ہوا یہ خشک کہ اشک آنکھ سے نکل نہ سکا

یہ دل نہین تھا کسی کا مزاج برہم تھا
کہ اتفاق سے بگڑا تو پھر سنبھل نہ سکا

خوشی کے پردے مین مرنیکا میری رنج کیا
ملا کیا کوئی مہندی جو ہاتھ مل نہ سکا

تسلیون کا جسے آپنے کیا خوگر
وہ دل نہ ہجر مین ٹھہرا وہ جی بہل نہ سکا

کسیکے بوسونکی حسرت کسیکو یون بھی ہو
لبون پر آ تو گیا دم مگر نکل نہ سکا

نگاہ ہو گئی نیچی جو اُسنے دیکھا
اُٹھی نہ آنکھ مقابل سے زور چل نہ سکا

غرض سُلا ہی دیا خواب مرگ نے شب ہجر
جو وقت نیند کا آیا تو پھر وہ ٹل نہ سکا

چلا نہ ضبط سے بس اپنے گرم آنسوؤنکا
کہ جوش کھا گیا پانی مگر اُبل نہ سکا

نشان سنگ مٹا ڈالے جبہہ سائی نے
لکھا تھا جو مری تقدیر کا بدل نہ سکا

وہ اپنے دل کا کنول اور قبر کا ہے چراغ
کہ جل کے بجھ نہ سکا اور بجھ کے جل نہ سکا

اُٹھا لیا مرے سینے سے اُسنے آخر ہاتھ
تمام ہو گیا قصہ کہ دل سنبھل نہ سکا

کمال سینے کو میری دبا کے زانو سے
دباو اُسنے یہ ڈالا کہ دل اُچھل نہ سکا

بے جان دیئے عاشق کامل نہین ہوتا
بے خون تمنا کیئے قاتل نہین ہوتا

کیونکر نہ رہ شوق مین انسان بھٹک جائے
رہبر کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا

اک راز ہے رہجاتا ہے آ کے زبان پر
مطلب کا سخن کہنے کے قابل نہین ہوتا

رونیسے تو لگ جاتی ہے آگ اور جگر مین
اشکون سے علاج تپش دل نہین ہوتا

اصرار جو ہوتا ہے تو گر پڑتی ہے بجلی
کچھ دید کے مشتاق کو حاصل نہین ہوتا

صدمے نے ترے ہجر کے توڑا مری دلکو
اُس چوٹ کا پتھر متحمل نہین ہوتا

جب پوچھتے ہو درد نکل پڑتے ہین آنسو
کچھ تم کو مجھے چھیڑ کے حاصل نہین ہوتا

کیون کھینچکے دیکھا اثر جذب محبت
قاتل ترے پیکان سے جدا دل نہین ہوتا

کیا بحر محبت کے شناور کی ہے قسمت
کشتی کا گزر جانب ساحل نہین ہوتا

اب اُسکی خجالت سے مجھے خود ہی خجالت
جو بعد ستم میرے مقابل نہین ہوتا

ہان دیکھ لیا حسن رُخ یار کے آگے
آب آب کب آئینہ محفل نہین ہوتا

مین گرد رہ شوق ہون آواز جرس ہون
محمل کے ہون آگے پس محمل نہین ہوتا

منھ پھیر کے کہنا یہ کمال اُسکا شب وصل
خوش آپ کا ارمان بھرا دل نہین ہوتا

مرنے مٹنے پر آمادہ ہے دیوانہ کسی کا
جل بجھنے کو تیار ہے پروانہ کسیکا

رہتا ہے تصور مین کوئی چین سے آکر
پردے مری آنکھونکے ہین کاشانہ کسیکا

ڈرتا ہون کہ ساقی نہ بنے عہد شکن تو
پیمان ترا ہو جائے نہ پیمانہ کسیکا

ارمان نہ امید نہ حسرت کوئی باقی
ہو کاہے مقام اب دل دیوانہ کسیکا

دلچسپ کچھ ایسا ہی کہ سنتے ہین وہ اکثر
رات ایک طرف دن کو بھی افسانہ کسیکا

کاندھا مرے تابوت کو دیکیون کوئی ناز
ڈرتا ہون نہ دُکھ جائے کہین شانہ کسیکا

مست آنکھ کا ساقی کی لیا کرتے ہین بوسہ
ہونٹون سے لگا رہتا ہے پیمانہ کسیکا

سودائی وحشت زدہ چاک گریبان
ان نامون سے مشہور رہی دیوانہ کسیکا

لائے نہ کمال اُس کو دم نزع بھی احباب
کچھ کام نہ آیا کبھی یارانہ کسیکا

اللہ رے حجاب اُس صنم شوخ ادا کا
آنکھین ہی چھپا لیجیے ہے قصد حیا کا

یون دلکی مسیحا بھی تڑپ کہو نہین سکتی
کیا معجزہ ہاتھ اُنکو لگا دست شفا کا

سمجھین وہ عدو اُسکو مجھے دوست الٰہی
اُلٹے اثر ایسا مرے دشمن کی دعا کا

زلفین رُخ روشن سے شب وصل ہٹاؤ
چھایا ہوا آنکھونمین اندھیرا ہے بلا کا

یون مے کو ترستے ہین جوانان خرابات
اے پیر مغان کچھ بھی تجھے ڈر ہی خدا کا

وہ تیغ بکف آئے ہوئے پھر بھی نہ ہم قتل
کیا خوش تھے کہ ٹلتا ہی نہین وقت قضا کا

کہتے ہین کہ اب تو نہ ملیگا کوئی دل کو
لو ترک کیئے دیتے ہین ملنا ہی حنا کا

سر اُسکے قدم پر ہو گرون اُٹھکے جو اے ضعف
احسان نہ بھولونگا مین اس لغزش پا کا

شوخی پر اُسے خوب لگا لاتے ہین ہم بھی
آنکھون سے اُٹھا دیتے ہین خوں دیدہ حیا کا

یہ بخت کہان ہی کہ رسائی ہو کسی تک
ہان کام کرے کچھ تو اثر آہ رسا کا

جو مجھ مین ہی بات او رحسینونمین کہان ہی
کچھ اور ہی عالم ہے ترے ناز و ادا کا

وہ کوسنے ہی دین جو نہین دیتے ہین گالی
ظاہر ہوا اثر کوئی تو عاشق کی دعا کا

سینے سے شب وصل کمال انکو لگا لو
شرماتے ہو کیون یہ کوئی موقع ہی حیا کا

غضب کیا کسی غافل کو ہوشیار کیا
یہ کہدیا کہ تصور مین تجھکو پیار کیا

وہ سخت جان ہون کوئی ڈسکا نہ جان مری
ادا نے تیغ لگائی قضا نے وار کیا

جہان تھا درد وہان سینے پر رکھا ہاتھ
قرار ہم نے دیا یا یہ بیقرار کیا

گواہ اسکی سپیدی ہی مری آنکھونکی
کہ صبح تک ترے آنے کا انتظار کیا

وہ بدگمان میری جانب سے کسقدر نکلے
جو مرگیا تو نہ مرنے کا اعتبار کیا

قدم پر اُنکے جو سر مینے رکھدیا شب وصل
تو کس ادا سے وہ بولے گناہگار کیا

تھی وہ رات قیامت کا اک نمونہ تھی
کہ جس مین آپکے آنے کا انتظار کیا

امید و بیکسی و یاس و حسرت و حرمان
ہر ایک نے مرا ماتم سر مزار کیا

ستم کی مین نے جو فریاد کی ہوئے شاکی
رکے رہے وہ اگر ضبط اختیار کیا

اُٹھا لیا مرے سینے سے تمنے رکھ کے ہاتھ
بتاؤ اب تو چلے دل کا اعتبار کیا

وہ مجھ سے میرے دل گم شدہ کو پوچھتے ہین
مین کہ رہا ہون کہ تم پر اُسے نثار کیا

کسیکو دیکھکے رونا ادا سے ہنس پڑنا
گلون کا شیوہ حسینون نے اختیار کیا

وہ ہمکو مرکے بھی سکتے ہین دیکھ کہ نہین
کمال جنکا کہ تا زیست انتظار کیا

پھیر لی مجھسے نگہ جب نے مجھے مضطر دیکھا
ایسا بیرحم نہ بیدرد ستمگر دیکھا

جب علی نازسے وہ چل گئی باہم تلوار
راہگیرون کے گلے کو تہ خنجر دیکھا

کچھ بتاتا نہین جب پوچھیے [illegible]
نزع مین ہجر کے بیمار کو کیونکر دیکھا

جسنے مجھ ڈون کہا آکے کہ وہ آتے ہین
سن کے آتے دل بیتاب کو اکثر دیکھا

سنکے بیتاب جو آئے تھے تسلّی دینے
ہاتھ بھی رکھے نہ تمنے انھین دلپر دیکھا

ہمنے خود اپنا گلا کاٹ لیا ذبح کیوقت
دست قاتل مین کھنچا رہگیا خنجر دیکھا

آنکھ لڑتے ہوئے دیکھی تھین دیکھا لڑتے
کبھی لڑتے ہوئے اپنا نہ مقدر دیکھا

دیکھو ہوتا ہے یہ اُلفت کا بتونکی انجام
دل جو تھا شیشہ سی نازک اُسی پتھر دیکھا

پاتے ہین وہ خون کا دشمن اُسے دشمن ہو کہ دوست
یہ عجب تیغ مین اُس ترک کی جوہر دیکھا

او بتِ پردہ نشین دل ہو کہ آنکھین میری
جستجو مین تری ہر ایک کو ششدر دیکھا

دل مین پایا کبھی سینے مین کبھی پہلو مین
اُٹھکے پھرتے ہی ترے درد کو اکثر دیکھا

ہاے جو ہاتھ تھا کل طوق مری گردن مین
قہر ہو آج اُسی ہاتھ مین خنجر دیکھا

رات کا وعدہ کبھی کرکے وہ آئے نہ کمال
دن نہ پھرتے ہوئے دیکھے نہ مقدر دیکھا

ضبط بھی اپنا شبِ فرقت مین تیر انداز تھا
چپکے چپکے آہ کرنا تیر بے آواز تھا

ہاتھ رکھکر سینہ پر میری تسلی کو وہ شوخ
لے گیا کیا ہی اڑا کر دل بڑا دمباز تھا

اُٹھکے پہلو سے وہ کیا چلدیئے صبر و قرار
لو وہ سامان منگیا جس پر کہ دلکو ناز تھا

صبح روزِ حشر تھی اپنی شبِ فرقت کی صبح
نالۂ شبگیر گویا صور کی آواز تھا

اُٹھنے کو سا بھی تو سب کشتۂ ادا کر جی اُٹھے
اُن لبون مین واہ جان بخشی کا کیا اعجاز تھا

ایک ہی تیرِ نگہ سے دل کیا اُسنے ہدف
وہ کمان ابرو عجب بیمثل تیر انداز تھا

باز ہی آیا جفا سے دیکھکر میری وفا
اُس ستمگر کو بھی مشقِ ستم پر ناز تھا

تھا شبِ فرقت مجھے دلکا گمان اُسپر ہمین
شمع کے جلنے کا محفل مین نیا انداز تھا

توڑ کر بازو گیا صیاد نے مجبور رہا
قید ہی رکھا مین جبتک قابل پرواز تھا

ہائے یہ کہنا کسی کا رو کے میت پر مری
بیوفا نکلا یہی تیری وفا پر ناز تھا

تیر کو اُسکے چھپا کر دلمین یہ کہا لے کمال
یہ بھی اُس سفاک کی اُلفت کا گویا راز تھا

نام اسی کا ہے محبت مین رسا ہو جانا
صورتِ نقشِ قدم مٹکے فنا ہو جانا

ہمسے گھر کر نکے سیکھ اے اثرِ عشق طریق
دلمین شوخی تو اُن آنکھونمین حیا ہوجانا

کوچۂ یار مین پہونچا دے اُڑا کر مری خاک
اس طرف بھی کبھی اے بادِ صبا ہوجانا

لکھدیا مطلبِ دل لکھکے یہ فقرہ بھی اُنھین
خط کو پڑھکر کہین دیکھو نہ خفا ہوجانا

دلمین رہجاتا ہی اے دردیہ کیون اُٹھ اُٹھکر
تو بھی فرقت مین نہ پہلو سے جدا ہوجانا

جو ہین نادان سمجھتے نہین ان رمزونکو
آپ کیا جانین اداؤنکا قضا ہوجانا

دلکو دیتا ہے تسلی کہ وہ آج آتے ہین
بیقراری کا مری گھٹکے سوا ہوجانا

ہمکو خون اپنا ہمین بخشدو وہ کہتے ہین
نہ کہین دادطلب روزِ جزا ہوجانا

شکل پھر وصل کی کیا نکلیگی اے گردشِ بخت
جب نہ آنا ہوا اُنھین کا نہ مرا ہوجانا

خون اُس دستِ نگارین نے کیا ہے میرا
تو نہ منکر کہین اے رنگِ حنا ہوجانا

بیقراری مرے نالون کو بتاتے تو ہی
دلمین اُس شوخ کے گھر کرکے رسا ہوجانا

اس سے کیا ہوتا ہی گو سجدہ کرین کافرِ عشق
غیر ممکن ہی کسی بت کا خدا ہوجانا

گر پڑے شوق مین جب قدمونپر اُس بت کے کمال
عذر اس کا تو یہی اے لغزشِ پا ہوجانا

نشترِ غم تھا نہ اُس سفاک کا پیکان تھا
شب جو دل مین کھٹکتا تھا مرا ارمان تھا

دیر تھی اُسکی نگاہِ لطف کی ہنگامِ ذبح
مشکلین سب سہل تھین جو کام تھا آسان تھا

وصل کی شب دیکے اک بوسہ نہ سر اُٹھنے دیا
سرنگون رکھا مجھے کیسا یار کا احسان تھا

جان سب اُس مین لگی تھی مین تھا بستر پر پڑا
فرقتِ دلبر مین مُردے کی طرح بیجان تھا

ہائے اُس کا پوچھنا تجکو خبر کیونکر ہوئی
جب کہا مین نے کہ تو شب کو کہین مہمان تھا

حسرت و داغ و غم و درد و الم رنج و ملال
بسگئین تھین بستیان اُسمین جو دل ویران تھا

اُن سے یون قاصد ہمارا حال جاکر پوچھنا
کچھ خبر اُسکی بھی ہے جو آپ پر قربان تھا

اُس نے دل شوخی سے مل ڈالا تو یہ مین نے کہا
یہ وہی دل ہے کہ جس دل مین ترا ارمان تھا

کوچۂ زلفِ حسینان تک گیا کیونکر کمال
عشق کی راہون سے بالکل دل مرا انجان تھا

کبھی نادم بھی جفا کرکے جفا جو ہوتا
سر جھکائے ہوئے بشکلِ خم ابرو ہوتا

تہ شمشیر گلا دوڑ کے رکھدینا تھا
جان پر کھیل کے مین بسمل ابرو ہوتا

پھوٹکر پاے کے آگے جو کبھی روتے ہم
دل بیتاب کا چھالا ہر اک آنسو ہوتا

کبھی آجاتی قفس تک بھی شمیم گلشن
ہم اسیرون مین بھی اکدن گزر بو ہوتا

جو شب وصل چمکتا بھی مقدر اپنا
تو کبھی اصبح کا تارا کبھی جگنو ہوتا

جیسے فتنہ دم رفتار تھا پیچھے پیچھے
آگے آگے ترا چلتا ہوا جادو ہوتا

کون ہمکو درِ جانان سے اُٹھا سکتا تھا
ضعف ہی اپنا اگر قوتِ بازو ہوتا

قتل کرتے ہی وفائین مری یاد آجاتین
سر مرا اور جفا کا رکا زانو ہوتا

آرزو تھی ترے سب تیر جگر مین ہوتے
کوئی دلدوز کوئی دلکش و دلجو ہوتا

کبھی پی لیتے جو اک ساغر مے بھی پیدا کے
خون خشک اپنے جگر کا کبھی چلو ہوتا

چھپکے آتی وہ شب وعدہ جو میری گھر مین
چاند سے منہ کو چھپائے ہوئے گیسو ہوتا

لیکے حسرت کو پٹکتا وہی اُنکے آگے
کوئی حسرت بھری آنکھو مین جو آنسو ہوتا

کہین پہلو مین بٹھا کر وہ اُٹھاتے جو کمال
چین پھر دلکو نہ میرے کسی پہلو ہوتا

یاد اُن کو آج آئی مری کیا سبب ہوا
اے ہچکیو بتاؤ کہ مین کیون طلب ہوا

مجھ تیرہ بخت کی شب ہجران ہوئی نہ ختم
دن بھی تو یادِ گیسوِ جانان مین شب ہوا

منہ پھیر کر کسی کا وہ جانا دم اخیر
یہ آخری ستم تھا جو عاشق پہ اب ہوا

اللہ رے زیادتیان اضطراب کی
کیون دی کسی نے دلکو تسلی غضب ہوا

اے دل کسی نے کہا ادھر آنہین کی کمی
کیون بڑھ گئی تڑپ یہ تری کیا سبب ہوا

اُسنے جلا یا دیکے جسے داغ و رنج و غم
مانندِ شمع زینتِ بزم طرب ہوا

کہتا ہے یہ اثر کہ نہ آؤن گا ہاتھ مین
پھر دعا دراز جو دستِ طلب ہوا

نکلین نہ ہاے وصل مین بھی دلکی حسرتین
رو گئے رہا حجاب تو مانع ادب ہوا

مشہور قتل کرکے ہوا یار جانستان
جانباز جان دیکے ہمارا لقب ہوا

اُن سے ہمارا پوچھنا دل لیکے کیا کیا
اُن کا وہ ہاتھ ملکے یہ کہنا غضب ہوا

بیٹھے ہین کیون خفا مری پہلو مین آ کمال
پوچھے تو کوئی روٹھنے کا کیا سبب ہوا

ایک ہی سینے پر اک ہاتھ جگر پر اپنا
یون سنبھالے ہوئے ہین ہم دل مضطر اپنا

سخت جان ہین ہم اور وہ نازک ہین کٹیگا نہ گلا
یہی بہتر ہے کہ دیدین مجھے خنجر اپنا

یار سے ہم سے شب وصل بنے گی کیونکر
دل ہے روٹھا ہوا بگڑا ہے مقدر اپنا

کل جو وہ آئے تھے دلمین تھی ہزارون ارمان
آج خالی نظر آتا ہے بھرا گھر اپنا

ہجر مین جسکے دم سرد بھرا کرتا تھا
اُن سے کیا وصل کی شب گرم ہی بستر اپنا

گر پڑا نامۂ دلدار کہین رستے مین
پر گراتا ہوا آتا ہے کبوتر اپنا

قتل کرنے مین کچھ اظہار رکاوٹ کا نہ کر
حلق پر رکھکے نہ تو روک یہ خنجر اپنا

سر جھکائے ہوئے سنتے ہین تری محفل مین
باتین سنواتا ہے جو جو یہ مقدر اپنا

کس ادا سے وہ پلاتے ہین کوئی تو کمال
وصل کی رات لیے ہاتھ مین ساغر اپنا

کھلی نہ وجہ طلب کیون مین انکو یاد آیا
کوئی خیال مین پھر کیا شر و فساد آیا

جو اب تک اُسنے جفائین کی تھین وہ بھی کین
مری وفاؤنکی کیا خوب دینے داد آیا

عنایتون نے تری سب بھلا دیے شکوے
ہزار یاد کیا اک ستم نہ یاد آیا

خوشی مین سبکی بسر کی تھین سیکڑون راتین
نہ آئے تم نہ وہ روز قرار داد آیا

نہ پوچھ تھام لیا دلکو تمنے کیون ہمدم
کوئی کرشمہ کسی دلربا کا یاد آیا

وہ مجھسے وصل کا اقرار کرکے پوچھتے ہین
کچھ اعتبار ہوا کیون کچھ اعتماد آیا

ستم یہ اُس ستم ایجاد کا کوئی دیکھے
کہ ہم سے مانگنے اپنے ستم کی داد آیا

وہ ترچھی نظرین بھی ہوجائینگی کبھی سیدھی
جو راستی پہ ادھر بخت کج نہاد آیا

کمال نزع کی ہچکی خبر یہ دیتی ہے
کہ اپنے بھولے ہوئے کو مین آج یاد آیا

آئنہ جلوہ دکھائے سرِ محفل اپنا
وہ بھی سمجھین جب اُسے مدِ مقابل اپنا

مین یہ کہتا ہون کہ لپٹا لو مجھے سینے سی
وہ یہ کہتے ہین سنبھالو تو زرا دل اپنا

جب مین کہتا ہون تری ترچھی نظر نے مارا
منھ چھپا لیتا ہے کس ناز سے قاتل اپنا

جب کہا وصل کی شب کیون نہین بوسے دیتے
ہنسکے فرماتے ہین کس ناز سے وہ دل اپنا

طے کرین مرحلۂ شوق جب آیا یہ خیال
بڑھ گیا آگے ارادہ کئی منزل اپنا

اپنے مٹجانے کا کچھ رنج نہین اے غم ہجر
ملگیا خاک مین ارمان بھرا دل اپنا

دلبری سے جو کوئی جان کا خواہان ہو کمال
ہم سمجھتے ہین اُسے عشق مین قاتل اپنا

ہجر کی شب خواب دکھلاتا ہی وصل یار کا
بخت خفتہ مین اثر ہی طالع بیدار کا

مسندِ شاہی سمجھتے ہین وہ فرشِ خاک کو
بیٹھے ہین تکیہ لگائے جو تری دیوار کا

لن ترانی کون سنتا پردہ اُٹھ جاتا ضرور
تم نے منہ دیکھا نہین ہی طالب دیدار کا

ہان سے بہتر ہی نہین تیری اداے وعدہ خلاف
وصل کے انکار مین ملتا ہی لطف اقرار کا

موت آتی ہی نہ لیتے ہین خبر آکر مسیح
پوچھنے والا نہین کوئی ترے بیمار کا

تیغ وہ کھینچے کھڑے ہین اور ہین کچھ سوچ مین
مجکو یہ حسرت لگا دین ہاتھ اک تلوار کا

جسقدر رچا ہے پھرائی جستجوئے دوست مین
دے نہ راحت دور ہی اس گنبدِ دوار کا

موت کا پیغام ہی مایوسِ ہجران کیلیے
قطع ہوجانا تمناے وصالِ یار کا

ہر قدم پر فتنۂ محشر بپا ہونے لگا
رفتہ رفتہ یہ ہوا عالم تری رفتار کا

بوسے ہون یا گالیان کہتی ہی قسمت جو ملے
لیلو اُس سے دیکے دل موقع نہین انکار کا

ہر روش پر خاک اُڑاتی پھرتی ہی بادِ صبا
یہ خزان مین غم ہوا تاراجیِ گلزار کا

کیا کہون قاتل ملا کیا لطف مجکو وقت ذبح
یہ نہ بھولے گا گلے ملنا تری تلوار کا

ترک کرتے ہو بھی عشق بتان تم کیون کمال
توبہ کرلینا محل آنے دو استغفار کا

پھنسکے اُس گیسوے پیچان مین مشکل نکلا
شکر کر آج بڑے پیچ سے اے دل نکلا

خون ناحق کے ہوئے خوب مرے زخم گواہ
شکر منہ سے عوضِ شکوۂ قاتل نکلا

ہائے فرقت مین کسی طرح نکلتا نہین دم
سہل جس امر کو سمجھے تھے وہ مشکل نکلا

آنکھ سے ملکے تری مجھ سے ملائی نہ نگاہ
بیوفا تجھ سے بھی کچھ بڑھ کے مرا دل نکلا

کیون تہ تیغ اسے تیری ادا کرتی ہے
دل خون گشتہ ہی شاید مرا قاتل نکلا

دور اسے قیس کہ لیلےٰ کی سواری آئی
تو بگولا جسے سمجھا تھا وہ محمل نکلا

نہ کرینگے یہ جفا پیشہ تری قدر کمال
کوئی بھی تیری وفا کا کہین قائل نکلا

گفتگو مین تری بیساختہ پن دیکھ لیا
لب پہ آتے ہوئے مطلب کا سخن دیکھ لیا

اس قدر کھائے ہین گل مینے کہ وہ کہتے ہین
آج جی بھر کے تماشائے چمن دیکھ لیا

بزم جانان مین ٹپکنے لگے کیون اشک ترے
کسکو جلتے ہوئے اے شمع لگن دیکھ لیا

آج سرگرم فغان ہین جو بہت مرغ قفس
کیا اُجڑتے ہوئے صیاد چمن دیکھ لیا

کہتے ہین اور کوئین کیا نہین گر پڑنیکو
ڈوب مرنے کو مرا چاہِ ذقن دیکھ لیا

دفعتہً مجھ سے شبِ وصل وہ کیا بگڑے ہین
اس بناوٹ مین بھی بیساختہ پن دیکھ لیا

سیرِ گلشن کا خیال آیا جو فرقت مین کمال
ہمنے اپنے دلِ داغی کا چمن دیکھ لیا

مر گئے پر بھی فلک تفرقہ افگن رہتا
خاک سے میری الگ یار کا دامن رہتا

اُٹھتے جوبن کی شب وصل مین مٹجاتی نمود
کیا قیامت تھی جھکائے جو وہ گردن رہتا

توڑنا تھا تجھے یون شاخ سے گل اے گلچین
کہ سلامت دلِ ہر بلبل گلشن رہتا

اُٹھنے دیتا نہ مین اے بیخودیِ شوق اُسے
تہ زانو جو دبا یار کا دامن رہتا

وہ جو ٹھوکر بھی لگاتے مجھے راحت ہوتی
چین سے خواب عدم مین تہ مدفن رہتا

سینے مین دل مین کلیجے مین مری آنکھو مین
اُسکے سب گھر تھے جہان یار کا مسکن رہتا

تابِ نظارہ کسی طرح نہ آنکھین لاتین
کبھی بے پردہ جو اُسکا رُخ روشن رہتا

کہین دھبے سے مرے خون کی بچ سکتا تھا
لاکھ جلاد سمیٹے ہوئے دامن رہتا

کاٹ چلتا ہے گلے کو نہ گلے ملتا ہے
کاش کوئی نہ قریب رگِ گردن رہتا

کشتہ کرتے مری حسرت کو جو تم میرے ساتھ
مرے مدفن کے قریب اسکا بھی مدفن رہتا

حشر مین اسکو مناتین کہ خفا تھا شب وصل
اسکی کیا فکر تھی روٹھا ہوا دل مین رہتا

دکھ گیا غیر سے کیون بزم مین دل کہتا ہے
نرم باتون مین تری کچھ تو کڑا پن رہتا

باتین اس شوخ سے یون ہوتین شب وصل کمال
ہاتھ اک سینہ پر اور اک تہِ گردن رہتا

دل دکھلانے کا کوئی اور جو پہلو نہ ملا
وصل کی رات بھی عاشق کے گلے تو نہ ملا

آنکھ ٹھہری ہوئی جب روز سے اس بانکے کی
ہو کے سیدھا کبھی ہم سے خمِ ابرو نہ ملا

کہتے ہین آئنہ مین دیکھکے وہ عکس اپنا
ڈھونڈھتے تھے تجھے اب تک ہمین کیون تو نہ ملا

بولے شرما کے وہ شوخی سے جو بوسہ مانگا
کیا کہون کوئی حسین آپکو بدخو نہ ملا

اٹھ گیا اٹھتے ہی میرے تری محفل سے ادب
کوئی بیٹھا کہین پھر تجھکو دوزانو نہ ملا

شب تیرہ مین مری ذکر چراغون کا تو کیا
وائے تقدیر چمکتا کوئی جگنو نہ ملا

مرے آغوش مین وہ بیٹھکے اٹھ جانیکا ہ
لاکھ ڈھونڈھا کیئے پہلو کوئی پہلو نہ ملا

کسکو خوبان جہان مین نہ دیا دل ہمنے
سب دل آزار ہی نکلے کوئی دلجو نہ ملا

ہم بھی مشاطہ صفت اسکی بلائین لیتے
وہ پریزاد سنوارے ہوئے گیسو نہ ملا

جذبِ دل طنز سے بولا یہ بلا کر اسکو
دیکھا ہم بھی نہ ملے تجھ سے اگر تو نہ ملا

کھینچی تیغ اسنے جو مجھپر تو نزاکت کے سوا
دوڑ کر تھامنے والا کوئی بازو نہ ملا

نجد مین جا کے بھی اے غیرت لیلی ڈھونڈھا
خاک اڑاتا کہین دیوانۂ گیسو نہ ملا

ضبط گریہ ہی تجھے چاہیئے فرقت مین کمال
خاک مین دیکھ یہ حسرت بھرے آنسو نہ ملا

جب تک وہ بگڑتا نہین برہم نہین ہوتا
خوش وصل مین میرا دلِ پر غم نہین ہوتا

کہتا ہے کوئی ہاتھ جگر پر مرے رکھکر
کیون درد کسی طرح ترا کم نہین ہوتا

سینے سے تڑپکر نکل آتا ہے مرا دل
پہلو مین وہ ہمدم جو کوئی دم نہین ہوتا

دم توڑتے وقت اک ستم ایجاد کا کہنا
بیمارِ محبت کا یہ عالم نہین ہوتا

اب بوسۂ رخسار وہ دینا ہے خوشی سے
چھوتا ہون جو زلفون کو تو برہم نہین ہوتا

ٹکراتے ہین دیوارون سے سر اپنا بہت ہم
سودا تری اُلفت کا مگر کم نہین ہوتا

کیون روتے ہین اب مجکو جو کہتے تھے یہ ہنسکر
مرجانے کا عاشق کے ہمین غم نہین ہوتا

بھولا ہے دو عالم کو جو ہے یاد مین اُسکی
ورنہ کسی بیخود کا یہ عالم نہین ہوتا

اشکون سے بجھادے مرے اس دل کی لگی کو
تجھسے بھی یہ اے دیدۂ پرنم نہین ہوتا

آتی ہے خزان موسم گل ہی مین ہمیشہ
کچھ اس کو خیالِ گل و شبنم نہین ہوتا

تقدیر ہی برگشتہ ہو جب اسکا گلہ کیا
دل بھی تو کمال اپنا شب غم نہین ہوتا

اُن کا پیکان جو مرے سینے سے کھینچکر نکلا
ساتھ ہی اُسکے تڑپ کر دل مضطر نکلا

زانو اپنا شب وصل اور تمہارا سر تھا
پھر ہمارا ہی زبردست مقدر نکلا

بیگناہ ہون کا اُسے قتل جو منظور رہا
منھ کو موڑے ہوئے کس شرم سے خنجر نکلا

کیا خبر اسکی کہ تاثیر بھی کچھ کی کہ نہ کی
دل سے نالہ تو شب ہجر برابر نکلا

جب وہ آتے ہین مرے گھر کو تو پھر جاتے ہین
کوئی مجھ سا بھی نہ برگشتہ مقدر نکلا

وہ جو آئے تو ہوا دل مین امیدون کا ہجوم
جسکو ویران سمجھتے تھے بھرا گھر نکلا

اُٹھا اک شور کہ وہ چاند گہن سے چھوٹا
رُخ جو زلفون سے ترا اے مہ انور نکلا

حسرتِ دل کے نکلنے کی ہوئی کیا ہمین عید
ذبح کرنے کو جو اُس شوخ کا خنجر نکلا

چیر کر سینہ کو جب عشق بتان مین دیکھا
دل بیتاب جسے سمجھے تھے پتھر نکلا

تو نے کس رند کا دل توڑ دیا اے ساقی
چور ہو کر جو تری بزم سے ساغر نکلا

جمع ہونے نہ دئیے عیش کے اسباب کمال
برہمی کا سبب اپنا ہی مقدر نکلا

یاد آجاتا ہے دل اُن کو دُکھانا میرا
اشک بھر لاتے ہین سُن سُنکے فسانا میرا

لاش اُٹھا کر مری یون بیٹھ کے کہنا اُن کا
کچھ خبر تم کو نہین دُکھ گیا شانا میرا

شکوے کرنا ترے دھوکے میں مرا ہجر کی رات
تری تصویر کو سینے سے لگانا میرا

اشک آنکھوں میں ہیں لب پر ہے فغاں چہرہ اداس
کوچۂ یار میں اس شکل سے جانا میرا

کھینچنا آپ ہی تم تھک کے شب غم دم سرد
خود وہ رو رو کے لگی دل کی بجھانا میرا

لا کے بیدرد ہو تم دل میں مگر درد بھی ہے
دل بھر آئے گا سنوگے جو فسانا میرا

تم نے سینے سے لگایا تو بڑھی اور تڑپ
ہوش کھونا ہیں مرے ہوش میں لانا میرا

دیکھتی تھی مری بگڑی ہوئی تقدیر یہ سیر
روٹھنا ان کا شب وصل منانا میرا

کچھ پتا ہی نہیں کھویا ہے مجھے عشق نے یوں
مل چکا ڈھونڈھنے والیکو ٹھکانا میرا

قطع امیدیں مری ہو گئیں جب یاد آیا
تجھ سے او دل کی لگی آس لگانا میرا

ہجر کی شب وہ دکھاتا اثر جذبۂ شوق
کھینچنے والیکو ادھر کھینچ بلانا میرا

شرم عصیاں کی پس مرگ تہ دیتا ہے
منہ چھپائے ہوئے یوں خلق سے جانا میرا

پوچھنا اُن کا کدھر درد ہے سینہ میں کمال
گہ ادھر گاہ اُدھر اُن کو بتانا میرا

کسی دعا نے مری ہائے کچھ اثر نہ کیا
درازی شب فرقت کو مختصر نہ کیا

فلک سے کونسی اتری بلا یہاں شب ہجر
کہ میہماں اُسے اک شب کا اپنے گھر نہ کیا

جواب دیگا کچھ ایسا کہ دلکو پھاڑ دیگا
جو اُسنے نامہ مرا چاک نامہ بر نہ کیا

ہمارے نالوں کو ناصح بتا نہ بے تاثیر
ہیں بے اثر تری باتیں کہ کچھ اثر نہ کیا

نہ باندھی تو نے کمر قتل پر مرے قاتل
کہ تیغ کو کبھی زینت کمر نہ کیا

رکا نہ چلکے مرے حلق پر ترا خنجر
کہ رحم اسنے بھی مجھ بیگناہ پر نہ کیا

وہ حشر میں مری کچھ پوچھ لیتے وقت آخر
یہ کام تو نے بھی حسرت بھری نظر نہ کیا

بگڑتے کیوں ہو جو خود تم ادھر چلے آئے
کہو گے پھر کہ ترے جذبے نے اثر نہ کیا

سمجھ گیا ہے کہ بہتا ہے دل لہو ہو کر
جو دامن اُسنے مرے آنسوؤں میں تر نہ کیا

یہ تھا ہمارا کلیجا کہ ظلم اُٹھائے ترے
کبھی زبان سے گلہ کوئی عمر بھر نہ کیا

ہٹائیں ڈالکے زلفیں نہ روئے روشن سے
سحر کو شام کیا شام کو سحر نہ کیا

وہان سے آکے یہ قاصد کا پاس سی کہنا — پیامِ شوق نے کچھ آپ کے اثر نکیا

تڑپ رہا ہون مین جس بیوفا کی فرقت مین
کمال اُسنے مجھے یاد بھولکر نہ کیا

دل ہی تھا ہاتھ رکھنے کے قابل جگر تھا — کیا اے مسیح درد اِدھر تھا اُدھر نہ تھا
منظور دلبری تھی کنکھیون سے دیکھکر — شاید کچھ اور یار کو مدِ نظر نہ تھا
سودا بُرا ہے حسرتِ پابوس یار کا — اچھے تھے جن دنون ہمین یہ دردِ سر نہ تھا
ہم دیتے امتحان وفا کسکو اے فلک — آمادۂ جفا کوئی بیداد گر نہ تھا
کیون شکوۂ ستم کیے اُس سی شبِ وصال — اے دل بیان کرنے کو دردِ جگر نہ تھا
بند آنکھین کی تھین دیکھنے کو دلبری کی ڈھنگ — آغوش مین بٹھاکے اُنھین بیخبر نہ تھا
کیا اُسکی یاد سے دلِ مضطر بہل گیا — دن بھر جو اضطراب تھا وہ رات بھر نہ تھا
ہم سو گئے تھے لاکھ شبِ وصل اے فلک — کمبخت کیا جگانے کو مرغِ سحر نہ تھا

دل تم پر آگیا ہے جو مین نے کہا کمال
ہان ہان کیا کیے اُنھین باور مگر نہ تھا

ہماری بزم سے اُٹھکر جو وہ روانہ ہوا — جگر مین درد کے اُٹھنے کو اک بہانہ ہوا
اِدھر نہ آئے شبِ ہجر اُڑ کے جگنو بھی — ہمارا یون بھی نہ روشن سیاہ خانہ ہوا
مین دلکو مانگ رہا ہون وہ مجھ سی پوچھتے ہین — کسے دیا تھا دیئے کسقدر زمانہ ہوا
کسی نے تھام لیا دل جو سُنکے میرا حال — تو یہ بھی کہنے کو عالم کے اک فسانہ ہوا
عوض کسیکے شبِ انتظار موت آئی — مین دیکھتا رہا آنکھون سے دم روانہ ہوا
نہ ہوگا مجھ سا کوئی دلجلا کہ دفن کے بعد — نہ آکے ابر بھی تربت کا شامیانہ ہوا
وہ چھیڑ چھیڑ کے سنتے ہین میرا سوزِ فراق — یہ اور آگ لگانے کا اک بہانہ ہوا
کسیکو یون کوئی دلوا دے یاد اسیرو کی — کہ ان کو قید کیئے کسقدر زمانہ ہوا
زرا پسیجا نہ دل اُسکا وائے بیدردی — ہمارا دردِ جگر یار کو فسانہ ہوا
پیامبر ہمین جب تک کوئی ملے ہمدم — نکلکے سینے سی دل ہی اُدھر روانہ ہوا

کمال پھل یہ ملا ہمکو باغ اُلفت سے
کہ گل کی آنکھون مین خار اپنا آشیانہ ہوا

بس اب تے یہ کہنا مین عیان ہو نہین سکتا — تو دیکھنے والون سے نہان ہو نہین سکتا
ارمان یہ ہمکو ہے کہ ارمان ہمارا — تم پوچھو کہین ہم کہ بیان ہو نہین سکتا
پیری ہے نمودار جوانی سے ہماری — یون رنگ بہار آپ خزان ہو نہین سکتا
دلمین مرے جو درد ہی اُسکو تو وہ کھو دے — یون کوئی مسیحا سے جہان ہو نہین سکتا
قاصد وہ نشان میرا جو پوچھین تو یہ کہنا — بے نام پڑھے نام عیان ہو نہین سکتا
پھر تمسے مین طالب ہون تسلی کا کہیدو — درمان دلِ بیتاب کا ہان ہو نہین سکتا
ہم رہگئے اُف کرکے جو کچھ آپنے پوچھا — اب اسکے سوا اور بیان ہو نہین سکتا
ممکن ہی نہین چوٹ لگے اور نہ ٹوٹے — دل پر کبھی پتھر کا گمان ہو نہین سکتا
ٹل جاتی ہی دم توڑنے والیکی قضا بھی — اس حال کا کوئی نگران ہو نہین سکتا
پیغام رسان کیا کہے گا اُس سے مرا حال — کیونکر اسے دو دن اپنی زبان ہو نہین سکتا
بیدرد کے آتے ہی کھٹک تھی نہ تڑپ تھی — یون دیکھئے گم درد نہان ہو نہین سکتا
کچھ حال مرا بیٹھ کے پوچھا جو کسی نے — درد اُٹھ کے پکارا کہ بیان ہو نہین سکتا

خود جاکے وہان تم شب وعدہ اُنھین لاؤ
وہ آپ کمال آئین یہان ہو نہین سکتا

شغل آہ ہو نکالے سوز نہان ہو نہین سکتا — جبتک نہ لگے آگ دھوان ہو نہین سکتا
شرمائے ہوئے بیٹھے ہین وہ صبح شب وصل — وہ رات کی باتون کا بیان ہو نہین سکتا
تم آؤ تو ارمان ابھی دلمین سب آجائین — کیا پیر کا دل یار جوان ہو نہین سکتا
اے موت مرا فیصلہ کر دے کہین آکر — فرقتمین فراقِ تن وجان ہو نہین سکتا
دل آتش فرقت سے جلے کچھ نہ خبر ہو — یہ آگ وہ ہے جسمین دھوان ہو نہین سکتا
ضد اُنکی مجھے دلکی تڑپ کچھ تو دکھا دو — کہنا مرا یہ درد عیان ہو نہین سکتا
صدمے تری فرقت کے اُٹھاتا ہون خوشی سے — یہ بار کسی طرح گران ہو نہین سکتا

مٹتا ہے عبث جستجوے یار مین سنے دل
معلوم کبھی اُسکا نشان ہو نہین سکتا

زلفون سے عیان ہے دل صد چاک ہمارا
شانہ کبھی بالو مین نہان ہو نہین سکتا

کیون چھیڑ کے سنتے ہو فسانہ مرے دل کا
بے آہ کیئے درد بیان ہو نہین سکتا

فریاد تمھین کرتے کمال آتی نہین شرم
الفت مین ذرا ضبطِ فغان ہو نہین سکتا

آئینہ جب روے جانان کے مقابل ہو گیا
ماہِ کامل سے نمایان ماہِ کامل ہو گیا

کیا محبت چیز ہے دشمن بھی بنجاتے ہین دوست
دلمین پیکان نے جگہ دی حسرتِ دل ہو گیا

دیکھکر مجھکو جو تم بولے کہ تو مرتا نہین
اب مجھے مرنا مسیحا جان اور مشکل ہو گیا

اور ہی کچھ تھی ہمارے قتل کرنیکی روش
رحم اُنھین آیا تو اُن کا ناز قاتل ہو گیا

میکشی کا لطف کیا ساقی کو ملتا ہے مرے
خاک آخر مٹ گئے سارا رنگ محفل ہو گیا

کیا گذرتی ہے کسی پر پوچھ لینا تھا ضرور
دردِ فرقت دیکھکے ایمان الیسا وہ قائل ہو گیا

ناتوانی نے بنایا مجکو نقشِ بستری
اب اٹھانا درد کو بھی اُٹھکے مشکل ہو گیا

عشق مین دل کی تمنائین جگر کا گھاؤ تھین
ایک ایک ارمان بھی پیکان قاتل ہو گیا

آئنہ مین دیکھکر ہمشکل اپنا کے کمال
کہہ رہے ہین کون یہ میری مقابل ہو گیا

ارمانون کا ہجوم مرے دلمین رہگیا
تھک کر یہ کاروان اسی منزل مین رہگیا

قدر اسکی اب ہوئی تمھین آئینہ دیکھکر
کیونکر مین دلکو تھام کے محفل مین رہگیا

ہٹ آئے ہم تو سامنے سے رکھکے آئنہ
جھگڑا اب آئین انکے مقابل مین رہگیا

دامِ بلا ہے دلسے نہ بھولیگی یادِ زلف
وحشی کا پاؤن پڑکے سلاسل مین رہگیا

اچھا ہوا جو ساتھ چھٹا دل کا عشق مین
قاتل ہمارا کوچۂ قاتل مین رہگیا

شکوہ ہے وہ ترا وہ مرا حرفِ مدعا
لب تک کبھی جو آنہ سکا دل مین رہگیا

حیرت سے دیکھتے ہین مجھی سب یہ حال ہے
تصویر بنکے مین تری محفل مین رہگیا

آنکھون مین دم ہے اور ٹھہر جا دمِ اخیر
آسان اب ہے کیا مری مشکل مین رہگیا

اپنا سا حال اُسکا بھی دیکھا شب فراق
تسکین وہ نہ دیتے تڑپنا تو دیکھتے
وہ نقش ہون کہ بیٹھ گیا دل مین غیر کے
کیونکر کہون کشیدہ رہا کسطرح کوئی

اُٹھ اُٹھکے درد اک جگر و دل مین رہگیا
یہ اشتیاق ہی دل بسمل مین رہگیا
وہ اشک ہون مین گرد جو محفل مین رہگیا
نقشہ سا ایک کھنچکے مرے دل مین رہگیا

خنجر چلا نہ اُسکا مرے حلق پر کمال
کھنچکر وہ دست نازک قاتل مین رہگیا

بوسہ کسی کے ہم لیے جاتے تو خوب تھا
خط کا ہمین جواب جو بھیجا تھا یار نے
دو پھول کیون وہ آکے لحد پر چڑھا گئے
مرجائے تو یہ کہکے وہ اُٹھ جاتے پاس سے
ہاتھ اپنے ڈالدیتے گریبان مین یار کے
کچھ ایسا بوسہ مانگ کے ہم منفعل ہوئے
کہتے ہین دیکھکر وہ مری بیقراریان
گھبرا کے آنکھ کھُلگئی کیسی شب فراق

خود گالیان جو چھیڑکے کھاتے تو خوب تھا
تعویذ اُسے گلے کا بناتے تو خوب تھا
اب بھی وفا کی بو نہ سنگھاتے تو خوب تھا
ہم نزع مین بھی کوسنے کھاتے تو خوب تھا
دیوانے ہوش مین جو نہ آتے تو خوب تھا
تا حشر اُن کو منھ نہ دکھاتے تو خوب تھا
پہلو مین ہم تجھے نہ بٹھاتے تو خوب تھا
وہ میرے خواب مین جو نہ آتے تو خوب تھا

وہ لاکھ رازدار نہین عشق مین کمال
تم راز دل کو اُنسے چھپاتے تو خوب تھا

گیسو سے دونون کو بنانا نہین آتا
قاتل کے جو دلکو نگہ یاس بٹھا دے
معشوق کی تلوار بھی رہتی ہے کشیدہ
اُمید کسے لیکے جواب آئیگا خط کا
کرتے ہین ستم سب ستم ایجاد اسی پر
سخت اُسکا ہوا کہ تا زسی کہتی ہین وہ جس سے
دیکھے مرے رونے کا تماشا مری تقدیر

آتا نہین آئینہ کہ شانا نہین آتا
کیونکر نہ کہے تیغ اُٹھانا نہین آتا
کہتی ہے گلے مجکو لگانا نہین آتا
قاصد کو وہان جاکے پھر آنا نہین آتا
کیا غیر کا دل ہے جو دکھانا نہین آتا
بیٹھو بھی تمہین ناز اُٹھانا نہین آتا
ہنسنا اسے آتا ہے ہنسانا نہین آتا

سُنتے ہین جو دل عشق مین قابو سے نکلجائے
قابو مین اُسے پھر کبھی آنا نہین آتا

اُلجھن مین گذر جاتی ہی معشوقونکی شب بھی
ان کو بھی تو زلفون کا بنانا نہین آتا

پہلو سے مرے دیکھ اُٹھا جاتا ہی کوئی
اے جذبِ دلی تجکو بٹھانا نہین آتا

خود روٹھ کے وہ منہ کئے کھینچ بیٹھے جہان ہم
اس طرح منایا کہ منانا نہین آتا

آنکھین جو ہمین پھیرتے دیکھا دمِ آخر
بولے کہ تمھین ناز اُٹھانا نہین آتا

بنکر جو کمال اُسکی محبت مین بگڑجائے
اُس بگڑے مقدر کا بنانا نہین آتا

قابو مین دلِ زار کو لانا نہین آتا
روٹھے ہوئے دلبر کا منانا نہین آتا

اشکون نے تری چھوڑ دی سرد آہ کی گرمی
یہ کہکے لگی دلکی بجھانا نہین آتا

کیا خوب جواب اُسنے لکھا ہی مرے خط کا
تقدیر کے لکھے کو مٹانا نہین آتا

مشکل ہے کہ دل سے ہو نہان رازِ محبت
حسرت کی نگاہون کو چھپانا نہین آتا

میرے دلِ بسمل کی تڑپ کم نہین ہوتی
بیدرد کو سینے سے لگانا نہین آتا

پردے مین جو شوخی کے بٹھا دین دلِ عاشق
اُن نیچی نگاہون کا اُٹھانا نہین آتا

یہ راز ہوا شمع کے جلنے سے نمایان
معشوق بھی جلتے ہین جلانا نہین آتا

اغیار نے مجھے محفلِ جانان سے اُٹھاتے
اے ضعف ابھی تجکو بٹھانا نہین آتا

ملجاتے کبھی راہ ہی مین کاش وہ مجکو
قسمت کو مری راہ پر آنا نہین آتا

قابو نہ رہے ضبط پہ اُف منہ سے نکلجائے
اسطرح تمھین دلکا دُکھانا نہین آتا

فرماتے ہین کیون کھینچتے ہو تم نفسِ سرد
جب تم کو لگی دلکی بجھانا نہین آتا

ٹھکرا کے مری قبر کو جاتا وہ یہ کہتا ہے
یہ کہکے ہمین اشک بہانا نہین آتا

کیا شکوہ نہ آنیکا کمال اُسنے کرو نہین
شاکی ہین وہ خود تجکو بُلانا نہین آتا

وہ روٹھنا شبِ وصل آکے خوشجمالون کا
وہ منتون سے منانا منانے والون کا

نہ پوچھ تو کہ شبِ ہجر کسطرح گزری
تڑپنے سے کام رہا مشغلہ تھا نالون کا

جولی اجازتِ بوسہ تو مسکرائے وہ
ہنسی جواب ہی شاید مری سوالون کا

شبِ وصال مین اظہارِ رنجشِ بیجا
خوشی کی رات ہی موقع نہین ملالون کا

بہت غریبونکی ایذا دہی نہین اچھی
خدا برا نہ کرے دل دکھانے والون کا

وہ اُنکا دیکھ کے آئینہ وصل مین کہنا
بدل دیا ترے بوسونے رنگ گالون کا

نصیبِ زیست مین یہ دن مِّتھا کب اہلِ دل
مزار پر مرے مجمع ہے خوش جمالون کا

خدا دراز کرے عمر اُنکے گیسوؤن کی
بھلا ہو دل کو بلا مین پھنسانیوالون کا

نجات کشمکشِ رنجِ ہجر سے ملجاے
کہ جان ہی کہین لے لے یہ ضبط نالون کا

یہ کہتی ہے شبِ وصل اُس صنم کی خاموشی
سکوت ہی ہی جواب آپکے سوالون کا

کمال کی یہ دعا ہے کہ بول بالا ہو
فلک ستائے ہوؤنکے ستانیوالون کا

جب کہا اُس دلربا سے دل مرا جاتا رہا
تازے سے بولا کہ پھر جاتا رہا جاتا رہا

غیر کے کہنے سے محفل مین بٹھایا ہمکو دور
آشنا کا پاس او ناآشنا جاتا رہا

یاس نے کیون پاؤن دلمین اسقدر پھیلا دیئے
شاید آئینگا کسی کے آسرا جاتا رہا

دل پکارا دیکھکر بیباکیان اُس آنکھ کی
دفعتہً سارا حجاب و حیا جاتا رہا

قتل کرنا میرا آسان تھا بہت مشکل نہ تھا
اے اجل قاتل ہی کا کچھ حوصلا جاتا رہا

جب سے پہلو مین نہین وہ ساقیِ پیمان شکن
توبہ سے توڑنے کا ولولا جاتا رہا

آئینہ محفل مین ہی اُنکے ہمارے بیچ مین
سامنے بیٹھے تو کیا جب سامنا جاتا رہا

بیقراری کی یہان آخر کو عادت ہو گئی
ابتو وہ رہ رہکے دلکا تھامنا جاتا رہا

مین نہ کہتا تھا نہ پونچھو ہاتھ سے آنسو مرے
سب وہ شوخی مٹ گئی رنگِ حنا جاتا رہا

کھو کے میرے دلکو کسکے لیجیے گا چٹکیان
ہاتھ ملیے گا کہ مفت اک مشغلا جاتا رہا

جسکے سب عقل و حواس و ہوش ہین گم ہی کمال
پوچھتا ہی کوئی کیا اُس سے کہ کیا جاتا رہا

یہ ستم کرنے کا پہلو ہے ستمگر کیسا
دل دکھاتا ہے مجھے سینہ سے لگا کر کیسا

مست رکھتا ہی تصور ہمین مست آنکھونکا
بادہ کیا شیشہ کسے کہتے ہین ساغر کیسا

اُٹھتے ہین جب مرے پہلو سے وہ جانیکے لیئے
روک لیتا ہی تڑپ کر دل مضطر کیسا

اُنکا وہ صبح شب ہجر یہ کہتے آنا
تیرے نالون نے جگایا ہمین شب بھر کیسا

جتنے بسمل تھے تڑپتا ہی اُنھین چھوڑ دیا
واہ یہ خنجر قاتل مین ہے جوہر کیسا

سب ستم اُسکی عنایت نے بھلائے شب وصل
شکر ہی کرتے رہے شکوۂ دلبر کیسا

ٹھوکرین کھانیکو رہتا ہی سر اُن قدمون پر
چین کرتا ہی شب و روز مقدر کیسا

نہوا فیصلہ جب اُنکے مرے جھگڑے کا
پھر ہوا حشر یہ اے داور محشر کیسا

چھیڑ اُس شوخ کا عکس آئینہ سے کرتا ہی
دیکھ تو ہمنے ترے دل مین کیا گھر کیسا

مدتون ناز اُٹھایا کیے ہم جس دل کے
ہائے دو دن مین ہوا وہ اُنہین دوبھر کیسا

آنکھ اُٹھا کر مرے آئینۂ دل کو دیکھو
اک حسین اس مین نظر آتا ہی خوشتر کیسا

رات بھر مین شب وصل اور مرا دل دونون
اپنے روٹھے کو منا لیتے ہین ملکر کیسا

آگیا یاد کوئی گیسوئے پیچان جو کمال
سانپ اک لوٹ گیا ہجر مین دلپر کیسا

جب آکے دلمین وہ بیدرد مہمان ہوگا
یقین ہی درد نہان آپ ہی عیان ہوگا

جو میرے دلکو بھی ساتھ اپنے لیتے جائیگا
بڑا یہ آپ کا احسان جانجان ہوگا

کرے گا کیا یہ دل دادخواہ پھر تدبیر
جو حشر مین بھی وہ ظالم نہ مہربان ہوگا

گلے لگا کے وہ کہنا کسیکا وصل کی شب
کہ اب ترا دل ناشاد شادمان ہوگا

یہ ہچکیان نہین آتی ہین بے سبب شب ہجر
ضرور ذکر مرا اچھے نہ ہمرہان ہوگا

وہ یاد گیسوئے پیچان وہ رات کی اُلجھن
نہ ہمسے طول شب ہجر کا بیان ہوگا

وہ پوچھنا مرے دلبر کا لیکے دلکو مرے
بتاؤ اب تو گوارا فراق جان ہوگا

چھپے گا تجھ سے نہ اے یار راز عشق کبھی
ہزار تو دل شیدا کا رازدان ہوگا

ابھی سے ڈالی ہی عادت ستم اُٹھانیکی
یہ جانکر کہ محبت مین امتحان ہوگا

چمن مین آتش گل کہ رہی ہے بلبل سے
لگے گی آگ یہان اب جو آشیان ہوگا

جہان نہ ٹھہرے گا تیرا قدم دمِ رفتار
مزارِ عاشقِ بیتاب کا وہان ہوگا

وہ جلیسے دشمنِ جانی ہین میری یون کہین
کسیکا دوست کسیکا عدوی جان ہوگا

کمال لوکہ نہ لو بوسہ ہای لبِ شبِ وصل
وہ فتنہ سو کے جو اُٹھے گا بدگمان ہوگا

پہلے قاصد اُسے پیغام مرا دینا تھا
پھر خطِ شوق کو بھی پڑھکے سُنا دینا تھا

آئے تھے گورِ غریبان مین تو ایک آدھ چراغ
قبرِ کشتۂ حسرت کی جلا دینا تھا

خندہ زن خود وہ مرے دل کی تڑپ پر ہوتے
ہنسکے زخمِ جگری کو نہ ہنسا دینا تھا

نامہ بر نامہ ہمارا وہ نہ لیتا تھا اگر
غیر کا نام ستمگر کو بتا دینا تھا

وصل تھا غیرونکی تقدیر مین اُنکا یارب
دل مجھی کو فقط ارمان بھرا دینا تھا

اُسنے محشر مین جو پوچھا تھا مرا نام اے دل
ہون مین جانباز تمہارا یہ بتا دینا تھا

جب کیا شکوہ نہ ارمان نکالا شبِ وصل
بولے وہ نیند کو آنکھون سے اُڑا دینا تھا

نامہ بر اُس دلِ مضطر کی تسلی کے لیے
جھوٹ ہی مژدۂ وصل آکے سُنا دینا تھا

غش جو آیا تھا اُسے دیکھکے جلوہ تیرا
طالبِ دید کو دامن کی ہوا دینا تھا

دردِ دل سُنکے مسیحا تھا اگر دل نہ ترا
اس بہانہ سے کچھ آنسو تو بہا دینا تھا

شور بیکار مچایا مرے نالون نے تو کیا
بختِ خفتہ کو شبِ ہجر جگا دینا تھا

بیخودی سینہ پر اُسنے مرے رکھا تھا جو ہاتھ
درد کا اُسکو ٹھکانا تو بتا دینا تھا

ٹھوکرین کھا ہی کے منزل کو پہونچ جاتا کمال
میرے اللہ مجھے بختِ رسا دینا تھا

کوئی بیدرد اگر جان کا خواہان ہوتا
دردِ ہنسکر دلِ بیتاب مین پنہان ہوتا

مر مٹے ہم یہی ہر سو سے صدائین آتین
کہین اٹکھیلیون سے وہ جو خرامان ہوتا

سینے مین رہنے کو بچاتے ہو تم کیونکر درد
پوچھتا کوئی جو دل مین مرے مہمان ہوتا

شکوۂ برہمی دل نہ کیا خوب کیا
سُنکے اُلجھن کو مری یار پریشان ہوتا

نیچی نظرون نے کیا خون کا میرے اقرار
کاش قاتل نہ پسِ قتل پشیمان ہوتا

شوق سے تیر ترا سینہ سے دلکو لیجائے
یہ تو حسرت تھی کہ اسکا کوئی خواہان ہوتا

وصل کی شب جو وہ ہنس ہنسکے دکھلاتے دلکو
سیر ہوتی کوئی خندان کوئی گریان ہوتا

عشق مین اسلیئے کیا دلکو کیا تھا پتھر
ہجر کی چوٹ جو پڑتی شرر افشان ہوتا

سرد آہین شب فرقت مین بھرا کرتا ہون
کاش کچھ ان سے ہی ٹھنڈا دل سوزان ہوتا

کبھی میری بھی لگی آکے بجھا جاتے خلیل
کبھی آتشکدۂ دل بھی گلستان ہوتا

دلمین درد آنکھون مین دم جان لبون پر ہر وقت
اور کیا حال مرا اے غم ہجران ہوتا

راہ جانے کی اُسے یاد نہ رہتی آکر
گھر مرا کاش کوئی بھول بھلیان ہوتا

قائل دست درازی جنون ہوتے کمال
دھجیان اُن کا جو دامان و گریبان ہوتا

آہ بنکر کہین فرقت مین نکل جاؤنگا
اشک حسرت کیطرح غمسے مین ڈھل جاؤنگا

کوچۂ یار مین مرنیکو چلا ہون گھر سے
اب جدھر لیکے مجھے جائے اجل جاؤنگا

دیکھو شوخی کہ سُناتا ہے تصور اُسکا
خواب کیوقت مین آنکھین تری مل جاؤنگا

ساتھ دل نے تو نہ تنہائی فرقت مین دیا
دم بھی کہتا ہے نہ ٹھہرونگا نکل جاؤنگا

اُسکے در تک مجھے پہونچا کے صلہ دیتا ہے پاؤن
اب مجھے آگے بڑھایا تو پھسل جاؤنگا

وہ رُکے ہین تو رُکین کہتا ہے خنجر اُنکا
مین تو دم بھر مین گلے پر تری چل جاؤنگا

دل جلے نزع مین بھی آہ نہ کرنے پائے
دم لبون پر یہ پکارا کہ مین جل جاؤنگا

کہہ رہا ہے دل بیتاب یہ ارمانون سے
تم نہ نکلے تو مین خود لیکے نکل جاؤنگا

دل بیتاب کو ٹھہراؤن تو کہتا ہے کمال
وہ نہین ہین جو سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

شکوہ جو کیا عشق کا سودا نہین جاتا
بولا یہ جنون جانب صحرا نہین جاتا

ظاہر ہے سمجھ لیتے ہو تم ایک نگہ سے
ہان راز کوئی دل کا چھپایا نہین جاتا

تو کیون دل خود گم کا پتا پوچھ رہا ہے
اُس پوچھنے والے سے یہ پوچھا نہین جاتا

بھیڑ آرزودگی سے ہے تمناؤن کا مجمع
دل کوچۂ قاتل مین اکیلا نہین جاتا

درد اُٹھتا ہے اُٹھ اُٹھ بدلوانے کو پہلو
پھر کہتا ہوں اک حال سے بیٹھا نہین جاتا

وہ دل کہ جسے مشغلۂ آہ و فغان تھا
اب حال یہ ہو اُس سے کراہا نہین جاتا

برگشتگی بخت سے ہے زلفون کا تصور
یہ عشق یہ سودا نہین جاتا نہین جاتا

پنہان دلِ پُر داغ مین ہو خارِ تمنا
گلشن سے جدا ہوکے یہ کانٹا نہین جاتا

سب تاب و توان صبر و تحمل ہوی رخصت
اک دل کہین آتا ہو تو کیا کیا نہین جاتا

جی جائے کہ سر جائے جگر جائے کہ دل جائے
جو تیری محبت کا ہو دعویٰ نہین جاتا

کیا قصد یہ ہو جان ہی بس لیکے ٹلے گا
اُٹھکر مری بالین سے مسیحا نہین جاتا

اک اشک نہ آنکھون مین غم ہجر نے رکھا
ہنس دیتی ہو تقدیر کہ رویا نہین جاتا

سوجھی ہو کمال اُنکو شبِ وعدہ نزاکت
اچھا یہ بہانہ ہے کہ آیا نہین جاتا

وہ جلوہ گیسوؤن مین اُنکے رُخ کے جوبن کا
اندھیری رات مین عالم ہو روزِ روشن کا

ہزار تھام کے دل اپنا کوئی بیٹھ گیا
اُٹھا نہ سامنے سے اُن کے پردہ چلمن کا

متاع دل کو مرے راہ شوق مین لوٹا
کیا ہے شوخ نگاہون نے کام رہزن کا

بنائے یون نہ محبت کسیکو دیوانہ
نہ پاس دوست سے ہمکو نہ خوف دشمن کا

یہ بیکسی ہے تو کیون دل نہ بجھکے رہجائے
جلانے والا نہین کوئی شمع مدفن کا

سرشکِ گرم ہمارے شرارہ آگ کے تھے
نہ آستین کا اپنی پتا نہ دامن کا

یہی ہے خوب کہ ہم صبر او رضبط کرین
نہ شوق آہ کا اچھا نہ شغل شیون کا

نگاہون کے ہجر مین رنگِ امیدِ وصل نہین
نہ جانے آئے گا موسم بہارِ گلشن کا

ستم مین لطف بھرے ہین بگاڑ مین ہین بناؤ
یہ کہ رہا ہے بدلنا کسیکی چتون کا

فراق یار مین پیدا ہوئی وصال کی شکل
ملا جو چاک گریبان سے چاک دامن کا

دلون مین پردہ نشینون کے گھر کیا ہو کمال
پتا یہ اُن کو بتاتا ہون اپنے مسکن کا

ردیف بائے عربی

لے گیا دل کو ادائے نازِ دلبر کا فریب
آنکھون مین گھر کر گیا چشمِ فسونگر کا فریب

منھ چھپا کر وصل کی شب کیون وہ پُرفن سو گیا
جاگنا بھی بخت کا ٹھہرا مقدر کا فریب

مین جو تڑپا یار نے پہلو مین بٹھلا ہی لیا
واہ رے میرے دلِ بیتاب و مضطر کا فریب

چھپ گیا آنکھون مین میری بھی جب آ کر دوچار
شرم بولی دیکھئے شوخیِ دلبر کا فریب

دلکو کچھ سمجھا کے ٹھہرانا وہ ہردم ہجر مین
یاد آتا ہے ہمین تصویرِ دلبر کا فریب

آکے میرے ہاتھ مین چھلکا چھلک کر گر پڑا
مجھسے بھی بڑھکر ہے ساقی تیرے ساغر کا فریب

دلمین چھپکر تا رگِ جان کی رسائی ایکجون
دیکھنا اُس شوخ کی مژگانکے نشتر کا فریب

ہاتھ سینہ پر جو رکھا لے گیا دلکو مرے
دلبری کیوقت بھی اللہ رے دلبر کا فریب

کیون بدلتے غیر سے ہم بخت اپنا اے کمال
سچ تو یہ ہے تھا ہمارے ہی مقدر کا فریب

پیدا اثر کرے گی محبت مین آہ کب
جلکر کرے گا یہ فلکِ روسیاہ کب

کچھ ان بتون کو خوف نہین روزِ حشر کا
بیدرد مانگتے ہین خدا سے پناہ کب

اُسنے نقاب اُٹھائی مین بیہوش ہوگیا
دیکھا جمالِ یار کو بھر کر نگاہ کب

آئے ہزار شیب مین قوتِ شباب کی
لیکن سپید بال ہوئے ہین سیاہ کب

سب چُپ کھڑے تھے میرے ستمگر کے سامنے
محشر مین دادخواہ ہوئے دادخواہ کب

ہمنے لڑائی آنکھ تو کھایا نگہ کا تیر
تمنے کسی کو قتل کیا بیگناہ کب

خاموش بزمِ یار مین بیٹھا رہے نہ کیون
عاشق کو ہے اجازتِ فریاد و آہ کب

یہ بھی تری تلاش مین پھرتے ہین رات دن
گردش کو اپنی چھوڑتے ہین مہر و ماہ کب

دل مین کبھی رہا کبھی آنکھون مین تو رہا
یہ دونون گھر بنے نہ تری جلوہ گاہ کب

چُپ ہوگئے ہین دیکھکے قاتل کو حشر مین
اب منھ سے بولتے ہین ہمارے گواہ کب

آہین بھی لب پہ آئین دعائین بھی اے کمال

اُس نے ملائی پھیر کے ہمسے نگاہ کب

الٰہی ہونگے وہ خواہانِ جان کب
وفا داروں کا ہوگا امتحان کب

وہ داغ آرزو دیتے ہین کسکو
بھلا ہوتے ہین ظالم مہربان کب

دلِ بیتابِ اُلفت لاکھ تڑپے
اثر کرتی ہے فریاد و فغان کب

مٹے ہم لاکھ اُسکی جستجو مین
کمر کا یار کی پایا نشان کب

ترے کوچہ مین نالان ہین شب و روز
ہمین ہے یارِ خوفِ پاسبان کب

جبین اپنی ہے اور اک بت کا در ہی
بھلا چھوٹیگا اب یہ آستان کب

وہ صاحبخانہ بنجانے کو آکر ؟
ہوے گھر مین ہمارے میہمان کب

ادھر بھی آئینگے وہ چلتے پھرتے
دکھائیگا یہ گردش آسمان کب

جلا کر خاک کردے آتشِ ہجر
مرے دلسے نکلتا ہی دھوان کب

وہ رہ رہکر جگر کو تھام لیتا
سُنی اُسنے ہماری داستان کب

تمنا ہی رہی اُس بدزبان نے
سنائین بوسے دیکر گالیان کب

ہمین بھی نام کب اے عشق دیگا
مٹا کر تو کریگا بے نشان کب

محبت مین کمال آنکھین ہون یا دل
بنا کوئی ہمارا رازدان کب

ادا سے اب بھی جو آجاؤ تم پھر آئے شباب
کہ شیب ہی مین نکلجائین مدعائے شباب

یہ چھیڑنے کو ہمارے کسی کا سوجانا
نصیب خفتہ جگادی لگی ادائے شباب

یہ انتہا کا لڑکپن ہے کچھ وہ سنتے نہین
بیان کس سے کرین حالِ ابتدائے شباب

جوان ہوکے انھین پہ ستم کیے تم نے
دعا جو مانگ رہے تھے کہ جلد آئے شباب

اسے بھی اپنی طرح بیوفا کیا تم نے
تمہارے ساتھ چلا ہی تو خیر جائے شباب

عدو کو پاس بٹھایا مرے اُٹھا نیکو
بتائی کسنے لڑکپن مین یہ ادائے شباب

جوان پیر کو کردے یہ خوشدلی وہ ہے
جو آپ آئین مرے گھر تو پھلے آئے شباب

وہ انتہا سے ملین گے جو ہاتھ پوچھو نگاہ
کہ یاد آئی تھین کسکی ابتدائے شباب

دل ایک اور طلبگار دل کے لاتے ہین
حیاؤ ناز کی و شوخی و ادائے شباب

ملائی خاک مین جیسی جوانی عاشق
کسیکا یون بھی نہ پیر فلک مٹائے شباب

عدم کے ہین جو مسافر وہ پھر نہین پھرتے
کبھی یہ ہو نہین سکتا کہ جاکے آئے شباب

ہمیشہ جسکو چھپایا ہو دل مین صورت راز
وہ آرزوے جوانی ہو مدعائے شباب

لگا لین سینے سے مجکو جو نازسی وہ کمال
کبھی نہ دیگی اجازت اُٹھین ادائے شباب

کسی جوان کا یون بھی نہ جلد جائے شباب
بلند ہین یہ صدائین کہ ہائی ہائے شباب

کرے کسی کو محبت نہ اس طرح مجبور
یہ انتہا کے ستم اور ابتدائے شباب

حجاب کرکے مرے دلکو چھینے لیتی ہین
یہ شوخیون کا ہی پردہ نہین حیائے شباب

محبت بت کمسن نے جان لی اپنی
ابھی سے بنگئے ہم کشتہ ادائے شباب

ادائین اُنکی کمر تھامے ہین سنبھالے ہین ناز
نزاکتین تو دکھاتا ہو انہ آئے شباب

وہ انتہائے جوانی مین دیکھیے کیا ہون
جب ابتدائے جوانی ہو انتہائے شباب

سکھا دیا ہے لڑکپن نے اُسکے یہ ہمکو
کبھی کسی سے نہ کہیے گا مدعائے شباب

اُمید اُٹھ گئی ملنے کی پھر ملے تو کیا
یہ اسطرح ہو کہ پیری مین یاد آئے شباب

کسی کو ہیبس نہین ڈالتے جوان ہوکر
ڈرے خدا سے نہ اتنا بھی سر اُٹھائے شباب

ہمین سے آنکھ لڑاتا ہمین کو شرماتا
زرا حیا نہین کیا شوخ ہو ادائے شباب

وہ من کے آئینگے جب عود ہوگا اُسکا بھی
گیا ہے روٹھ کے ہمسے تو خیر جائے شباب

یہ انتہا کی ہو شوخی کہ یاد کرتے ہین
زمانہ اپنے لڑکپن کا ابتدائے شباب

وہ نوجوان یہ کہتا ہوا گیا ہو کمال
اُمید اسکی نہ رکھنا کہ جاکے آئے شباب

کیا ستم ڈھایا ہے لیکر امتحان عندلیب
گل وہی گلچین نے توڑی جو تھی جان عندلیب

باغبان سے بڑھکے جھونکون نے ہوائے باغ کی
کردیا برباد اُڑاکر آشیان عندلیب

ہمنے جب گلشن مین جاکر اپنا افسانہ کہا
جتنے گل تھے سُنکے بھولے داستان عندلیب

گو قفس تھا دور لیکن بخت اگر ہوتا رسا
گوشِ گل تک خود پہونچ جاتی فغانِ عندلیب

آتشِ گل نے جلایا لاکھ لیکن اُف نہ کی
شمع سے سیکھی ہی خاموشی زبانِ عندلیب

جی کو ٹھہراتی ہی کیا جلکر ہوائے شوقِ گل
اب قفس مین ہے بری آہستہ سے جانِ عندلیب

اُلفتِ گل مین ستم ڈھائینگے آہون کے شرر
خاک ہو جائیگا جلکر آشیانِ عندلیب

باغمین کتنا اُسے گل کی نزاکت کا ہے پاس
منہ سے تھم تھمکر نکلتی ہی فغانِ عندلیب

کیا کہے وہ باغبان کے جور گلچین کے ستم
جب نہ آسکتی ہو اُف بھی تا زبانِ عندلیب

بیوفائی مین وفا کا رنگ بھی ہی باغبان
عطرِ گل کے ساتھ کھنچ آئی ہی جانِ عندلیب

اپنی جانب کر لیا اُس گل کو مائل ہی کمال
تم اُڑا لائے ہو کیا طرزِ بیانِ عندلیب

ردیف بائے فارسی

ہان خبردار رہا رہے دل ناکام سے آپ
اپنے پہلو مین اسی رکھیے گا آرام سے آپ

بے نشانی ہی مین ہے ناموری عاشق کی
کام رکھیے نہ نشان سے نہ مرے نام سے آپ

شوق کہتا ہے کسی طرح پہونچیے اُس تک
لیجیے کام نہ اب نامہ و پیغام سے آپ

خود بھی بیچین ہوئے مجکو جو تڑپا کے گئے
بزمِ دشمن مین نہ بیٹھے کبھی آرام سے آپ

آپکی یاد مین بھولے رہے اک عالم کو ہم
پوچھ لین اس کو ہمارے دلِ خود کام سے آپ

مین وہ ہون حلقہ بگوش اپنا جسے کہتے تھے
کانون پر رکھتے ہین اب ہاتھ مرے نام سے آپ

وہ بھی شب آئے کبھی دلکی نکالون حسرت
کہ مین جاگا کرون سویا کرین آرام سے آپ

پڑتے ہین تیر جگر دوز جگر پر میرے
دل لبھانے کے اشارے نہ کرین بام سے آپ

لب تک آ کر کسی میکش کے یہ کیون ہٹ جاتا
بزم مین آنکھ لڑاتے نہ اگر جام سے آپ

حال سُننا ہے جو فرقت کا تو باتین کر لین
دو گھڑی بیٹھ کے میرے دلِ ناکام سے آپ

اپنے سینہ سے وہ لپٹا کے یہ کہتے ہین کمال
نہ رہے ہونگے کسی رات اس آرام سے آپ

کیونکر نہ بھلا دے کوئی سب ظلم و ستم آپ
کھین جو کسی پر نظر لطف و کرم آپ

عاشق کو شبِ وصل سُنانا یہ فلک کا
بدلا کبھی اس رات کا لیگی شبِ غم آپ

دل کو بھی ہمارے نہین اس امر مین کچھ دخل
روٹھے ہوے کو اپنے منا لیتے ہین ہم آپ

مین ہون جگر و دل ہو کہ دشمن ہو کوئی ہو
یہ حکم ہے بیٹھین مری محفل مین بہم آپ

دیکھو تو غضب ہجر مین لکھتے ہین جو کچھ ہم
کہتی ہے مصیبت نہ کرین مجکو رقم آپ

اتنی بھی تو طاقت نہ رہی اے غمِ ہجران
چلتا جو کبھی اُٹھکے مین دو چار قدم آپ

کہتی ہے دمِ وعدہ نگہ ہم سے کسی کی
اسکے نہ کبھی مانئے گا قول و قسم آپ

بیساختہ مین اُسکو کلیجے سے لگا لون
بوسے جو مجھے پیار سے دے کوئی صنم آپ

کہتا دلِ شیدا کا رہِ شوق مین مجھ سے
مجھ سے بھی بڑھائے ہوئے چلئے گا قدم آپ

منھ پھیر لیا ہم سے نگاہون کو لڑا کر
کیون محفلِ اغیار مین کرتے ہین ستم آپ

پہونچا کے اجل پوچھتی ہے کوچہ مین اُسکے
فرمائیے بھولے تو نہین راہِ عدم آپ

جب اُٹھتے ہین یہ کہکے بٹھاتی ہے نزاکت
مشکل ہے ذرا چلیے تو دو چار قدم آپ

کہتا یہ کمالؔ اُن کا وہ پہلو مین بٹھا کر
بے مانگے ہی بوسہ تجھے دیدیتے ہین ہم آپ

بندھتی ہے ٹوٹکے امیدِ سحر آپسے آپ
شبِ غم آتا ہے نالون مین اثر آپسے آپ

تجکو روکے گا مرا ضبط نہ اُٹھنے دیگا
تو ٹھہر جائے گا اے دردِ جگر آپسے آپ

کہدیا دلکی تڑپ نے کہ کوئی گھر سے چلا
ہو گئی آپکے آنے کی خبر آپسے آپ

غیر کی یاد کو کس طرح بھلایا دلسے
آج کیا ہے جو تم آئے مرے گھر آپسے آپ

بختِ برگشتہ کا اپنے یہ کرشمہ دیکھا
پھر گئی اُسکی محبت کی نظر آپسے آپ

دلِ سوزان کی لگی کو نہین بجھتے دیکھا
شمع جلتی ہے یہ اے رشکِ قمر آپسے آپ

تری محفل مین ہمین کس نے بٹھایا اُٹھکر
بہرِ تعظیم اُٹھا دردِ جگر آپسے آپ

کوئی ہنس ہنسکے نہین اُنکو رُلانے والا
خشک ہو جائینگے یہ دیدۂ تر آپسے آپ

گردشِ چرخ بدلتی ہے تڑپنے سے مرے
ہجر کی رات کی ہوتی ہے سحر آپسے آپ

زندہ اس وصل کی اُمید نے رکھا ہی مجھے | شب فرقت کبھی ہوتی نہ بسر آپسے آپ

واہ رے جذب کہ وہ آکے یہ کہتے ہین کمال
آج ہم آئے ہین مہمان ترے گھر آپسے آپ

غیر سے ملکے کب ملین گے آپ | نہ ملین سگے نہ اب ملین گے آپ
لب بلب ہوگے کب جو مین نے کہا | بولے جب جان بلب ملین گے آپ
تفرقہ مٹ گیا جو آپس کا | پھر تو خود روز و شب ملین گے آپ
ہوگیا جب وہ انکا اپنا | جو نہ ملتے تھے سب ملین گے آپ
ٹھہرے گی وصل کی یہان نہ وہان | اب ملین گے نہ جب ملین گے آپ
سُنیے کچھ بیٹھکر گلے میرے | یون لگا مجھ سے کب ملین گے آپ
کیا ضرورت طلب کرون کیون مین | آکے خود بے طلب ملین گے آپ
سب یہ آثار ہین جدائی کے | ملکے مجھ سے نہ اب ملین گے آپ
ہان اُسی طرح پھر نہین سنکلے | پھر مین کہتا ہون کب ملین گے آپ
خود بتاتا ہے عشق یہ راہین | تمسے ملنے کے ڈھب ملین گے آپ
کوئی تو وجہ ہے بھلا ہم سے | بے غرض بے سبب ملین گے آپ
کس طرح دلسے دل ملاتے ہین ٭ | ہم بتا دینگے جب ملین گے آپ

الم و رنج و درد و داغ کمال
نہ ملے وہ تو سب ملین گے آپ

پوچھنا میرا کب ملین گے آپ | اُن کا کہنا کہ جب ملین گے آپ
دوست دشمن بنین گے روز وصال | جو نہ ملتے تھے سب ملین گے آپ
ہین طلبگار دل کے در پردہ ٭ | کیون نہ اب بے طلب ملین گے آپ
کھو دے اُنکی تلاش یون مجکو | خود وہ پوچھین کہ کب ملین گے آپ
بنکے سایہ خیال غیر ہے ساتھ ٭ | مجکو تنہا نہ اب ملین گے آپ
کہتے ہین اک ادا سے حشر کے روز | پوچھتا ہون جو کب ملین گے آپ

نہین ملنے کا دل سے دل ہرگز
غیر سے ملکے جب ملین گے آپ
چھیڑنے کو ہمارے غیر دن سے
ہے ستم ہے غضب ملین گے آپ
قطع اُمید یون کسیکی نہو
اب جدا ہوکے کب ملین گے آپ
آپ طالب ہوئے جو ہم مطلوب
پھر تو خود بے طلب ملین گے آپ

بات کیا ہے وہ پوچھتے ہین کمال
آکے دربان سے کب ملین گے آپ

ردیف تاے فوقانی

تھام کر دل کو چلے آئے اِدھر آجکی رات
آزمایا مرے نالون کا اثر آجکی رات
تیرے بیمار کا پرسان نہین کوئی شب ہجر
درد ہی لیتا ہے اُٹھ اُٹھکے خبر آجکی رات
اُنکے جلوے سے شب وصل جو کل تھا آباد
کیا نظر آتا ہے ویران وہ گھر آجکی رات
شام سے فکر یہ ہے اُسکے اُڑاتے پُرزے
ہاتھ آتا جو گریبان سحر آجکی رات
شب فرقت مین اُنھین ڈھونڈھ رہی ہین آنکھین
ہے نگہ اپنی ادھر گاہ اُدھر آجکی رات
موت آئے جو وہ بیدرد نہین آتا ہو
جان سے لے تو ہی لے دردِ جگر آجکی رات
مرہی جاؤن گا نہ لو نام سحر وصل کی شب
مجھ سے لپٹے رہو لے رشک قمر آجکی رات
شاد ہو کر وہ چلے آئین شب فرقت مین
کوئی دیدے مرے مرنیکی خبر آجکی رات
زلف کی یاد مین یاد آئی رخ روشن کی
جمع ہین ایک جگہ شام سحر آجکی رات
دونون آکر مرے جلنے کا تماشا دیکھین
شمع پروانہ ہون مہمان مرے گھر آجکی رات

وصل مین بیٹھکے پہلو سے وہ اُٹھین تو کمال
بس مرا ہاتھ ہے اور اُنکی کمر آجکی رات

انجمن مین دیکھکر دشمن کو ہم پہلوے دوست
اک نظر سوے فلک ہے اک نظر سوے دوست
استقدطاقت تو آجاتی کہ دشمن دیکھتے
ناتوان عشق چلتے تھام کر بازوے دوست
جانستان ہین غمزہ و ناز و ادا خونریز ہین
ترچھی چتون چین پیشانی خم ابروے دوست

ہوش اُڑ جائین تو بہتر جوشِ سودا ہو تو ہو
اے صبا لاکر سنگھا دے نکہتِ گیسوے دوست

یہ تمنا ہے نہ پہنین ہاتھ سے دشمن کے ہار
دم ہوا اُنکو کہ ان مین آرہی ہو بوے دوست

کس خوشی سے ہاتھ ملتا بعدِ مرگ آیا ہو وہ
لاش پر لائے ہین دشمن تھام کر بازوے دوست

پھیر کر آنکھین لڑانا ہاے دشمن سے نگاہ
دیکھتے جانا کنکھیون سے کسیکا سوے دوست

آفرین اُس نزع پر کیا پوچھنا اُس موت کا
نکلے آگے یار کے دم سامنے ہو روے دوست

اُٹھگئے محفل مین ملاکی مجھسے وہ نیچی نگاہ
جُھک کے پیش آیا کیا کیا خمِ ابروے دوست

گالیا کھائین گے بوسے اُسکے لینگے ہم ضرور
دشمنی کرتا ہے دل پہچانتے ہین خوے دوست

پاؤن پھیلاتی نزاکت میرے گھر آنے مین لاکھ
کھینچ لاتا جذبۂ دل تھام کر بازوے دوست

آج جیسا دل پریشان ہے کبھی ایسا نتھا
دوشِ دشمن پر نہ بکھرے ہونگے یون گیسوے دوست

خاک مین مجکو ملاکر بھی نہین صاف آئی کمال
پھر مکدر ہین زمین و آسمان کوے دوست

دیکھے کوئی اُس حور شمائل کی شرارت
کہتا ہے قیامت ہے ترے دل کی شرارت

جلجاتے ہین سب خنجرِ بیداد کے جوہر
دیکھی نہین تم نے دمِ بسمل کی شرارت

تم شوخ قیامت کے ہو آئینہ کو لیکر
دیکھو تو زرا اپنے مقابل کی شرارت

کہتا ہے اثر آکے مری آہ و فغان مین
اللہ رے تیرے تپشِ دل کی شرارت

قاتل نے بجھایا ہے مجھے زہر جفا مین
کہتی ہے یہی خنجرِ قاتل کی شرارت

کیون قیس کی وہ آہِ شرربار سے جلتا
ہوتی جو نہ کچھ پردۂ محمل کی شرارت

بے مانگے ہوے بوسے کے وہ دیتا ہو گالی
خلقت مین ہے اُس حور شمائل کی شرارت

خود جلکے ہوا خاک سیہ جلتی رہی شمع
دیکھے کوئی پروانۂ محفل کی شرارت

تا م آتشِ گل کا ہو نشیمن کو یہ پھونکے
اللہ رے اس آہِ عنادل کی شرارت

تڑپا کیئے ہم وصل کی شب بھی جو سحر تک
کچھ شوخی دلدار تھی کچھ دل کی شرارت

بیٹھے تھے کمال آپ جو غیرون نے اُٹھایا
شاید یہ نہو بانیِ محفل کی شرارت

یہ داغِ جگر ہین نشانِ محبت — کھلا ہے عجب بوستانِ محبت
یہ عالم نرالا ہی کچھ ہم نے پایا — نئے ہین زمین آسمانِ محبت
ادہر دردِ پنہان اُدھر داغِ سوزان — عجب ہین مرے مہربانِ محبت
کہان صبر و ضبط و شکیب و تحمل — روانہ ہوا کاروانِ محبت
ستم سے حسینون کی ہی لطف ظاہر — عداوت مین پنہان ہی شانِ محبت
ستم بھی نہین کرتے ہم پر ستم ہے — وہ یون لیتے ہین امتحانِ محبت
کہین داغِ حسرت کہین داغِ حرمان — یہ دو چار ہین بس نشانِ محبت
تمنائین نکلی ہین بن بنکے آنسو — بہا آنکھ سے کاروانِ محبت

اجل تک نہین اے کمال انکی پرسان
سسکتے ہین سب نیم جانِ محبت

ردیف تاے ہندی

دونون کو ابتدا ہی سے تھی انتہا کی ہٹ — مجکو وفا کی ہٹ تھی اُسے تھی جفا کی ہٹ
مین خواستگار ہان کا زبان پر اُدھر نہین — ہے مانعِ وصال مرے دلربا کی ہٹ
خود لیکے مین چلا ہون اسے بزمِ یار مین — آخر کو رنگ لائی دلِ بیوفا کی ہٹ
صبحِ فراق یا شبِ وعدہ ہوئی مری — اسمین ادا کی شان ہی اُسمین قضا کی ہٹ
اللہ میرے ساتھ یہ درپردہ شوخیان — چلتی نہین حجاب مین بھی کچھ حیا کی ہٹ
مینا پڑی ہی شیخ کو رندون کے ہاتھ سے — ٹوٹی ہے میکدے مین بڑے پارسا کی ہٹ
ایک ایک کہ رہا ہے نہ مرئیگا ہجر مین — ملنے کی آس وصل کی حسرت وفا کی ہٹ
تقدیر مین ہے زلف کے پھندے مین جا پھنسے — زندان دکھا رہی ہے دلِ مبتلا کی ہٹ
رخ سے نہ پھر ہٹائی جو ڈالی نقابِ زلف — کی شام کی نہ صبح یہی تھی بلا کی ہٹ
ہرگز نہ مین مٹون گا مجھے تو مٹاے جا — اک مدعی سے ہی یہ مرے مدعا کی ہٹ
ہم دیکھتے ہین جذب کو اپنے ہٹے رہو — اب تم نہ پاس آؤ جو ہی انتہا کی ہٹ

ہٹ جاؤ یا اداسے مرے سامنے تم آؤ
دو باتین ہون تو ایک ہو پورے قضا کی ہٹ

نازو جفا کسی کے اُٹھائے ہین اے کمال
جنکو ہے اپنی بات کی پیچ کچھ وفا کی ہٹ

بے اُبھرے نہین رہتی ہی اے عشق تری چوٹ
ہر چند مرے دل نے چھپائی نہ چھپی چوٹ

سنبھلا نہ گیا لاکھ وہ سنبھلا دمِ رفتار
دل کھا کے نزاکت سے گرا آہی گئی چوٹ

اب عہد کیا دل نہ لگاؤنگا کسی سے
یہ تو شدنی تھی جو مرے دلمین لگی چوٹ

دیوارون سے ٹکراتے رہے سر کو ہمیشہ
اے جوشِ جنون کچھ بھی نہ معلوم ہوئی چوٹ

عشق اُبھرے ہوئے سینہ کا کرتا ہی ترقی
اے یار اُبھارے سے اُبھرتی ہی یہی چوٹ

ممکن نہین بچ جائے جگر تیر نگہ سے
خالی نہ کبھی جائے گی او ترک تری چوٹ

گردش کسی مست آنکھ کی دلکو ہی اک آفت
توڑیگی جو پیمانہ کی شیشہ مین لگی چوٹ

ہم کھیل گئے کھیل گئے جان پر اپنی
اُس شوخ سے ایدل جو چلی چوٹ چلی چوٹ

فرقت مین کمال آہ کیا کرتا ہے پیہم
اچھی نہین ہوتی ہے دلِ غمزدہ کی چوٹ

ردیف الثا

مٹ گئی جب امیدِ وصل پھر تو ہی ہر ادا عبث
ظلم عبث جفا عبث ناز عبث حیا عبث

وصل کی شب یہ کیا کیا او دلِ درد آشنا
تو نے اُنھین سنا دیا ہجر کا ماجرا عبث

ہم ہین وہ قیدی قفس بال رہے نہ پر رہے
اب جو چھٹے تو کیا چھٹے اب جو ہوئے رہا عبث

بیٹھے رہین نہ کیون خموش کیا سوئے چرخ ہاتھ اُٹھائین
جب نہ اثر زبان مین ہو وصل کی پھر دعا عبث

بزم مین یہ تمہاری چھیڑ نشترِ غم سے کم نہین
غیر کو جب ہنسا دیا مجھکو رُلا دیا عبث

دونون ہین موردِ زوال ایک کو بھی نہین کمال
عشق کی ابتدا عبث حُسن کی انتہا عبث

سر کو مرے ادا سے وہ ٹھوکر بھی جب لگا ئین
پاؤن پر اُنکے مین کمال دوڑ کے گر پڑا عبث

جسمین نہو قضا کی شان آن وہ کیا ادا عبث
جسمین نہ شوخیان ہون کچھ شرم عبث حیا عبث

آئے تھے وہ دمِ قضا دیکھا نہ دم کو توڑتے
کہکے ادا سے اُٹھ گئے اب مرا بیٹھنا عبث

دیر سے ہم مین اُن مین یہ بحث ہی اور گفتگو
کہتے ہین وہ وفا عبث کہتے ہین ہم جفا عبث

مردے کی شکل ہوگئے کنج قفس مین ہم اسیر
مژدہ بہارِ تازہ کا لاتی ہے اب صبا عبث

وہ نہ منین گے روٹھکر فائدہ منتون سے کیا
اب ہین خوشامدین فضول اب ہی یہ التجا عبث

آئے ہو وقتِ نزع تم شرم کا یہ محل نہین
دور کرو حجاب کو مجھ سے ہو اب حیا عبث

کہتے ہین کس ادا سے وہ مرتے ہین سخت جان کہان
زیست سے تنگ ہوکے تم مانگتے ہو قضا عبث

بیٹھ گیا ہے دل مرا کون یہ کہکے اُٹھ گیا
بابِ قبول بند ہے مانگتے ہو دعا عبث

دونون مٹین گے اے کمال دونون بر آئینگے نہین
وصل کی آرزو عبث دید کا مدعا عبث

چھیڑ کرتے ہو عبث ہمکو ستاتے ہو عبث
جب ہنسانا نہین آتا تو رُلاتے ہو عبث

غیر آجائینگے جس وقت تو اُٹھوا دوگے
بزم مین اپنی ہمین پاس بٹھلاتے ہو عبث

مٹکے رہجاؤن گا مین خاک مین ملجاؤنگا
دیکھو تم مجکو نگاہون سے گراتے ہو عبث

چلدیا چھوڑکے دل مجکو یہ فقرہ دیکر
وہ بُلاتے جو نہین تمکو تو جاتے ہو عبث

مانعِ قتل نزاکت اُنھین یہ کہکے ہوئی
ہاتھ دُکھ جائین گے تلوار اُٹھاتے ہو عبث

ترچھی چتون کے اشارے ہین کہ روٹھے گا وہ اور
وصل مین روٹھنے والیکو مناتے ہو عبث

شانہ اُلجھا کے بگاڑو نہ بنی زلفون کو
دل دیوانہ کو دیوانہ بناتے ہو عبث

دیدۂ خشک مین بھر آئے ہو کیون اے اشکو
اور بھڑکے گی لگی دل کی بجھاتے ہو عبث

دل دُکھانے کا یہ انداز نرالا ہے کمال
ہم جو روتے ہین تو کہتی ہین ہنساتے ہو عبث

جب کیا پردہ تو پردے کو اُٹھاتے ہو عبث
چھپکے تم میرے تصور مین بھی آتے ہو عبث

میری سوتی ہوئی تقدیر یہ بولی شبِ وصل
کسی سوتے ہوئے فتنہ کو جگاتے ہو عبث

غیر کو بوسہ دیا آنکھ بچا کر ہم سے
چھیڑ اچھی نہین یون ہمکو ستاتے ہو عبث

غم کی تاثیر نہان رہتی ہے ان پھولون مین
بزم ماتم مین مرے پھول اُٹھاتے ہو عبث

اسی پردے مین ہے منظور جلانا میرا
شمع سوزان کو شب وصل بجھاتے ہو عبث

ان اداؤن کا مین دیوانہ و شیدائی ہون
کہکے بیخود مجھے دیوانہ بناتے ہو عبث

ہائے دل توڑ دیا کہکے ادا سے اُسنے
جاؤ بیٹھو بھی مرے ناز اُٹھاتے ہو عبث

ہچکیان آئین مجھے یاد کیا پھر تم نے
یاد میری نہین جاتی تو بھُلاتے ہو عبث

بیٹھکر آنکھ سے ہم اشک بہاتے ہین کمال
وہ یہ کہتے ہین کہ طوفان اُٹھاتے ہو عبث

ردیف جیم عربی

باڑھ ہے کس قہر کی قاتل ترے خنجر مین آج
بسملون کا فیصلہ ہو جائے گا دم بھر مین آج

کل سے ہم کرنے کو تھے فریاد جینے ظلم کی
وہ کھڑے ہین چپ نگہ نیچے کیے محشر مین آج

وصل کی شب دوڑکر اُس شوخ سے جا لپٹے خود
اتنی جرات دیدے تو یارب دل مضطر مین آج

پہلے پھونکے گی قفس بلبل کی آہِ آتشین
پھر لگے گی آگ اے صیاد تیرے گھر مین آج

وعدۂ فردا کی کسکو تاب ہے اے بیخودی
ہم تڑپکر دیکھنا مرجائین گے شب بھر مین آج

مین یہ کہتا ہون نکال اے چرخ میری حسرتین
اور وہ ہو وصل کی شب دیکھیے چکر مین آج

ہائے وہ کہنا کسی کا کل تسلی کو مری
اے کمال آئین گے ہم شبکو تمہارے گھر مین آج

پی چکے مے نہ کوئی کرے کیون گناہ آج
چھایا ہے ابر اے فلک روسیاہ آج

اک بوسہ دینے پر کوئی راضی ہوا ضرور
عاشق سے کہ رہی ہے یہ نیچی نگاہ آج

کیا چیز یہ زمین ہے کیا شے ہے آسمان
نالہ مرا ہلائے گا عرش الٰہ آج

کل کی خبر کسے ہے جو ہونا ہے عشق مین
کیا کیا ستم ہوے ہین خدا کی پناہ آج

اقرار کر تو لیجیے آپ آئین گے ضرور
کل شب کو آئیے گا مرے گھر مین خواہ آج

تیر نگہ سے دل کا نشانہ اُڑا دیا
او ترک کیا یہ کام کیا تو نے واہ آج

ہوتی نہین سحر شب ہجران کسی طرح
اندھیر کیا ہی اسے فلکِ رو سیاہ آج

خود میرے دلکو پھیر گئے آکے کیا سبب
مدت کی اُنسے قطع ہوئی رسم و راہ آج

اے آسمان گم ہے ترا چاند شام سے
ہی جلوہ گر جو بام پر اک رشکِ ماہ آج

اندیشہ کیا ہے قتل کرین آپ شوق سے
کل دادخواہ ہونگے نہ ہم دادخواہ آج

مین جی اُٹھا وہ آکے پکاری جو وقت مرگ
آپ اے کمال دیکھتے تھے میری راہ آج

پوچھا جو مین نے درد جگر کا ہی کیا علاج
بولے کہ لا دوا ہے یہ درد اور لاعلاج

پی جائین جام زہر کا بیمار عشق کے
فرمائیے تو اور ہے اسکے سوا علاج

مانگو دعاے مرگِ مریضانِ عشق تم
بیکار اب دوا ہے یہ بیفائدہ علاج

اپنے مریض ہجر کو دو شربتِ وصال
تمکو علاج ہی نہین آتا تو کیا علاج

یا آپ کی تسلیون مین کچھ اثر نہین
یا بیقراری دلِ مضطر ہے لاعلاج

پہلو مین بیٹھکر بھی نہ اچھا کیا مجھے
گو پہلوؤن کے ساتھ بدلتا رہا علاج

میت پر آکے میری اداسی وہ کہہ گئے
جانتے نہین یہ روگ قضا کا ہی کیا علاج

صحت کی کیا امید ہو بیمارِ ہجر کو
بیدرد ہے مسیح مرض بھی ہی لاعلاج

جان آئی میری تن مین جو تم آئے وقت نزع
اعجاز سے مسیح کے یہ کم نہ تھا علاج

سنتے نہین ہین درد تک اپنے مریض کا
وہ لاعلاج کہتے ہین اسکا ہی کیا علاج

مردے جلائین وہ لب جان بخش سے کمال
جلنسے بنا کسی کا نہ بگڑا ہوا علاج

اے بیخبری تو ہی ذرا دلکی خبر آج
معلوم نہین روٹھ کے جاتا ہی کدھر آج

گل اور کھلاؤگے کوئی گل کی طرح تم
کانٹا سی کھٹکتی ہے محبت کی نظر آج

پہلے تو نکلکر وہ تلاشی تھے خود اسکے
اب ڈھونڈھ رہا ہی مری نالون کو اثر آج

یہ بیخودیِ شوق بھی ہے طرفہ تماشا
ہین آپ ہی گھر مین تو مین آپکے گھر آج

اُنکو شبِ وعدہ نہ مرے جذب نے ٹوکا
جاتا ہی کہان آپکو جاتے ہین کدھر آج

پھر ناز سے شوخی سے شرارت سے ادا سے
تو کل کی طرح لیکے مری دلکو مگر آج

کل شب کو یہ کہنا کسی بیدرد کا ہمسے
دکھلائیے بیتابی دل درد جگر آج

کل آپ جو آئے تھے تو تڑپا کے گئے تھے
سمجھائیے اب دلکو ہمارے کہ ٹھہر آج

کیا خاک مین ارمان ملائے ہین شب وصل
یہ کہکے پھر آتی ہے قیامت کی سحر آج

کیا اسکی ہو امید وہ پوچھے گا تمنا
ملتی نہین مجھ سے مری قاتل کی نظر آج

اللہ کرے یونہین شب وصل بھی آجائے
جس طرح ملا ہے مرے نالونکو اثر آج

اپنے رخ تابان سے ہٹاتے ہین وہ زلفین
یا شام کے پردے سے نکلتی ہی سحر آج

دم توڑ رہا ہے کہین کل سے کوئی مجبور
احسان ہی کمال اسکو جو کر آئے خبر آج

اپنی کشش دل کا یہ الٹا ہے اثر آج
وہ تو نہ ادھر آئے چلے خود ہم ادھر آج

بسمل ہی کیئے دیتی ہی ایک ایک کے دلکو
کم تیر کے پیکان سے نہین ترچھی نظر آج

کہنا دل مایوس سے طول شب غم کا
نادان عبث ہے تجھے امید سحر آج

دل ہجر مین تھا مستعد ترک رفاقت
کچھ ہمنے نہ پوچھا کہ یہ جاتا ہی کدھر آج

کبتک نہ اٹھین بیٹھے رہین تھامے ہوئے دل
بتلا تو ترا قصد ہے کیا درد جگر آج

عالم ہے عجب کل سے مری بیخبری کا
کہتے ہین ہم آئے ہین نہین ہمکو خبر آج

بگڑی ہوئی تقدیر کو بنتے بھی دیکھا
بن ٹھن کے ادا سے وہ خود آئے مرے گھر آج

اٹھا اٹھا کے بٹھلائے گا ستائیگا کسے تو
لے جان دیئے دیتے ہین ہم درد جگر آج

قائل ہوئے اپنی کشش دلکے وہ اتنا
دل تھامے ہوئے نے طلب آئے ہین ادھر آج

ارمان یہ کہکے شب وصل نکالے
سینے سے لپٹ ہوگی بہت جلد سحر آج

آکر دم آخر بھی کمال اس نے نہ پوچھا
کیا قصد ہی کیون کرتے ہو دنیا سے سفر آج

ردیف جیم فارسی

دیکھکر نامہ مین تحریر کا پیچ
خوب سمجھا تری تقریر کا پیچ

دل کو پابند بلا رکھتا ہے
زلف پیچیدہ کی زنجیر کا پیچ

دل سے کیون عرش کو سیدھا نہ گیا
سمجھے ہم نالۂ شبگیر کا پیچ

نکل آیا دل وحشی میرا
نہ چلا زلف گرہگیر کا پیچ

باتین کرتے ہین وہ الٹی سیدھی
خاک سمجھے کوئی تقریر کا پیچ

کیون نہ دل کی طرف آیا سیدھا
کچھ نہ سمجھا مین ترے تیر کا پیچ

نہ کرو پیچ کی باتین شب وصل
کچھ تو نکلے مری تقدیر کا پیچ

ہوگئین ترچھی وہ سیدھی نظرین
دیکھو ان آہون کی تاثیر کا پیچ

رشتۂ شمع مین بل ڈال دیئے
چلگیا شمع سے گلگیر کا پیچ

جب ہوا انسان کی تقدیر مین بل
کام آتا نہین تدبیر کا پیچ

پیچ و تاب دل عاشق بڑھ جائے
واہ رے وصل کی تاخیر کا پیچ

بال کیا تم نے بنائے شب وصل
بڑھ گیا زلف گرہگیر کا پیچ

وصل مین بوسے لیٹکر وہ کمال
ابتو نکلا تری تقدیر کا پیچ

ردیف حاے حطی

اجل بھی ہوگئی پیدا اس حسین کیطرح
کہ ناز کرتی ہے آنے مین نازنین کیطرح

نہ آیا وصل کی شب حرف مدعا لب پر
ہمین بھی شرم و حیا آگئی انھین کیطرح

دوچار ہونے مین ہے روز حشر کیا پس و پیش
یہان نہ موڑیے منہ وقت واپسین کیطرح

ہمین نگاہ سے دشمن کی دیکھتا ایدل
یہان بھی آنکھ بدلکر ذرا وہین کیطرح

نمود خاک مین ملتی ہے اٹھتے جوبن کی
جھکو بہت نہ مجھکو چشم شرمگین کیطرح

پٹک گئے ترے در پر ہزارون سر اپنا
کسی نے پھوڑی ہی تقدیر بھی جبین کیطرح

لپٹ ہی جائین نہ کیون اس سے پوچھنا کیسا
جو ہان بھی یار کی ہے یار کی نہین کیطرح

ہمیشہ درد محبت نے اُٹھ کے ایذا دی ہے
نہ دل کو چین دیا یارِ دل نشین کیطرح

وہ سُنکے درد مرا آج میرے پہلو مین
تڑپ گئے دلِ غمدیدہ و حزین کیطرح

تری گلی مین ہمین خاک مین ملاتے ہین
زمین فلک کی روش آسمان زمین کیطرح

شبِ فراق مین تصویر بھی کمال اُنکی
خفا ہے منہ سے نہین بولتی اُنھین کیطرح

چلے جو شوق مین ہم گھر سے تو نظر کیطرح
وہان پہونچگئے اُڑتی ہوئی خبر کیطرح

ہم اضطراب مین اے آہ تو ہی گردش مین
قرار اپنا بھی گم ہے ترے اثر کیطرح

وہ اُٹھ کے بیٹھتے پھر اور روٹھکر منتے
یہ ہاتھ پڑتے جو گردن مین بھی کمر کیطرح

ہوا ہے دلمین یہ غم میہمان ابھی کیا ہے
بنے گا صاحبخانہ رہے گا گھر کیطرح

نہ پوچھیے کہ شبِ وعدہ کسطرح گزری
کیا ہے چاک گریبان کو سحر کیطرح

سُراغِ کوچۂ جانان کہین نہین ملتا ہے
تباہ ہوش بھی ہین آہِ بے اثر کیطرح

کبھی یہ پردہ نشین سامنا نہین کرتے
مری نگاہ سے چھپ جاتے ہین نظر کیطرح

تلاشِ دوست مین سمجھا رہی ہے گردشِ بخت
بہت نہ پھریئے سفر کیجیے سفر کیطرح

فراقِ یار مین تھم تھمکے روتی ہین آنکھین
پسند آگئی ہے ان کو ابرِ تر کیطرح

تمام شب تری فرقت مین دونون تڑپے ہین
جگر بصورتِ دل اور دل جگر کیطرح

کدھر نکل کے گئی دل سے کچھ نہین معلوم
کمال آہ ہی گم ہو گئی اثر کیطرح

پھرا رہی ہے تری جستجو نظر کیطرح
قرار بیٹھنے پر بھی نہین سفر کیطرح

فراقِ یار مین صبر و شکیب بھی اے آہ
کہین نہ چلدین یکایک ترے اثر کیطرح

یہ آرزو ہے ادھر بھی کسی کا تیر آجائے
اُسے بھی سینے مین رکھ لون دل و جگر کیطرح

بٹھا لیا جو بُلا کر عدو کو پاس اپنے
کسی کی بزم سے ہم اُٹھ گئے نظر کیطرح

بتاؤ کس سے یہ آنکھین لڑا کے آئے ہو
کہ پھر رہی ہین نگاہین ادھر اُدھر کیطرح

جگر کے زخم کو بھی داغِ دل کو بھی دکھیا
بنا نہ کوئی بھی ناسور چشمِ تر کیطرح

یہ کہکے انکو دیئے اپنے دل جگر دونون — کہ ان کو کان مین لٹکائیے گہر کیطرح
اجل جو آئے تو پھر جائے ڈھونڈھکر شب ہجر — چھپا دے مجکو نخافت مری نظر کیطرح
وہان سے آکے مری دلکے بھی بگڑے ڈھنگ — نگاہ پھیر لی اس نے بھی نامہ بر کیطرح
ملے وہ یون کہ ملے جس طرح نظر سے نظر — جدا ہوئے تو مری آہ کے اثر کیطرح

کمال سر نہ اٹھاؤ یہی ہے شان کمال
جھکو ہر ایک سے تم نخل بار ور کیطرح

لیتا ہے بل کی گیسوِ خمدار کی طرح — برہم ہے مجھ سے بخت مرا یار کی طرح
مین بوسہ مانگتا ہون وہ منہ کو چھپائے ہین — یہ بھی عجب نکالی ہے انکار کی طرح
پہونچا تری گلی مین تو ساکت کھڑا رہا — دیوار کے تلے تری دیوار کی طرح
شرمائے اُس کا مجھ سے یہ کہنا شب وصال — لو آؤ مجکو پیار کرو پیار کی طرح
اے درد اٹھ کھڑا ہو کہین ہجر یار مین — اغماض اتنے کرتا ہی کیون یار کی طرح
سوتا ہے رات بھر مرے گھر مین وہ ماہرو — مین جاگتا ہون طالعِ بیدار کی طرح
اے چشم یار کس کی نظر لگ گئی تجھے — بیمار ہے جو نرگس بیمار کی طرح
جا بیٹھتا اگر درِ دلدار پر کبھی — اُٹھتا نہ پردۂ درِ دلدار کی طرح
دو قاتلون سے جان کو کیونکر بچایئے — وہ بھی کھنچے ہین ابروِ خمدار کی طرح
تصویر سے دل اپنا بہلتا ہی ہجر مین — تسکین کچھ تو دیتی ہے دلدار کی طرح
او بت مرا یقین بھی بیانِ وصل پر — بے اعتبار ہے ترے اقرار کی طرح
سیدھا ہوا نہ اپنا مقدر شب وصال — اس طرح پھر گیا نگہ یار کی طرح

لپٹائے بوسے وصل کی شب وہ کمال کو
کیون ہاتھ باندھتا ہے گنہگار کی طرح

وصل کی شب بھی کھنچے رہتے ہو ابرو کیطرح — میری قسمت کو سنوارو کبھی گیسو کی طرح
پھر اُٹھائے سے کسیکے نہ اُٹھین گے ہرگز — گر پڑین گے تری محفل مین جو آنسو کی طرح
وعدے کی رات کے آنے کی خوشی تو دیکھو — مطلبِ دل بھی بدلنے لگے پہلو کی طرح

اسلیئے شب کو چمکتے ہین فلک پر تارے
کوئی آنچل مین چھپائے ہین جگنو کی طرح

بخت خفتہ ہے ہمارا جو سُلا کر اُن کو
جاگ اُٹھتا ہے جگائے ہوئے جادو کی طرح

لطف اسمین ہی کہ پہونچا دے ہین اُس گل تک
گھر سے وحشت نے نکالا ہو اگر بو کی طرح

نہین ممکن مری تقدیر کا سیدھا ہونا
آنکھ بھی اُسکی ہے ٹیڑھی خم ابرو کی طرح

سچ بتا دو یہ ادا تم کو بتائی کسنے
یہ اُلجھنا ہے ستم کاکل و گیسو کی طرح

میرے رونے کا کسی نے نہ تماشا دیکھا
دل لہو ہو کے بہا آنکھ سے آنسو کی طرح

تیری تقدیر مین قسمت مین مری فرق یہ ہے
بنکے سیارہ وہ چمکی تو یہ جگنو کی طرح

نقش تسخیر کا رکھتے ہین اثر نقش قدم
چال چلتے ہین وہ چلتے ہوئے جادو کی طرح

آسمان کے بھی گھٹانے سے نہین گھٹتی ہی
رات فرقت کی بڑھی جاتی ہے گیسو کی طرح

بن سنور کر مری تقدیر بھی آئی ہی کمال
شبِ وعدہ کسی معشوق پریرو کی طرح

بد بلا ہے شبِ غم بختِ سیہ رو کی طرح
صبح اُسکی بھی نہین ہی شبِ گیسو کی طرح

یون ملے ہائے کہ ترکش سے ملے جیسے تیر
عمر بھر مجھ سے جو کھنچتے رہے ابرو کی طرح

دیکھکر کس نے ادھر ہم کو بنایا بیخود
کیا نظر تھی کہ اثر کر گئی جادو کی طرح

خیر جو وادیِ اُلفت مین دکھائے تقدیر
زیرِ سر خشت تو ہے تکیہ زانو کی طرح

وہ جو آتے ہین تو یہ شوق سے مہمانی کا
آنکھون پر اُن کو بٹھالیتا ہون پہلو کی طرح

آکے قبضے مین نکلجاؤ نہین یہ ممکن
تمکو قابو نہ ملے گا مرے قابو کی طرح

اُٹھکے سب نے دلِ بیتاب کی غمخواری کی
کوئی بیٹھا نہ مگر ناوکِ دلجو کی طرح

تیری تلوار سے ہے شان تواضع کی عیان
جھک کے ملتی ہے وہ ہمدم خم ابرو کی طرح

قابلِ دید ہے وحشت ترے دیوانون کی
دشت مین چوکڑیان بھرتے ہین آہو کی طرح

اپنی جمعیتِ خاطر کے مٹے سب اسباب
ہین پریشانیون کے سامنے گیسو کی طرح

کیون کسی نے نگہِ لطف سے مجکو دیکھا
حسرتِ دید ٹپکنے لگی آنسو کی طرح

دستِ نازک مین ہے تلوار نگاہین برچھی
اور پھر یہ کہ کھنچے بیٹھے ہین ابرو کی طرح

دل کو اپنا نہ سمجھنا کبھی الفت مین کمال
یہ بھی بیگانہ بنے گا کسی بدخو کی طرح

ردیف خائے معجمہ

دل کو لیتا ہے تو لیجائے بلا سے وہ شوخ
دیکھ لے پھر نگہِ ناز و ادا سے وہ شوخ

چٹکیان لیکے جگر کو مرے تڑپاتا ہے
اور پھر دیتا ہے شوخی سے دلاسے وہ شوخ

کیون نہ بیٹھون جو مجھے ناز سے پہلو مین بٹھائے
کیون نہ آنکھون مین اٹھائے جو ادا سے وہ شوخ

کوستا بھی تو نہین ہائے دمِ نزع مجھے
ہاتھ اٹھا بیٹھا ہے کسوقت دعا سے وہ شوخ

اے فلک شکوہ نہین اسکے جفا کرنے کا
خوش تو ہو جائے کہین میری وفا سے وہ شوخ

تھام لیتا ہون کمر ناز سے چلتا ہے وہ جب
کہ کہین گر نہ پڑے لغزشِ پا سے وہ شوخ

بوسہ دینے کا مزہ کیا ہے جو دشنام نہ دے
جب شبِ وصل ہی کیون شرم و حیا سے وہ شوخ

مرنے دیتی نہ مجھے اسکی ادا کی شوخی
قبل آتا جو اگر میری قضا سے وہ شوخ

صاف کہدے گا چھپانے کا نہین خون مرا
کچھ بھی ڈرتا ہے اگر روزِ جزا سے وہ شوخ

سیر کو جانبِ گلشن جو نکلجاتا ہے
لگ نہ چل مجھسے یہ کہتا ہے صبا سے وہ شوخ

دیکھنا خوب ہی تڑپونگا یہ دل کہتا ہے
مجکو دیگا جو تڑپنے مین دلاسے وہ شوخ

جان نثار اپنا نہ سمجھے مجھے گو جان بھی دون
ہائے واقف ہی نہین رسمِ وفا سے وہ شوخ

کیا عجب ہے کہ نجات آکے شبِ وعدہ کمال
دے مجھے کشمکشِ رنج و بلا سے وہ شوخ

ردیف دال فارسی

لکھے گا کیا کوئی شانِ محمد
قلم خود ہے ثناخوانِ محمد

اڑا کر اے ہوائے شوق لیچل
ہمین سوئے گلستانِ محمد

گنہگارون کے عصیان کا مداوا
قیامت مین ہے دامانِ محمد

جناب عشق مجکو ٹھوکرین کھلواکے کہتے ہین
تم اُسکو اتنا جلدی ڈھونڈ آئے چارسو کیونکر

بگڑ کر وصل کی شب وہ اداؤن سے جو کھنچ بیٹھین
بھلا پھر عاشق و معشوق مین ہو گفتگو کیونکر

وہ کہتے ہین اداسے ہاتھ رکھکر میری سینے پر
بتادو یہ نکلجاتی ہی دل سے آرزو کیونکر

رہا کرتے ہین ہردم ہر گھڑی اُنکے تصور مین
کمال اب اور کرتے ہین کسیکی جستجو کیونکر

کیا بسمل ادا نے ناز نے پھیری چھری دل پر
ہزارون مرحبا ئین ایک اک انداز قاتل پر

تصور مین پری رویون کے جو ہوجائے دیوانہ
جفا کیا کارگر ہو ایسے مدہوش اور غافل پر

نہین یہ دیکھتا ہی دل لبھاتے ہین وہ اس کسکا
ستم ہی اک لگاوٹ کی نگہ ہی ساری محفل پر

یہ کہتا ہی کہ جب چاہین انھین ہم کھینچ بلوائین
مرے دل کو یقین ایسا ہی اپنے جذب کامل پر

اگر آنا ہی تھا بیمار فرقت کی عیادت کو
تو اتبک کیون ستم ڈھاتے رہے تم جان بسمل پر

نہ فرقت مین ٹھہرتا اسقدر ہم دلکو تڑپاتے
اگر مجبور رہین قابو نہین بیتابی دل پر

گلی مین اپنی جب دیکھا لگا کر ٹھوکرین بولے
ہوا تھا خاتمہ کیا بیحیائی کا اسی دل پر

تلاش یار مین تم اپنے گھر سے تو کہین نکلو
یہ شوق دید کہتا ہی مین پہونچادونگا منزل پر

کمال آسان نہین دلکا بچانا شوخ چشمون سی
نہ پوچھو کچھ جو رہتی ہی مصیبت صاحب دل پر

لو پھر آتی ہے گھٹا جھومتی میخانون پر
مست شیشون کیطرح جھکتے ہین پیمانون پر

جلکے کیون خاک ہوئے یہ بھی زبان سی نہ کہا
دل کسی شب نہ جلا شمع کا پروانون پر

خود فراموش یہ اے دوست تری یاد مین ہون
اپنون کا گمان ہوتا ہے بیگانون پر

بھولتی ہی نہین دل کو وہ نشیلی آنکھین
پڑتی ہے خواب مین بھی آنکھ تو پیمانون پر

عشق کے داغ لگائے ہوئے ہی سینی پہ دل
صاحبخانہ کے احسان ہین مہمانون پر

ہم شہیدون کو شہادت کی ضرورت کیا ہی
سُرخی خون تو ہے قاتل ترے پیکانون پر

ہم رہین دور مین ساقی کے ہمیشہ محروم
ہے گمان گردش تقدیر کا پیمانون پر

جان پڑجائے گلے سے جو لپٹ جائین آپ
کیجیے رحم زرا ہجر کے بیجانون پر

پھر مزہ دست درازی کا ہوا شوقِ وصال — بچکے دامن سے پڑین ہاتھ گریبانون پر
پاکے بیتاب مجھے پوچھ رہا ہی کوئی شوخ — ایدل آج آگئی آفت ترے ارمانون پر
شمع رو اُٹھ گئی شب کو جو ترے رُخ سی نقاب — برق گرتی نظر آئی ہمین پروانون پر
اُٹھکے ہم بادہ کشون سے نہ سرِ بزم ملے — چشمِ ساقی کا گمان ہوتا ہی پیمانون پر

واہ کیا اُنکے ستم کے متحمل ہین کمال
منھ سے عاشق نہ کرین اُف جو بنے جانون پر

دلجو ہے کہان ناوکِ قاتل کے برابر — بیٹھا بھی تو آکر دلِ بسمل کے برابر
کب دل نے مجھے بحرِ محبت مین ڈبویا — جب ناؤ مری آگئی ساحل کے برابر
اللہ مرے دلکو تو تم آنکھون مین رکھو — کیون میری جگہ دل مین ہو تل کے برابر
کیا خوبیِ تقدیر ہے ہم بیٹھ کے روئین — ہنستے رہین لوگ آپکی محفل کے برابر
صحرا کا بگولا نہین جا پہونچا ہی مجنون — وہ خاک اُڑاتا ہوا محمل کے برابر
پارہ ہو کہ برق و شرر و ماہیِ بے آب — تڑپا کوئی نہین مرے دل کے برابر
حسرت ہی یہ کشتون کو کہ ملجائے پسِ دفن — تھوڑی سی زمین کوچۂ قاتل کے برابر
آسان نہین دم کا نکلنا شبِ فرقت — مشکل نہین کوئی مری مشکل کے برابر
زُلف اُسنے ہٹائی رُخِ روشن سی جو شبکو — دیکھا مہِ کامل مہِ کامل کے برابر
ہین سیکڑون عاشق تمہین انصاف سے کہدو — لہلوٹ بھی ہے کوئی مرے دل کے برابر

بیٹھے ہین کمال آج رقیبون سے وہ ملکر
جو ہمسے کبھی بیٹھتے تھے مل کے برابر

اک تیر جو جگر پہ بھی لگا دل کے برابر — کیا سیر ہو بسمل ہو جو بسمل کے برابر
تو حور کی تعریف اگر کرتا ہے زاہد — لا اُس کو مرے حور شمائل کے برابر
دل مین بھی ہین داغ اسکے جگر مین بھی ہین چھالے — محفل ہے اک آراستہ محفل کے برابر
فرقت نے بنایا کبھی اشک اُنکو کبھی آہ — ارمان نکلتے ہی رہے دل کے برابر
کیون دیکھ کے آئینہ کو آنکھین یہ جھکالین — اب ناز نہین کرتے مقابل کے برابر

دل سینے سے لیجائے کوئی کچھ نہ خبر ہو
غافل نہین مجھ بیخود و غافل کے برابر

بھڑکاتا ہے جا جاکے اُنھین میر نظر سے
مفسد بھی نہ ہوگا کوئی اس دل کے برابر

رحم آ جو گیا پھیر کے منھ کرنے لگا ذبح
جلاد نہ ہوگا مرے قاتل کے برابر

اُلفت مین کمال اپنی طبیعت کو سنبھالو
اچھے نہین دیکھو یہ قلق دل کے برابر

اے دل آزردہ نہو وصل مین تکرارون پر
گالیان پڑتی ہین بوسونکے طلبگارون پر

دلمین اُس خانہ نشین کے نہین کرتا کوئی راہ
سر پٹکتے ہین خدنگ آہ کے دیوارون پر

راہ مین اُنکی مین آنکھین جو بچھا دیتا ہون
کہتے ہین موے مژہ کیا وہ چلین خارون پر

ہم بغل مجھ سے جو اُس ماہ کو دیکھا شب وصل
آسمان رات کو لوٹا کیا انگارون پر

مول لیتے ہین جسے بنتے ہین خود اُسکی غلام
مرے یوسف کو ہو ناز اپنے خریدارون پر

غم و تنہائی و رنج والم و درد و قلق
ہجر مین ناز ہے کیا کیا ہمین ان یارون پر

ہجر کی رات عجب طرح بسر کی ہمنے
اے فلک آہ لبون پر تھی نگہ تارون پر

آپ ہی آپ ہین کیون زخم جگر کے خندان
کیا لگائین گے وہ پھر تیر دل افگارون پر

غیر پر ظلم نہ جفائین کرو اِن کے ہوتے
اتنا احسان کرو اپنے وفادارون پر

درد دل درد جگر ہجر مین ہم پہلو ہین
تکیہ ہے آجکل اپنا انھین غمخوارون پر

اُس مسیحا کو خبر اتنی تو دے دلکی تڑپ
آجکی رات ہی بھاری ترے بیمارون پر

پاؤن پھیلاتی ہے کیا میری تمناؤنکی بیل
پھیل کر گلشن امید کی دیوارون پر

چمکے خورشید قیامت نہین کچھ خوف کمال
سایۂ دامن رحمت ہے گنہگارون پر

یاد اُن گیسوؤن کی دل سے بھلائین کیونکر
دو بلاؤن سے ہم اک جان بچائین کیونکر

جب کہا دلکی تڑپ کم نہین ہوتی بولے
خود بتا دے تجھے سینے سے لگائین کیونکر

کبھی زلفین ہی ہٹا دین یہ بکھر کر رُخ پر
رُخ محبوب کی لیتے ہین بلائین کیونکر

بھول جائین گے غم و رنج والم یہ مانا
دلِ مضطر سے تری یاد بھلائین کیونکر

پوچھ لین نیچی نگاہون سے ادائین اُنکی
خاک مین ہم دلِ عاشق کو ملائین کیونکر

کوئی پہلو تو وہ نکلے کہ نہ اُٹھین ای دل
تو بتا ہم اُنھین پہلو مین بٹھائین کیونکر

سدِرہ جب ہو معتد رہی ہمارا پھر وہ
آئین کیونکر ہمین گھر اپنے بلائین کیونکر

نہ بتانے دے جو بیتابیٔ دل وصل کی شب
تو جگہ درد کی ہم اُن کو بتائین کیونکر

گو سن ہی جائین دمِ نزع وہ آکر ہمکو
یہ تو سُن لین کوئی دیتا ہے دعائین کیونکر

پڑگئی ہم کو تو خو آہ و فغان کرنے کی
یار تالو سے زبان اپنی لگائین کیونکر

سامنے اُنکے تڑپ بڑھ گئی دلکی کچھ اور
دونون ہاتھون سے کلیجے کو دبائین کیونکر

آئینہ مین یہ تماشا بھی زرا دیکھین آپ
پیچھے بیٹھا کوئی لیتا ہے بلائین کیونکر

کہین ملجائین تو پوچھین یہ زرا اُنسے کمال
دیکھے دل آکو ہم جان سے جائین کیونکر

غم دل مین میہمان ہوا غمخانہ جانکر
وحشت نے گھر کیا اسے ویرانہ جانکر

دل کو مرے کیا ہے جو حیران و چاک چاک
لو اُس سے کام آئینہ و شانہ جانکر

بیدرد کوئی ہوگا نہ اُنسا بھی خلق مین
سنتے ہین دردِ دل کو جو افسانہ جانکر

بنکر دھوان نہ نکلون گا مین اُنکی بزم سے
کیون شمع وہ جلاتے ہین پروانہ جانکر

دی ہے خدا نے قصرِ دل و چشم مین جگہ
او بت ترے مزاج کو شاہانہ جانکر

اُس خوبرو کو دل مین بلاتا ہون میہمان
گھر کا چراغ رونق کاشانہ جانکر

پیدا جو پھول پینے کی دین مین ہوئی ہوس
توڑا گلون کو باغ مین پیمانہ جانکر

بیخود وہ ہون کہ مجلسِ واعظ مین بھی مین رند
جا بیٹھتا ہون محفلِ رندانہ جانکر

کی مین نے اُنسے دست درازی جو وصل مین
بولے سنبھل سنبھل مجھے دیوانہ جانکر

ارمان اپنے دل کے نکالون مین کسطرح
ملتے بھی ہین جو مجھ سے تو بیگانہ جانکر

دزدیدہ چشم اُنکی چرا لیگئی تھی دل
زلفون نے گم کیا ہے اُسے شانہ جانکر

کیونکر نہو وہ ساقی مینوش دلشکن
پیمان کو توڑتا ہے جو پیمانہ جانکر

شکل پری وہ دلمین اُتر آئے ہین کمال

شیشہ سب جھکے اور پری خانہ جانکر

آبند ھا دل کا تصور دلربا کو دیکھکر
آشنا یاد آگیا نا آشنا کو دیکھکر

کچھ کہو تو گر پڑے غش کھاکے تم کیون طور پر
اے کلیم اللہ کیا دیکھا خدا کو دیکھکر

کون کہتا ہے زمین کو تم نہ ٹھکراتے چلو
ہان مزار کشتۂ ناز و ادا کو دیکھکر

خود بخود تم دلمین آجاؤگے ارمانوں کیطرح
کیا کروگے جذب آہِ نارسا کو دیکھکر

دو تسلی سینے سے لپٹاکے مجھ بیتاب کو
کچھ تو ہمدردی کرو درد آشنا کو دیکھکر

یہ طریق عشق ہے گردانتا اے دل رفیق
غول صحرائی و خضر رہنما کو دیکھکر

اے صنم اللہ رے تیرے نخوت و کبر و غرور
دیکھتا ہون تجکو شان کبریا کو دیکھکر

شام غم میہمان ہی میری کیونکر آتی صبح عیش
ڈرگئی وہ حور طلعت اس بلا کو دیکھکر

کھودیئے او شوخ محجوبی نے تیری لطف وصل
شوخیان شرما گئین شرم و حیا کو دیکھکر

عشق کے آغاز مین انجام بینی ہے یہان
ابتدا پیش نظر ہے انتہا کو دیکھکر

زہر کھاکر جان دینے کو شفا سمجھے ہین جو
وہ مریض غم نہین مرتے دوا کو دیکھکر

اس قدر برگشتہ سے منھ پھیر لیتا ہی فلک
اپنی سمت اُٹھتی مرے دست دعا کو دیکھکر

دیکھے دل کیا کیا کف افسوس ملتا ہون کمال
دفعتہً نا آشنا اک آشنا کو دیکھکر

مرمٹے محشر خرامی کی ادا کو دیکھکر
ملگئے ہم خاک مین اک نقش پا کو دیکھکر

جانتے تھے ہم نڈر اُس بت کو یہ سمجھے نہ تھے
حشر مین ڈرجائیگا ظالم خدا کو دیکھکر

مختصر کتنی شب فرقت نظر آئی ہمین؛
ہجر مین طول حیات بیجا کو دیکھکر

پوچھنا پھر یہ کہ جی اُٹھتا ہے مردہ کسطرح
مسکرادو کشتۂ ناز و ادا کو دیکھکر

کیا جبین سائی تصور مین کیا کرتے ہین ہم
نقش دلمین اُس صنم کی نقش پا کو دیکھکر

جب کہا لایا جواب خط یہ بولا نامہ بر
ہنس دیئے تھے کچھ وہ حرف مدعا کو دیکھکر

بیوفا نا آشنا بیدرد ظالم خود غرض
یون پکار اُٹھتا ہون اپنے دلربا کو دیکھکر

ہجر کی شب اُس صنم کے گیسوئے پیچان کی یاد
اور اک سر پر بلا لائی بلا کو دیکھکر

ہاے ہٹ جانا کسی نا آشنا بیدرد کا — دم نکلتے وقت اک بیدرد آشنا کو دیکھکر
دیکھ اسے قاتل نہو شرکت کسیکے خون کی — اپنے ہاتھون مین زرا ملنا حنا کو دیکھکر
حسرتون کو کشتہ کرکے جب وہ پہلو سے چلا — دل تڑپتا رہگیا اُس بیوفا کو دیکھکر
آگیا وہ بت قبول اللہ نے فرمالیا — رات کو مضطر بہت میری دعا کو دیکھکر

ٹکڑے دل ہوتا ہی پھٹتا ہی کلیجا ای کمال
بے اثر نالونکو آہِ نارسا کو دیکھکر

کہتا ہے یہ دل گیسوِ دلبر سے نکلکر — بل رہگئے کچھ میرے مقدر سی نکلکر
کس گل نے چڑھائی ہی یہین دفن کیون جلد — جاتی رہی بو پھولونکی چادر سے نکلکر
بیخود دیہ کیا شوق نے مجکو شب وعدہ — دروازے کے باہر ہی آ گھر سی نکلکر
تنگ آگئی ہے آرزوِ وصل یہ ڈرہی — چلدے نہ کہین اس دلِ مضطر سی نکلکر
عاشق کی لحد گورِ غریبان مین کدھر ہی — کہتی ہے صدا یار کی ٹھوکر سی نکلکر
حسرت تھی گلے ملنے کی قاتل جو دم ذبح — لپٹا ہے مرا دم ترے خنجر سی نکلکر
سوتی ہوئی قسمت کو شبِ وصل جگادے — جادو ہی کوئی چشمِ فسونگر سی نکلکر
جان اپنی شرارت سی اگر دلنے بچائی — جائیگا کہان شوخیِ دلبر سی نکلکر
کب قبر کو ٹھکرائے گا یہ کشتۂ حسرت — پوچھین تو زرا فتنۂ محشر سی نکلکر
پہلو سے جو اُٹھیگا بٹھالونگا مین بلین — اب جایئے تو آپ مری گھر سی نکلکر

درد اُس سے کمال اپنا بیان ہو نہین سکتا
رہجاتی ہے اک اُف دلِ مضطر سی نکلکر

رہجاتا ہون کیا دو قدم اُس کوچہ سے چلکر — جب لغزشِ پا کہتی ہے چلیئے گا سنبھلکر
کیا پھوٹکے رویا ہے مرا آبلۂ دل — خوب اسنے کیا خونِ جگر زہر اُگلکر
مشکل ہوئی آسان بسر کردی شبِ ہجر — عاشق نے ترے تیرے تصور سی بہلکر
کچھ خوش نہین ای دوست وہ کمبخت بھی تجھ سے — پچھتاتا ہون دشمن سے مقدر کو بدلکر
جب کوچۂ اُلفت مین قدم رکھتے ہین ای دل — ہر گام پہ آواز یہ آتی ہے سنبھلکر

دیکھو مرے حسرت بھرے دلکا نکرو خون / رہجاؤگے ان منہدی سے ملے ہاتھونکو ملکر
بل کھا گئی شاید کہین نازک کمر اُن کی / کیون رہ گئے دو چار قدم ناز سے چلکر
دل میرا تڑپکر شب فرقت مین پکارا / بیجان لیئے درد نہ جائیگا یہ ٹلکر
ہم مانگین گے بوسہ کوئی خوش ہو کہ خفا ہو / دیتی ہے مزہ ہان کا نہین منہ سے نکلکر
یہ ضعف سے ہے طالب دیدار کا عالم / آنسو بھی روان ہوتے نہین آنکھونسے ڈھلکر
جب کہتا ہون پامال کیا کیون مرے دلکو / فرماتے ہین فریاد کرو حشر مین چلکر
ارمان مرے دل کے لپٹ جاتی ہین اُس سے / خوش ہوتا ہے وہ شوخ کلیجے کو جو ملکر

صند چل گئی آخر دل نادانکی کمال آج
اک بوسۂ رخ لے ہی لیا اُن سے مچلکر

آج یہ کرنے چلے خون کا دعوا کس پر / حسرت و یاس کے کشتونکا ہی بلوا کسپر
آہ بھی ہم نہین کر بیٹھے کوئی محفل مین / کونسی بات تھی وہ تم نے اُٹھایا کسپر
پاکے بیتاب مجھے دی مرے دلکو تسکین / واہ رحم آپ کو آیا بھی تو آیا کسپر
شوق سے کوسیئے مجکو مین دعائین دونگا / کوسنا آپکا لیکن یہ پڑیگا کسپر
میرے پہلو سے وہ جب اُٹھتی ہین دل کہتا ہے / آپ جاتے ہین مجھے چھوڑ کے تنہا کسپر
شوخیان بھولگئے کیون بنگئے اتنے بھولے / کیا سبب تم نے کیا ہی ستم ایسا کسپر

خود کمال اپنا گلا کاٹکے پچتائیے گا
حشر مین کیجئے گا خون کا دعوا کسپر

قبضہ کر لیتے ہین کیا دل وہ کسیکا لیکر / شاد ہوتے ہین بہت مال پرایا لیکر
ہائے شرماکے ترا نیچی نظر کر لینا / اور ہنسنا وہ مرا وصل مین بوسا لیکر
چھیڑ اُنکو جو شب وصل کی یاد آتی ہے / مسکرا دیتے ہین کچھ نام ہمارا لیکر
کوچۂ یار ہی کی خاک اُڑانے دیتی / کیون چلی وحشت دل جانب صحرا لیکر
اُس مسیحا کو عبث ڈال دیا دھوکے مین / کسی بیمار محبت نے سنبھالا لیکر
نامہ بر کوئی جو مجکو نہ ملا دل نے کہا / لو ہمین جاتے ہین پیغام تمہارا لیکر

شوخیان یار کی اُن نیچی نگاہوں کی کمال
دل عاشق کو کرینگی تہ و بالا لیکر

فریفتہ ہون مین تیغ اداے دلبر پر
گلے کو دوڑ کے رکھدونگا اُسکے خنجر پر

اثر پڑا ہے یہ ہین شرمندہ اُسطرف نالے
اِدھر خجل کوئی محرومی مقدر پر

شکایتین اُسے لکھی تھین کج ادائیونکی
سُنا ہے اُسنے چھری پھیر دی کبوتر پر

تڑپتے دیکھکے کہتی ہے خارِ غم کی خلش
خبر بھی ہے تمہین کانٹے بچھے ہین بستر پر

مری شکستہ دلی نے اُسے بھی ٹکڑے کیا
ہوا جو کندہ کبھی میرا نام پتھر پر

یہ کون رشکِ قمر فاتحہ کو آیا ہے
گمان ہے چادرِ مہ کا لحد کی چادر پر

چڑھی ہوئی ہے اِدھر آستین اُدھر تیوری
وہ گھورتے ہین مجھے رکھکے ہاتھ خنجر پر

تسلیان دلِ بیتاب ہجر کو دینا
کسی کا رکھکے وہ دامن کو دیدۂ تر پر

کسی کا یہ شبِ وعدہ اداسے کہنا ہائے
لگے سوئے رہتے ہین لو جاگے ہمتو بستر پر

چلا ہے لیکے جو مجھ بیقرار کا خطِ شوق
گمان طائرِ بسمل کا ہے کبوتر پر

گلے لگا کے تسلی دو حالِ دل پوچھو
بس اب تو رحم کرو تم کمال مضطر پر

وہ ہاتھ رکھکے ہوئے ہین جو قلبِ مضطر پر
پڑا ہون ایک ہی کروٹ سے آج بستر پر

سنو تو اپنے شہیدونکا ماجرا اُس سے
کہ سرگزشت ہے ساری زبانِ خنجر پر

وہ مست ہون کہ کبھی مے سے جی نہین بھرتا
لگا ہے منھ سے تو چلو نگاہِ ساغر پر

نہ بیٹھنے کی ہے طاقت نہ اُٹھنے کی ہے سکت
پڑا ہون ہجر مین مانندِ نقش بستر پر

مٹا ہی چھوڑتا گردون کو مین جو بس چلتا
اسی نے رشک کیا ہے مرے مقدر پر

جب اُس صنم سے یہ پوچھو کہ دلکو کیون توڑا
وہ بولتا نہین پتھر پڑے ہین پتھر پر

کسی نے آکے نہ اتنا بھی ہجر مین پوچھا
یہ منھ لپیٹے ہوئے کیون پڑے ہو بستر پر

جب اُس سے پوچھیے لایا جواب کچھ خط کا
تڑپکے جھاڑنے لگتا ہے کیا کبوتر پر

تم آئے گورِ غریبان مین پڑ گئی ہلچل
ظہورِ حشر تھا موقوف ایک ٹھوکر پر

پھیلا ان کی بو خبر وصل غیر دیتی ہے
جو پھول شب کے پڑے ہین تمہارے بستر پر

دل اسکا اٹھ جگہ سے کمال پھٹ جاتا
جو صدمے پڑتے ہین مجھپر وہ پڑتے پتھر پر

دل صدقے تری شوخ نگاہی کے اثر پر
سو جانین فدا ایک لگاوٹ کی نظر پر

تسکین ہو شاید جو گرائے دل بیتاب
اک آہ کی بجلی فلک شعلہ گر پر

حیلہ یہ ملا خوب چلے جانے کا اُن کو
آیا ہون کہان کہتے ہین آکر مرے گھر پر

آیا نہ تسلی اُنھین دینے کا طریقہ
دل پر کبھی رکھتے ہین کبھی ہاتھ جگر پر

رونے کا مزہ جب ہے کہ پونچھے کوئی آنسو
رومال کو رکھ رکھ کے مرے دیدۂ تر پر

اب آ گئے یہ قسمت جو انہین کھینچ نہ لائے
دعوی تو ہوا اس جذب محبت کے اثر پر

کچھ وحشت دل ساتھ شب ہجر کے بڑھتی
پڑ جاتے کبھی ہاتھ گریبان سحر پر

ہٹ جاؤ کہ دم توڑ رہا ہون دم آخر
ڈالو نہ نگاہین مری حسرت کی نظر پر

اے چرخ ہم اُس رخ کی تجلی کے ہین شیدا
لہلوٹ ہو تو روشنی شمس و قمر پر

اے موت تڑپتا ہون کہین آشفتہ نت
باندھے مین کمر صبح سے بیٹھا ہون سفر پر

وعدہ جو کمال آنے کا کرتا نہین کوئی
مطلب ہے یہ اس مین کہ تم آؤ مری گھر پر

ردیف رائے ہندی

بزم مین ہوتی تھی مجھ سے اُس بت پرفن سے چھیڑ
لیجیے شوخی سے دل کرنے لگا دشمن سے چھیڑ

خود بخود پردہ اُٹھا دیگا کوئی پردہ نشین
اے دل صد چاک پیدا کر ذرا چلمن سے چھیڑ

جلد باندھو بند محرم کے نہ کھُل کھیلو بہت
یہ نگاہ شوق کی اچھی نہین جوبن سے چھیڑ

فاتحہ پڑھ پڑھ کے ٹھکرا آتا ہے دیکھو بار بار
اُسکی ٹھوکر نے نکالی ہے مرے مدفن سے چھیڑ

بلبل نالان سے ای دل گل کے آگے کچھ نہ پوچھ
اسکو لیجا کر کسی جانب الگ گلشن سے چھیڑ

چھیڑتے ہین یون مجھے بلوا کے بزم غیر مین
پوچھتے ہین کیا تجھے منظور ہے دشمن سے چھیڑ

یاد دلواتی ہے رہ رہکر تڑپ دلکی کمال
خنجرِ قاتل کی پوشیدہ رگِ گردن سے چھیڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا کیا تمہارے اسنے اُٹھائے ہین یار ناز
مجھپر کرے نہ کیون یہ دل بیقرار ناز

او بیوفا بتا مجھے کیونکر نہ ناز ہو
جب مین اُٹھا رہا ہون ترے بیشمار ناز

پہلو مین بیٹھ بیٹھ کے اُٹھنا ادا کے ساتھ
یاد آتے ہین کسی کے ہمین بار بار ناز

کچھ تو ہے ہم جو تیرے سے بنے ہین نیازمند
کیا بے سبب بھی کوئی اُٹھاتا ہی یار ناز

کہدے یہ کوئی میرے تغافل شعار سے
کب سے اُٹھا رہے ہین ترے جان نثار ناز

آئینہ دیکھ دیکھ کے کہدینا ہاتھ سے
بھولون گا مین نہ یار کے یہ یادگار ناز

مجکو دمِ اخیر سُنانا کسی کا ہائے
اب کون اُٹھائے گا یہ مرے بار بار ناز

دیکھین جو اُسنے وصل کی شب دلکی شوخیان
سب بھول جائے گی نگہ شرمسار ناز

بوسہ کسی طرح نہین دیتا ہو اے کمال
ہم سے شبِ وصال بھی کرتا ہے یار ناز

ردیف سین مہملہ

کچھ نہین دل پر اختیار افسوس
کیسے بے بس ہین ہم ہزار افسوس

وصل ممکن ہوا رکا نہ وصال
یوہین سنگین امیدوار افسوس

دے کے تسکین تم مرے دل کو
کرچلے اور بیقرار افسوس

مجھ سے دل لیکے کھو دیا تمنے
نہ کیا میرا اعتبار افسوس

مجھ سے بیگانہ ہوکے عشق مین دل
غیر کا ہوگیا ہزار افسوس

بیوفا تونے جان بھی لیکر
نہ کہا ہمکو جان نثار افسوس

مل گیا کس کا دل کہ کہتے ہو
ہاتھ مل مل کے بار بار افسوس

دم لبون پر ہے اور اُنکو نہین ہے
مرے مرنے کا اعتبار افسوس

سیکڑون حسرتین ہماری کمال
مٹ گئین عشق مین ہزار افسوس

ردیف شین معجمہ

مین یون ہون وصل مین اُس شوخ گلعذار سے خوش
کہ جیسے باغ مین ہون بلبلین بہار سے خوش

مزاج پوچھنے آتا ہے دل کا دردِ جگر
کہ غمگسار رہی رہتا ہے غمگسار سے خوش

لبون پر آئی یہ جب اُس نے دیدیا بوسہ
بہت مین نزع مین ہون اپنی جان زار سے خوش

لگی بجھائی ہے خوب آنسوؤن نے فرقت مین
دل و جگر ہین نہ کیون چشم اشکبار سے خوش

بتو خدا بھی قیامت مین خاک خوش ہوگا
تمہین نہین ہو جب اپنے گناہگار سے خوش

اُنہین ملال ہی مین مجھ سے لطف ملتا ہے
نکالتے نہین یون ہین مرے غبار سے خوش

ترا غرور ہی مجھکو پسند آتا ہے
مین اے حسین نہین تیرے انکسار سے خوش

وہ قید ہی مین رہے گا کبھی نہ نکلے گا
کہ ہے بہت دلِ دیوانہ زلفِ یار سے خوش

وہ بوسہ دیکے مجھے اُن کا ناز سے کہنا
مری بلا ہو بھلا ایسے امیدوار سے خوش

دوپٹا اُن کا یہ سینے سے ڈھلکے کہتا ہے
بہت ہون اُٹھتی جوانی کی مین بہار سے خوش

کمال اُسکو دیا کیا سمجھ کے دل تمنے
کبھی ہوا ہے کوئی اُس جفا شعار سے خوش

ردیف صاد مہملہ

وصل کی شب لبِ سیہ لینی کی جو بڑھجاتی ہے حرص
مجکو کیا کیا گالیان اُس بت کی کھلواتی ہے حرص

اُس ستمگر سے ہین خواہان خود ہی ظلم و جور کے
عاشقون پر دیکھئے کیا کیا ستم ڈھاتی ہے حرص

وہ ستم کرتے ہین مجھپر اُف نہین کرتا ہون مین
کیسے اُنکے نازِ بیجا مجھسے اُٹھواتی ہے حرص

دوڑکر اُس سے لپٹ جانا تم اپنا کھوکے درد
پیشتر مجکو یہ میرے دل کی سمجھاتی ہے حرص

چھیڑی ہی جاتا ہی رہ رہکر کسیکو وصل مین
سیکڑون باتین ہماری دلکو سنواتی ہی حرص

دردِ دل فرقت مین رہ رہکر جو اُٹھتا ہی کبھی
کیا تماشا ہی تڑپ دلکی بڑھا جاتی ہی حرص

چھوٹتی ہرگز نہین عادت سوالِ وصل کی
لاکھ بزم دلربا مین مُنھ کی کھلواتی ہی حرص

پورے اُتروگے وفا مین تم جو دوگے امتحان
مجکو اُس بت کی جفاؤنکی سمجھاتی ہی حرص

جسقدر ملتا ہے کم عشق اُسکا ہوتا ہی سوا
ربط جتنا وہ گھٹائے اُتنی بڑھجاتی ہی حرص

خود سوالِ وصل اُس شوخ ستمگر سے کرو
دیکھو بیخود پاسکے کیا کیا مجکو بہکاتی ہی حرص

ہجر مین ایسا ہوا ہے یاس و حرمان کا ہجوم
دلمین اک ذرہ نہین آکر جگہ پاتی ہی حرص

جب مرے پہلو سے اُٹھ جاتا ہی کوئی روٹھکر
خاک مین دلکی ہوس ملتی ہی مٹجاتی ہی حرص

پاکے خلوت مین اُنھین کب مانتا ہی دل کمال
کھینچیے دستِ ہوس تو پاؤن پھیلاتی ہی حرص

ردیف ضاد معجمہ

بسملون نے جب بیانکی اُس ستمگر سے غرض
سُنکے وہ بولا کہ کیا نکلے گی خنجر سی غرض

وحشتِ دل کیا تجھے اپنے مکان کا دون پتا
ایک مدت ہوگئی مجکو نہین گھر سی غرض

دل یہ کہتا ہے مجھے لیجا کے بزم یار مین
کیون یہان آئے تمھین کیا میرے دلبر سی غرض

عشق مین اُس کج ادا کی بس نظر سیدھی رہے
مجکو کیا اس کج ادائی مقدر سی غرض

خم کے خم ساقی چڑھا جاتا ہون وہ میکش نہین
کیا بھلا نکلے گی میری ایک ساغر سی غرض

جو نہ رُک جائے گلے پر چلکے اُس سی ذبح کر
بسملون کو تیغ قاتل سے نہ خنجر سی غرض

یادِ مژگان سے رہا کرتی ہے اکثر چھیڑ چھاڑ
میرے دلکے آبلے کو کیا ہے نشتر سی غرض

ہاتھ رکھنے سے تڑپ دل کی زیادہ ہوگئی
کچھ نہ نکلی اپنی تسکین ستمگر سی غرض

آہ و نالہ اب کریگا یہ نہ فریاد و فغان
دل ہوا پتھر تو کیا نکلے گی پتھر سی غرض

میرے جھگڑے کا ابھی کیون فیصلہ کرتے نہین
حشر سے مطلب مجھے کیا روز محشر سی غرض

رہتے رہتے میرے دلمین وہ یہ کہکر چلدیئے
کیون رہون مین مجکو اس اُجڑی ہوئی گھر سی غرض

واے ناکامی کہ کھنچکر رہگئی ہنگام قتل
جب نکلنے کو ہوئی تیغ ستمگر سے غرض

آتش سوز نہان بجھتی شبنم اے کمال
جلنے والے دلکی یہ تھی دیدۂ تر سے غرض

ردیف طاے مہملہ

جب کسی نے پڑھا ہمارا خط
تر ہوا آنسوؤن سے سارا خط

دل صدچاک کا لکھا جب حال
ہوگیا آپ پارہ پارا خط

باتین لکھی ہین راز کی قاصد
غیر پڑھلے نہ یہ ہمارا خط

اُنکو لکھی تھین درد کی باتین
درد ہی سے بھرا تھا سارا خط

غیر ہی کا سمجھکے پڑھ لیتے
کچھ تو کرتا اثر ہمارا خط

ہاتھ سے اپنے خود لکھا ہے کیا
اُنکے خط کا ہے پیارا پیارا خط

کچھ لکھین وہ جواب یا نہ لکھین
پہونچے اُن تک کہین ہمارا خط

اُڑکے پہونچیگا اُس پریکے پاس
مجھسے کرتا ہے یہ اشارا خط

یہ دعا ہے کہ کوستے جائین
آپ پڑھ پڑھکے وہ ہمارا خط

قاصد آکر وہان سے کہتا ہے
اب نہ تم بھیجنا دوبارا خط

منھ کو آجاے گا کمال جگر
کیا پڑھیگا کوئی ہمارا خط

ردیف ظاے معجمہ

پی لیا مے کا جام اے واعظ
وعظ کو اب سلام اے واعظ

مرمٹے اک حسین پر عاشق
حور کا سُنکے نام اے واعظ

آنے پائین نہ بزم وعظ مین رند
کچھ تو کر انتظام اے واعظ

شغلِ مے رندونسے نہوگا ترک
یہ رہیگا مدام اے واعظ

توبہ کرتے بیٹھے مے سے ہم توبہ ‏— سُن کے تیرا کلام اے واعظ
دیر مین خوب کی جبین سائی ‏— کعبہ کو بس سلام اے واعظ
ہجرِ ساقی مین میکشی کرنا ‏— واقعی ہے حرام اے واعظ
رندون کو کر معاف بن جا کر ‏— زاہدون کا امام اے واعظ
دیکھ اُکتا گئی نصیحت سے ‏— تری محفل تمام اے واعظ
تو بکے جا کوئی سُنے نہ سُنے ‏— اس سے کیا تجکو کام اے واعظ
سُن نصیحت کمال کی اب تو ‏— وعظ کو کر سلام اے واعظ

ردیف عین مہملہ

وصل کی شب ہو جو وہ حور شمائل مانع ‏— کیون نہ حسرت کے نکلنے کو ہو پھر دل مانع
یا گلا کٹ نہ سکا یا اُسے کچھ رحم آیا ‏— اپنے خنجر کو ہوا کیون کوئی قاتل مانع
ہائے آتی نہین گلشن مین کبھی فصلِ بہار ‏— کیسی کمبخت ہے تقدیرِ عنادل مانع
گر کے جل بجھئے کیا قصد جو پروانون نے ‏— شمع کیسی ہوئی بجھکر سرِ محفل مانع
مجکو بے جرم کئے ڈالتی ہین قتل اے دل ‏— لاکھ ہے اپنی اداؤن کو وہ قاتل مانع
اپنے ارمان مین کسطرح نکالون شبِ وصل ‏— اُسطرف مجکو وہ مانع ہین ادھر دل مانع
قصد جب کرتا ہے طوفان اُٹھانیکا کوئی ‏— چشمِ تر ہوتی ہے کیا کیا لبِ ساحل مانع
ہجر مین گھٹ کے نہو جاؤن مین مانندِ ہلال ‏— وصل کا اپنے نہو وہ مہِ کامل مانع
سینے پر چڑھکے چھری وصل کی شب رکھدی تھی ‏— یون تڑپنے کو ہوا تھا نہ مجھے قاتل مانع
شرم سے ناز سے غمزے سے ادا سے شبِ وصل ‏— بوسہ لینے کو ہے وہ حور شمائل مانع
پھونکدینے کو قفس منھ سے نہ نکلین صیاد ‏— ایسا آہون کو ہوا ضبطِ عنادل مانع
کیون نہین دیکھتے وہ آئینہ مین شکل اپنی ‏— شاید اُن کو ہوا کچھ اُن کا مقابل مانع
یہ نہ سمجھا تھا اُٹھاتے ہین وہ شوخی سے کمال

کیون مین اُٹھتا جو وہ ہوتے سرِ محفل مانع

نہین ہوتے ہو مگر کر سرِ محفل مانع — ورنہ کب آنکھ لڑانے کو ہوا دل مانع
آشنا دامنِ گلچین نہ ہوا گل سے کبھی — ایسا گلشن مین ہوا شورِ عنادل مانع
منہ سے اظہارِ محبت کا مین کسطرح کرون — اُس طرف مجکو وہ مانع ہین اِدھر دل مانع
عادتِ بوسہ سے کیا مجکو کیا ہے نادم — مانگتا مین نہ وہ ہوتے سرِ محفل مانع
جو تڑپتی ہے تڑپنے دے رگِ گردن کو — کھینچ کے ہوتا ہے عبث خنجرِ قاتل مانع
روٹھ کے بیٹھے نہ کیون اُنسے جو پوچھا شبِ وصل — بولے شوخی سے ہوا آج ترا دل مانع
جب مین چپ بیٹھتا ہون ہائے مجھے ہوتا ہی — حسرت و یاس کا مجمع سرِ محفل مانع
ہم جو سمجھاتے ہین تو عشق حسینون سی نکر — دیکھئے ہوتا ہے اُلٹا ہمین خود دل مانع
نگہِ شوق تری دیکھ ہی لیتی اے قیس — لاکھ کمبخت کو تھے پردۂ محمل مانع
لے لیا دوڑ کے بوسہ نہ سُنی ایک کی بھی — لاکھ ہوتی رہی ساری تری محفل مانع

واہ ری چھیڑ ہنسا کر وہ رولاتے ہین کمال
لاکھ اُٹھین ہوتے ہین زخمِ جگر و دل مانع

ردیف غین معجمہ

جو نہ کھینچے گا وہ ستمگر تیغ — پھیر لون گا مین خود گلے پر تیغ
خون دل کرنے کے لئے شبِ ہجر — بنکے آئی ہے یادِ دلبر تیغ
کبھی عریان ہوئی نہ لے قاتل — کیون چھپاتی ہے اپنے جوہر تیغ
دیکھو ناز و ادا کو جانے دو — تم اُٹھاؤ ذرا سنبھلکر تیغ
آرزو ہے گلے سے لپٹا لون — جب وہ قاتل اُٹھائے مجھپر تیغ
نہین آتین لگاوٹین کرنا — صاف چل جاتی ہو گلے پر تیغ
دوڑ کر وہ لپٹ گئے مجھ سے — کھنچ گئی جب گلے سے ملکر تیغ
خون کر ڈالا دل کا پہلو مین — بن گئی شوخی ستمگر تیغ

کس سے بیٹھے بٹھائے بگڑے ہو
کیون اُٹھاتے ہو بندہ پرور تیغ

عہد لیتی ہے ناز کی اُن سے
نہ اُٹھانا کبھی کسی پر تیغ

کھینچ گئی خود بخود ستمگر سے
دیکھکر بسملون کے تیور تیغ

سُرمہ گین تیری آنکھ کے ڈورے
بن گئے دیکھ او ستمگر تیغ

آگیا رحم تجھ پر اُن کو کمال
ہاتھ سے رکھ دی لے اُٹھا کر تیغ

نکلی تھی میان سے تڑپکر تیغ
رک رہی چپلے کیون گلے پر تیغ

ہم جو مرنے لگے اداؤن پر
بن گئی ہر ادائے دلبر تیغ

مرے قاتل کا سب لباس ہو سُرخ
سر سے پا تک ہی خون مین تر تیغ

سر جھکا دو تم آگے قاتل کے
کہتی ہے مجھ سے دوست بنکر تیغ

کیا تماشا ہو خونِ عاشق کی
دے شہادت جو روزِ محشر تیغ

سر جدا کرتی ہے گلے ملکر
جانتی ہے عجب چلتّر تیغ

پوچھنا اُن کا مجھ سے ملکے گلے
رک گئی کیون تری گلے پر تیغ

دستِ قاتل مین کیا چمکتی ہے
برق آسا بدلکے تیور تیغ

ابروِ یار کا تصور ہے
یا ہے پوشیدہ دلکے اندر تیغ

جب نہ اُس کج ادا نے قتل کیا
بن گیا خود مرا مقدر تیغ

پہلے لپٹائے تو گلے سے مجھے
پھر لگا مجھپہ او ستمگر تیغ

اسلیئے قتل کی تمنا ہے
وہ لگاتے ہین دیکھون کیونکر تیغ

نہین کھنچتی ہے وقت قتل کمال
یون دلون مین بناتی ہے گھر تیغ

ردیف فا

دل مرا مائل ہی قاتل تیری پیکان کی طرف
صاحبِ خانہ کھنچا جاتا ہے مہمان کیطرف

دیکھو میری بیخودی دامن کشی کے قصد پر
ہاتھ اُٹھ کر رہ گئے اُنکے گریبانکی طرف

بدگمان ہوکر وہ خود میرا نگہبان ہو گیا
جب نگہ ڈالی تری در کے نگہبانکی طرف

اُس مسیحا کو اگر مردے جلانیکا ہے شوق
کیون نکل آتا نہین گورِ غریبانکی طرف

دیکھون اب لیجاتی ہے دلکو کدھر دیوانگی
مجھسے رخصت ہو کے جاتا ہی بیابانکی طرف

زیرِ زانو مین دبالونگا جو پہلو سے اُٹھے
دیکھتے رہنا ذرا تم اپنے دامانکی طرف

اب کسی سے اپنی گردش کا مین کیا شکوہ کرون
ہو گیا میرا مقدر چشمِ جانانکی طرف

تمسے ملنے کی خوشی ہی اپنے مٹنے کا ہی رنج
کچھ نظر تم پر ہے کچھ حالِ پریشانکی طرف

وصل کا اقرار بھی گویا ہی انکار ای کمال
ہے نظر اُنکی شکستِ عہد و پیمانکی طرف

لیچلی ہے مجکو جب وحشت بیابانکی طرف
شوق نے کھینچا ہی کیا کوئی جانانکی طرف

ہائے جو تھے گلے سب وصل مین جاتے رہے
اُسنے یون دیکھا دل ناشادِ ہجرانکی طرف

سینے سے کیونکر وہ نکلے گا بتا ای چارہ گر
دل جگر دونون ہوئی جس ایک پیکانکی طرف

ابرِ باران مین نظر آجائے بجلی کی تڑپ
دیکھکر ہنس دیجئے پھر چشمِ گریانکی طرف

میرا دامن دوڑ کر لیتا ہے قدمون سے مرے
جب بڑھا ہی ہاتھ وحشت مین گریبانکی طرف

کیا پھرا ہون جستجو مین اُسکی برباد و تباہ
خاک ہو ہو کر اڑا ہون کوئی جانانکی طرف

آپ ہوتے شمع و آمادۂ فریاد و آہ
کچھ نظر کرتے جو ضبطِ سوزِ پنہانکی طرف

آہ کرتے وہ جو آتے ہین برائے فاتحہ
شمع جلتی آتی ہے گورِ غریبانکی طرف

آگیا دل جلوۂ رخسارِ تابان پر کمال
جیسے پروانہ ہوا مائل شمعِ سوزانکی طرف

دو گل ہین زیبِ انجمن ایک اسطرف ایک اُسطرف
پہلو مین دو غنچہ دہن ایک اسطرف ایک اُسطرف

دو پارۂ دل میرے یہ دو پھول ہین ای رشکِ گل
لے دونون کانون مین پہن ایک اسطرف ایک اُسطرف

آنکھین نہین ساقی تری میخانۂ مستی کے ہین
دو میکش توبہ شکن ایک اسطرف ایک اُسطرف

او ترک کیون رکھتا نہین خنجر کمر مین اپنی دو
کہتا ہی اُس سی بانکپن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہر دم یہاں پیشِ نظر داغِ دل و زخمِ جگر
پھولے ہوئے ہیں چمن ایک اسطرف ایک اُسطرف

کہتا ہے دل پہلو میں وہ جب دلبری کا لطف ہو
بیٹھے ہوں دو نازک بدن ایک اسطرف ایک اُسطرف

رہتا ہے کوئی جلوہ گر ان دونوں آنکھوں میں کمال
آراستہ ہے انجمن ایک اسطرف ایک اُسطرف

ردیف قاف

کیا دل کو ہے اسیریِ زلفِ دوتا کا شوق
پیدا بلاکشوں کو ہوا ہے بلا کا شوق

کہتے ہیں مر کہیں جو میں کہتا ہوں تم جیو
اُنکو ہے کوسنے کا مجھے ہے دعا کا شوق

بیجائے خون کرکے مرے دلکا وہ بہت
ملتے ہیں ہاتھ مجکو ہوا کیوں حنا کا شوق

لیتا ہے چُپکے چُپکے مرے دل میں چٹکیاں
بیچین کر رہا ہے کسی دلربا کا شوق

جانے کا قصد ہو درد محبت کیا کرے
رخصت بھی دی جب اس دلِ درد آشنا کا شوق

ممکن تھا نزع میں بھی نہ آتے اداسے وہ
لایا ہے کھینچکر اُنھیں میری قضا کا شوق

انداز بے حجابیوں کے بھی شبِ وصال
خود ڈھونڈھ لیگا یار کی شرم و حیا کا شوق

کیا کیا ہوا ہے میری وفاؤں کا امتحان
جب سے ہوا ہے یار کو جور و جفا کا شوق

قاصد کے پیچھے پیچھے چلا خود بھی یہ اُدھر
اللہ رے میرے دلکو کسی دلربا کا شوق

شانہ ہے اُنکے ہاتھ میں آئینہ سامنے
زلفیں سنوارنے کا ہوا ہے بلا کا شوق

کیا بے خبر ہو دل کی خبر لو تم اے کمال
پیدا اسے بھی کرے نہ اُس بیوفا کا شوق

یوں ہیں پہونچیں منزلِ مقصود تک ناکامِ عشق
تو ہی اے آہِ رسا ہو نردبانِ بامِ عشق

ٹھوکروں میں تھا جو سر آغوشِ دلبر میں ہے وہ
بہتر آغازِ محبت سے ہوا انجامِ عشق

روز و شب آرام ہم فرقت نصیبوں کو کہاں
بیقراری میں بسر ہو جائینگے ایامِ عشق

او تغافل کیش اُسنے یاس حاصل ہو گئی
جی رہے تھے جن امیدوں پر تری ناکامِ عشق

یاد عارض سے ہے ہمدوش اُسکے گیسو کا خیال
جلوہ گر یکجا ہیں گویا صبحِ عشق و شامِ عشق

اضطرابِ دل ہی میرا موجبِ تسکینِ درد
میری ایذائین ہوئی ہین باعثِ آرامِ عشق

صورتِ پروانہ سوزان ہین فروزان شکلِ شمع
دلجلون نے تیرے کیا روشن کیا ہی نامِ عشق

دوست کی محفل مین کیون دشمن ہی حد سی بیقرار
دردِ بنکر تو نہ اُٹھا ہو کوئی ناکامِ عشق

کیا کہین ہمکو کہان لائی ہے ازخود رفتگی
عرشِ اعلیٰ سے بھی بالاتر کہین ہی بامِ عشق

میری آنکھون کی سفیدی ہی بیاضِ صبحِ ہجر
تیرگی ہی میری قسمت کی سوادِ شامِ عشق

کیا پڑے ہین آنکھومین غفلت کے پردے ای کمال
بیخود و بیہوش ہین منھ سے لگائے جامِ عشق

اُٹھ گئے دنیا سے لیکر حسرتین ناکامِ عشق
موت کی ہچکی دمِ آخر ہوئی پیغامِ عشق

انکی راتین ہوتی ہین وحشت اثر دن ہولناک
کیا بلا انگیز و آفت خیز ہین ایامِ عشق

دیکھکر تجکو اُٹھا کر آنکھ سوے آسمان
کھینچکر رہجاتے ہین آہین تری ناکامِ عشق

پھر نہ نکلا آ گیا ظلماتِ گیسو مین جو دل
صبح تک جسکی نہین وہ بدبلا ہی شامِ عشق

جو گزرتی ہے یہان دلپر وہ ہی ناگفتنی
مُہرِ خاموشی لگائے بیٹھے ہین ہم ناکامِ عشق

امتحان افتادگان کوے جانان کا ہی آج
دیکھین کسکے نالے ہوتی ہین کمندِ بامِ عشق

کامیابِ اُلفت مین تیری ایک دونون مین نہین
دل زیادہ مجھ سی بڑھکر دلسے ہین ناکامِ عشق

دیکے دل اُس بیوفا کو ہمنے دیدی جان بھی
ہائے آغازِ محبت ہو گیا انجامِ عشق

پوچھتے ہین نام میرا وہ تو کہدیتا ہون مین
عاشقون مین آپکے مشہور ہون بدنامِ عشق

وہ بھی دو ہین مقدر خود سے جنپر خندہ زن
اک دلِ ناشاد میرا ایک مین ناکامِ عشق

عاشقِ بیتاب اُچھلکر جا ہی پہونچین گی کمال
اُن کو کیا پروا ہے سبے زینہ اگر ہی بامِ عشق

ردیف کاف عربی

دیکھئے ضبط رہے مانعِ افغان کبتک
نالۂ دل کا گلوگیرِ گریبان کبتک

ہاتھ اُٹھائے ہوئے بیٹھے رہین کیون زیرِ فلک
نا اُمید آپکے تاثیر کے خواہان کبتک

کہتے ہین تم کو بلا کر مین بہت پچھتایا
کیا ارادہ ہے رہوگے مری مہمان کبتلک

اُن کا دامن جو مری ہاتھ مین ہوگا سرِ بزم
رشک سے غیر نہ پھاڑینگے گریبان کبتلک

مین بھی وہ ہون کبھی خود منہ سے نہین کہنی کا
حسرتین میری نہ پوچھے گا کوئی ہان کبتلک

پوچھ لیتا ہون مین برباد شدہ آہون سے
یہ تباہی تمہین رکھے گی پریشان کبتلک

خود ہی ہم اپنا گلا کاٹ لین ای حسرتِ قتل
نہین معلوم پھرے خنجرِ برّان کبتلک

لے لیا کام تصور سے ترے آخر کار
تجھ سے رہتے تری تصویر کی خواہان کبتلک

اپنے رومال سے آنسو کوئی ہنسکر پوچھے
اس تمنا مین رہین دیدۂ گریان کبتلک

آبلے پاؤن مین پڑ پڑ کے یوہین پھوٹین گے
دیکھیے ہوتی ہے طے راہِ بیابان کبتلک

یاد اک بھولنے والے کی اگر آبھی گئی
دل کو بہلائے گی آخر شبِ ہجران کبتلک

دیکھکر حال مرا بنگئے شکلِ تصویر
دیکھون تم میری طرح رہتی ہو حیران کبتلک

واقعہ وحشتِ دل کا ہی جنون خیز کمال
یار سُن سُنکے نہ پھاڑیگا گریبان کبتلک

وصلِ دلبر کے بہم ہوئے ہین سامان کبتلک
دیکھین رہتی ہی خوشی رنج مین نہان کبتلک

بے سنے آپ پریشان ہوئے جاتے ہین
نہ کہے اپنا کوئی حال پریشان کبتلک

فرقتِ گل مین جو دامن کے کریگی ٹکڑے
ہوگا پھر چاک نہ بلبل کا گریبان کبتلک

دیکھکر جلتے مجھے بزم مین سب ہنستے ہین
اک فقط شمع رہے دیکھیے گریان کبتلک

تنگ آ آکے یہ کہتا ہون مری گھر سی نکل
حسرتِ دل تجھے رکھی کوئی مہمان کبتلک

اُسنے روکا سرِ محفل نہ دبا کر دامن
چاک اس غم مین رہی اپنا گریبان کبتلک

یہ بھی چپ کرنیکا شیوہ ہی نیا کہتے ہین
دیکھین تو کرتا ہی نالے دلِ نالان کبتلک

آرزو پردہ نشینو نکی رہے گی دیکھین
راز بنکر دلِ بیتاب مین پنہان کبتلک

بعد مرنے کے بھی ہنستا ہوا آیا نہ کوئی
بیکسی رونے سرِ گورِ غریبان کبتلک

دل مرا لے تو گئے گر بیٹھ کے پہلو مین مرے
دیکھیے ہوتے ہو تم جان کی خواہان کبتلک

دامنِ دشت کفن ہوتا ہے اپنا کہ نہین
کیا خبر ہمکو جنون رکھے گا عریان کبتلک

کشش دل کا اثر جذب مری آہونکا
دونون کھینچین گے تو آوٴگے نہ مہمان کبتک

پھر تمنائین ہون امیدین ہوارمان کمال
دیکھیے ہوتے ہین ہم بے سروسامان کبتک

کسی کا شہرہٴ حسن آسمان تک
کسی کا مٹگیا نام و نشان تک

یہان تک پست صدمون نے کیا ہی
نہین ہوتی بلند اپنی فغان تک

دعائین میری اُنکی بد دعائین
الٰہی دونون پہونچین آسمان تک

خبر کرتا ہے درد اُٹھ اُٹھکے دلمین
کہ لے وہ آ گئے تیرے مکان تک

یہ دکھسے پوچھتی ہین میری آنکھین
کہ او کمبخت ہم روئین کہان تک

ہمین دیتی ہین راحت یہ جفائین
ستاوٴ تم ستانا ہو جہان تک

گلے مین ڈال بھی دین ہاتھ اُٹھکر
کسی سے بوسہ مانگین گے کہان تک

وہ خود بھی رو رہے ہین وقت رخصت
لگی ہین دونون جانب ہچکیان تک

فراق یار مین غم کرتے کرتے
نکل آئی ہین اپنی ہڈیان تک

وہ کیا بگڑے مری تقدیر بگڑی
بنے نا مہربان کچھ مہربان تک

گیا ہے قاصد اُس بت کی خبر کو
خدا ہی پھیر کر لائے یہان تک

نہ پوچھے یہ کوئی آئے کدھر تم
کسی کو جا کے ہو آنا وہان تک

کمال آج اُٹھ گئے خود ہی وہ صد شکر
نہ حرف شکوہ آیا تھا زبان تک

ردیف کاف فارسی

مجھ سے یون رہتا ہی میرا دل ناشاد الگ
جس طرح دامن تاثیر سے فریاد الگ

بیخودی دیکھ جو قابو مین نہین دل میرا
مجھ سے رہتا ہی وہ شوخ ستم ایجاد الگ

کہین لگتا نہین گلشن مین تیا بلبل کا
باغبان دیکھ الگ پھرتا ہی صیاد الگ

لاکھ ڈھونڈھین وہ شب وصل مین پہلو فراق
اُنکے پہلو سے نہ ہو گا دل ناشاد الگ

سخت جانی مری بڑھ بڑھکے یہ بولی دم قتل
کہ ذرا ہم سے رہے خنجر جلاد الگ

ہچکیاں دیتی ہین آکر مجھے مژدہ شب ہجر
اُن کے دلسے نہین ہوتی ہی تری یاد الگ

عشق شیرین مین جدا کوہکنی کرتا ہے
سر کو دیوارون سے ٹکراتا ہی فرہاد الگ

ہائے پڑجائین شب وصل مین بھی یہ جھگڑے
تم الگ روٹھکے بیٹھو دل ناشاد الگ

پوچھتے ہین وہ زبان دیکھے ہماری منھ مین
کب سے رہتی ہی اثر سے تری فریاد الگ

شان ہی تم مین بتو بندہ نوازی کی بھی
ہم نے دیکھا اثر حسن خداداد الگ

بزم دشمن سے اُٹھا لیگئی آخر دیکھو
آج اُس بھولنے والیکو مری یاد الگ

اُس کو کھنچنے مین اگر لطف نہین ملتا ہے
حلق بسمل سے ہی کیون خنجر جلاد الگ

توڑنا اُٹھکے وہ مجھپر ستم اُس بت کا کمال
اور پھر بیٹھکے سننا مری روداد الگ

ردیف لام

آتے ہین لیگئے تھے جو صبر و قرار دل
بڑھ بڑھکے دے رہا ہی خبر اضطرار دل

اک ڈھیر ہے جو سینہ مین گرد ملال کا
ہم مردہ دل سمجھتے ہین اُسکو مزار دل

اُٹھ اُٹھکے بیٹھ جاتا ہی جو کوئے یار مین
وہ خاک مین ملے ہوونکا ہی غبار دل

وہ چٹکیان لیا کیئے اور اسنے اُف نکی
اللہ رے تحمل و صبر و قرار دل

مجمع تھا حسرتون کا اُمیدونکا تھا ہجوم
آباد تھا حسینون سے جبتک دیار دل

لو پھر اُدھر سے تیر چلے جتونین لڑین
لو پھر ستم ہوا کہ بڑھا اضطرار دل

جوڑا وہ کھولے رہتے ہین کیون کھلگیا سبب
رہتی ہے اُنکی زلف سیہ سوگوار دل

نیچی نگہ نے خاک مین ہمکو ملا دیا
بس ابتو صاف ہو کے نکالو غبار دل

حسرت یہ ہی کسی سے مین بوسہ طلب کرون
مجھ سے ہو اک ادا سے کوئی خواستگار دل

ثابت قدم وفا مین رہا ہے دم جفا
جب خاک مین ملا تو بڑھا ہی وقار دل

دل پر جو ہاتھ رکھکے کسی نے اُٹھا لیا
پھر تو نہ پوچھیئے قلق و اضطرار دل

سب کچھ گیا کسیکی محبت مین دلکے ساتھ
پہلو وفا کا صبر کی خو اعتبارِ دل

دیکھا شکیب و صبر و تحمل کو اِسکمال
ٹھہرا فراق مین نہ کوئی غمگسارِ دل

چراغ و شمع نہ پھولونکے ہار کے قابل
ہماری قبر ہے شبہائے تار کے قابل

کہان کا طول شبِ انتظار نے کھینچا
کہ آنکھین ہی نہ رہین انتظار کے قابل

دعائے وصل صنم کی تو یہ صدا آئی
نہین اجابتِ پروردگار کے قابل

صبا جب آئی بس اک مشتِ خاک ڈالگئی
یہی سکھے پھول ہمارے مزار کے قابل

نہ آؤ کھولکے جوڑا ہمارے مدفن پر
بھلا یہ بال ہین گرد و غبار کے قابل

نہ درگزر ئے پس قتل آپ اُس سے بھی
جو امتحان ہو اب جان نثار کے قابل

ملی نہ کنج لحد مین بھی ہمکو دفن کے بعد
جگہ سکونِ دلِ بیقرار کے قابل

اِدھر ہجوم تمنا اُدھر ہے جوشِ حیا
نہین یہ وصل کے بوسے شمار کے قابل

پڑے ہوئے مری گردن مین طوق آہن ہین
گلا ہی یار کا پھولون کے ہار کے قابل

بعید کیا ہے جو دل لیکے پھیر لو تم آنکھ
نگاہِ مہر نہین اعتبار کے قابل

شگفتہ غنچۂ امید ہو گا یاس مین کیا
رہا نہ اپنا گلستان بہار کے قابل

کبھی اِدھر کوئی محشر خرام آ نکلے
یہ ٹھوکرین ہین ہمارے مزار کے قابل

کرم خدا کا جو ہے بیحساب اسی سے کمال
گناہ اپنے نہین ہین شمار کے قابل

گرم ہے مشغلۂ نالۂ شبگیر مین دل
خاک اُڑاتا ہی بہت کوچۂ تاثیر مین دل

تا دمِ مرگ نہ جسکا کوئی نکلا ارمان ہ
وہ اُتارا تھا خدا نے مری تقدیر مین دل

دیکھیئے رہتی ہے قاصد کی کمر بھی کہ نہین
ساتھ جاتا ہی لپٹ کر مری تحریر مین دل

دونون کا دونون سے مشکل ہی جدا ہو جانا
دلمین ہے تیر ترا اور ترے تیر مین دل

ہجر کی رات عجب لطف سے کٹتی ہی کمال
اُسکی تصویر نگاہون مین ہے تصویر مین دل

نہ پوچھیے شبِ فرقت کی بیکسی کا حال
نہ آیا پوچھنے جھوٹون کوئی کسی کا حال

مین کیا بیان کرون آپسے تڑپ دلکی
نہ مجھسے پوچھیے فرقت کی بیکلی کا حال

جو دلکو لیتے ہین دیتے نہین تسلی تک
یہ ہو گیا ہے حسینونکی دلبری کا حال

بہم عدو تھے شبِ وصل شمع و پروانہ
کھلا نہ کچھ ہمین انکی جلی کٹی کا حال

یہ کہکے مجھسے روانہ ہوا دلِ بیتاب
کسی سے جاتا ہون کہنے کو آپ ہی کا حال

نگاہ پھرنے لگی اُسکی بے سبب مجھسے
یہ ہو گیا ہے مقدر تری کجی کا حال

نہ انتظار کرو تم مرے بلانے کا
خود آکے دیکھلو اس دلکی بیخودی کا حال

شبِ وصال مین ہنستی ہین دیکھ دیکھکے آپ
ہم اپنے رونیکی حالت سے ہی ہنسی کا حال

گلے لگاکے کسی دلربا کا یہ کہنا
کہو خدا کے لیئے کچھ تو اپنے جی کا حال

شکیب و صبر و قرار و تحمل آئے نہ کام
کھلا فراق مین یارونکی دوستی کا حال

سُنا ہی اُنسے عدو پوچھتا ہے رہ رہکر
کمال آج تری نیکی و بدی کا حال

کسی پردہ نشین پر آگیا دل
بہت ملتا نہین جاتا رہا دل

وفا کی اس سے کیا امید رکھین
بڑا بیدید ہے یہ بیوفا دل

یہ کہنا ملکے تلوؤن سے کسی کا
یہی نازونکا تھا پالا ہوا دل

محبت مین تبونکی وہ ہے پتھر
کہ شیشہ سے بھی نازک تر جو تھا دل

بنائین اور سلجھائین وہ زلفین
بنا آئینہ و شانہ مرا دل

وہ ہمسکو یاد دلوانا کسیکا
یہ کیا بھولے ہوئے ہو کھو گیا دل

عدو کا دوست ہو دشمن ہمارا
یہی امید تھی او بیوفا دل

کوئی کھویا ہوا ایسا نہ ہوگا
اداؤن نے کسیکی کھو دیا دل

کمال اُلفت مین بن بنکر مقدر
کسیکی ٹھوکرین کھایا کیا دل

تمناؤن گھرا حسرت بھرا دل
ملا ہے اسے محبت ہمکو کیا دل

کسی صورت نہین ہوتی جدائی
یہ کہتا ہے کہ ہم کب آشنا تھے
نہ دلجوئی نہ دلداری کی باتین
ملا کس وقت ہم کو وا ے تقدیر
رہائی کی نکلتی راہ کیونکر
کسی سے لیکے اب کھو وُگے کسکو
جدائی مین کسیکی ساتھ چھوڑا

کچھ ایسا اُن کے دل سے ملگیا دل
اِدھر تو دیکھ او نا آشنا دل
یوہین لیتے ہین کیا او دلربا دل
محبت خاک مین جب ملگیا دل
مقید کوچۂ گیسو مین تھا دل
چلو جاتا رہا جاتا رہا دل
چلا ہے کس طرف او بیوفا دل

رسائی کیا وہان غیرونکی ہوگی
رسا جب اے کمال اپنا ہوا دل

ردیف میم

دلمین عبث کسی کے تصور کو لائین ہم
ہر وقت بیٹھا جاتا ہے دل ای رسول پاک
خالی نہ کوئی دم ہو محمدؐ کی یاد سے
کوئی گھڑی سے ہٹے نہ تصور حبیب کا
ہم رکھین خواب مین بھی خیال رسول پاک
دلکش ہین ایسے گلشن نعت نبی کے پھول

آنکھین رُخ حبیب خدا سے لڑائین ہم
کبتک تمہارے ہجر کے صدمے اُٹھائین ہم
اس شوق اس خیال کو حد سے بڑھائین ہم
یون اپنے دل مین عشق کا نقشہ جمائین ہم
اس طرح بخت خفتہ کو اپنے جگائین ہم
آنکھون سے صورت گل بازی اُٹھائین ہم

عشق حبیب اپنا عقیدہ ہے اے کمال
سب کو اُسی کی یاد مین بس بھولجائین ہم

تجھے کیون بھیجنے کو تھے اُدھر ہم
دعائین میری کہتی ہین فلک سے
وہ چھپکر رات کو نکلین تو گھر سے
خفا ہوکر جو دیتے گالیان وہ

کہین کیا تجھ سے او بیغامبر ہم
کہ تجھ سے مانگتے ہین کچھ اثر ہم
کھڑے ہو جائین گے منھ موڑ کر ہم
نہ بوسہ مانگتے بار دگر ہم

کہین خنجر تو پوشیدہ نہین ہی
ٹٹولین پہلے قاتل کی کمر ہم

نہین بھرتے ہمارے زخم خندان
علاج اسکا کرین کیا چارہ گر ہم

لگا کر ٹھوکرین اُس بت کا کہنا
کہ لے آئے ہین تیری قبر پر ہم

کہا قاتل سے یہ دل نے تڑپکر
کہان تک کھائین گے تیر نظر ہم

وہ اُن کا نزع مین آکر یہ کہنا
کہ تیرے حال سے تھے بیخبر ہم

یہ دل مین آگیا انداز اُن کا
ذرا سی بات مین ہوتا ہے برہم

کچھ اُن سے پوچھ کر حال شب وصل
ذرا چھیڑین گے ہنگام سحر ہم

وہ بولے دیکھکر دل کی تڑپ کو
کہو تو ہاتھ رکھدین سینہ پر ہم

کمال اپنا دل اُن کو دے ہی بیٹھے
نہ سمجھے جان کا کچھ بھی ضرر ہم

ردیف نون

یہ مانا وہ ستم کرکے ستمگر ہوتے جاتے ہین
دل عشاق بھی پتھر سے پتھر ہوتے جاتے ہین

سوال وصل پر چین بر جبین ہونا بگڑ جانا
الٰہی خیر کرنا تیز خنجر ہوتے جاتے ہین

گمان برق ہوتا ہے کبھی سیماب کا دھوکا
عیان دل کی تڑپ کے خوب جوہر ہوتے جاتے ہین

دل نازک ہمارا اور اُٹھائے وہ جفا اُنکی
جو آئینے تھے وہ اُلفت مین پتھر ہوتے جاتے ہین

کبھی ہم بھی نگہبانی کرینگے آپکے در کی
یہ سب نکلین گے جو دربان مقرر ہوتے جاتے ہین

ہماری سخت جانی کے ہین قائل دیدۂ جوہر
نہین یہ تیز ہوتے کند خنجر ہوتے جاتے ہین

جگہ پہلو مین ہمکو دیکے دل مین چٹکیان لینا
وہ پردے مین عنایت کے ستمگر ہوتے جاتے ہین

بہت نازک ہی دل اپنا مقرر ٹوٹ جائیگا
جواب سخت اُس ظالم کے پتھر ہوتے جاتے ہین

کمال اپنی پریشانی تماشا گاہ حیرت ہے
وہ شکل آئینہ حیران و ششدر ہوتے جاتے ہین

اپنے پاس اُنکو تصور مین بلا لیتا ہون
جو گذر جاتی ہے دل پر وہ سنا لیتا ہون

بھول جانے کی جو کی اُسنے شکایت تو کہا
مین خبر آپ کی غیرون سے منگا لیتا ہون

اس قدر دل مین سمایا ہی ترا شوق وصال
خط جو آتا ہے تو آنکھون سے لگا لیتا ہون

مین جو جاتا ہون وہان حکم نہین آنے کا
وہ جب آتے ہین یہان گھر مین بلا لیتا ہون

دل بھر آتا ہی ترے لطف جو یاد آتے ہین
بیٹھکر آنکھ سے چند اشک بہا لیتا ہون

مجھ سے اگر وہ تصویر مین نہین کھنچ سکتے
بے اجازت اُنھین سینے سے لگا لیتا ہون

آرزو دلکی نکلجاتی ہی یون بھی شب وصل
روٹھ جاتے ہین وہ مجھ سے تو منا لیتا ہون

اس تمنا مین کہ وہ ہنسکے ہنسا دین مجکو
وصل مین شکل مین رونیکی بنا لیتا ہون

دوست دشمن کی تمیز اُٹھ گئی الفت مین کمال
جو سُنے بیٹھ کے درد اُسکو سنا لیتا ہون

نہ پوچھو کیون وہ مرا دل دُکھائے جاتے ہین
فلک ستائے ہمیشہ ستائے جاتے ہین

عجیب لطف ہی روٹھے ہوؤنکی منت مین
منین وہ یا نہ منین ہم منائے جاتے ہین

جنون سے ہجر مین جو بچ رہی تھی دامن و جیب
اب اُنکے وصل مین ٹکڑے اُڑائے جاتے ہین

وہ تنگ دل ہون نہین ایک کی بھی گنجایش
مگر ہزارون ہی ارمان پائے جاتے ہین

یہ دیکھ لین کہ نکلتا ہے دم مرا کیونکر
وہ اسلیئے دم رحلت بلائے جاتے ہین

تم اپنے اُترے ہوئے ہار بھیجتے ہو کہان
یہ پھول کسکی لحد پر چڑھائے جاتے ہین

یہ بے سبب نہین دلکی تڑپ کی شدت آج
وہ خود ہی آتے ہین یا ہم بلائے جاتے ہین

کچھ اشک گرم بہا کر کچھ آہین کھینچکے سرد
لگی بجھے نہ بجھے ہم بجھائے جاتے ہین

بل ابروؤن مین ہی تیغ اُنکے ہاتھ مین دم قتل
نگاہ پھیرے ہوئے مسکرائے جاتے ہین

ہماری لاش کو کوچہ مین اپنے گڑوانا
جگہ مزار کی اُسکو بتائے جاتے ہین

دکھا دو پھر وہ جھلک پہلے جو دکھائی تھی
ابھی تو ہوش مین ہوش آئے جاتے ہین

سمجھ گیا مین بٹھا کر مرے اُٹھانے کو
رقیب بزم سے اُنکی اُٹھائے جاتے ہین

گئے تھے محفل جانان مین جو بھلے چنگے
کمال سکتے ہوئے ہائے ہائے جاتے ہین

کاش ارمان ہی بنکر کوئی آتا دلمین
رہ نہ جاتی یہ مرے دل کی تمنا دلمین

خیر جاتا ہے نگہ پھیر کے عاشق سی تو جائے
کیا تصور بھی نہ آئے گا کسی کا دلمین

ڈالدینا مری گردن مین کسیدکا یا نہین
اور پھر پوچھنا اب کیا ہے ارادا دلمین

یہ بھی تو مجھ سے نہ جلا دسنے پوچھا دمِ قتل
کوئی رکھتا بھی ہے کمبخت تمنا دلمین

بیٹھ جانا مرے پہلو مین کسی کا اُٹھکر
آہ کے ساتھ ادھر درد کا اُٹھنا دلمین

جانستانی کی سمجھتے ہین ادائین ہم بھی
آئیے شوق سے بن سنکے تمنا دلمین

طول کھتا ہے شبِ ہجر کا ہو گی نہ سحر
کر گزریے اُسے اب جو ہوا ارادا دلمین

یاد ہی آئے کسی کی شبِ تنہائی مین
کہ تڑپتا ہے اک ارمان اکیلا دلمین

سنکے ارمان مرا ناز سے بولا وہ کمال
آپ رہنے دین بس دلکی تمنا دلمین

کیا بتائین وصل کی شب اُنسی کیا کہنے کو ہین
ہمکو کچھ کہنے نہین دیتی حیا کہنے کو ہین

اس محبت کا بُرا ہو عشق کا خانہ خراب
ہمکو وہ اچھا نہین کہتے بُرا کہنے کو ہین

کام آئے گی محبت مین وفاداری نہ کچھ
خاک مین ملنے کو ہم وہ بیوفا کہنے کو ہین

دردِ اُلفت کا مداوا یون بھی ہوتا ہی کہین
پوچھتے تک بھی نہین وہ لادوا کہنے کو ہین

کھینچتا ہون جب مین دلسے تھام لیتی ہین وہ دل
سب مری آہین رسا ہین نارسا کہنے کو ہین

مدعی دشمن سے بڑھکر وہ ہمارے ہو گئے
جب کہا تم سے کچھ اپنا مدعا کہنے کو ہین

اپنی محفل سے وہ یہ کہکر اُٹھاتے ہین مجھے
اب نہ بیٹھو غیر تم کو بیحیا کہنے کو ہین

دل ٹھہرتا ہے نہ جانِ مضطرب لیتی ہی چین
آکے پیغامِ قضا تیرا ادا کہنے کو ہین

دوست تک اپنے نظر آتے ہین دشمن عشق مین
آشنا ناآشنا ہین آشنا کہنے کو ہین

سر سے پا تک اُس صنم مین دیکھکر شانِ خدا
جو نہ قائل تھے وہ منکر اب خدا کہنے کو ہین

حسرتین ارمان دلسے نکلے سب نکلی نہ یہ
یاس کو اب اپنے دلکا مدعا کہنے کو ہین

ہوش مین اُسکے کرشمون نے ہمین رکھا ہمین
شرم بے شرمی کو شوخی کو حیا کہنے کو ہین

جس سے اپنا درد روتے ہین وہ ہنستا ہی کمال

کون ہی ہمدرد سب درد آشنا کہنے کو ہین

جو تجھسے دور ہی تو کون کون پاس نہین
الم نہین کہ ہجوم غم و ہراس نہین

کسیکی دید سے رکھتی ہے ہمکو نا امید
کہین رقیب تو اپنی نگاہ یاس نہین

ہمارے دلکی تمنائین ہین فقط دو ایک
نکال دیجیے کچھ سو نہین پچاس نہین

یہی اٹھاتا ہے دلکو یہی بٹھاتا ہے
سوائے درد جگر اور کوئی پاس نہین

وہ ہمکو ہوش مین لاکر یہ پوچھنا انکا
بجا ہوئے ترے ہوش اب تو بیحواس نہین

چھپائے ہی تن عریان کو خاک دشت جنون
بس اس لباس سے بہتر کوئی لباس نہین

نکالے میری تمنائین آکے اس سے ہی یاس
کوئی امید بر آئے کبھی یہ آس نہین

بتون کے حسن مین خالق کی شان کو دیکھو
خدا پرستون مین کوئی خدا شناس نہین

کھنچے ہین دور وہ دل لیکے ہم ہین اب مجبور
کہ اختیار تھا جس پر وہ اپنے پاس نہین

بنانے کو انھین اپنا بنا ہون بیگانہ
حواس کی ہین یہ باتین مین بیحواس نہین

نگاہ شمع کی ہی پر ہے شمع پر اپنی
وہ کون ہے شب فرقت مین جو اداس نہین

کھنچے ہین دور وہ الفت مین کسقدر ہمسے
خیال مین بھی جو دیکھا تو اپنے پاس نہین

ہزار درد محبت کا بڑھتا جاتا ہے
کمال تھامے ہین دلکو ذرا ہراس نہین

وہ دیکھنے ہمین آئے ہین کب جب آخر ہین
نگاہین کہتی ہین مل لو کہ یہ مسافر ہین

بلا بلاکے رقیبون کو کیون بٹھاتے ہو
اٹھا دو بزم سے ہمکو جو بار خاطر ہین

وہ چاہے آئین یہان خواہ لوٹے پھر جائین
کہ الٹی سانس یہ کہتی ہے ہم اب آخر ہین

تلاش یار مین اک ہم ہین اک دل بیتاب
جنھین سفر ہی مین گزری یہ دو مسافر ہین

اگر یہی ہے نزاکت ہمین بھلائے رہین
وہ یاد مین بھی نہ لائین جو بار خاطر ہین

کہا کسی نے نہ اس بیوفا سے نزع کیوقت
کہ اور بیٹھیے دم بھر بس اب یہ آخر ہین

ستم ہزار اٹھائے مگر نہ اف کی ہے
کمال ضبط ہے شاکی ہم ایسے صابر ہین

آپ بدنام کرین جسکو وہ رسوا مین ہون — آپ فرمائین برا جسکو وہ اچھا مین ہون
آئنہ تاک مری حیرت کا تماشائی ہے — یار محفل مین تری طرفہ تماشا مین ہون
ہائے وہ شرم سے کہنا یہ کسیکا شب وصل — آؤ سینے سے لپٹ جاؤ کہ تنہا مین ہون
آکے وہ ناز سے کہتے ہین مری میت پر — ایک ٹھوکر سے جلاؤنگا مسیحا مین ہون
جسکو ہم اپنا سمجھتے ہین یہ ہے قول اسکا — مجھسے تم بچکے چلو غیر کا سایا مین ہون
جسطرف سے یہ پھرین پھر گئی اس سے تقدیر — یار آنکھون کا تری دیکھنے والا مین ہون
غیر سے ملکے مری جان کے وہ خواہان ہین — کہتے ہین دلمین جگہ دو کہ تمنا مین ہون
مجھسے کہتے ہین الٹ کر رخ روشن سے نقاب — خاک کرنے کو ترے برق تجلا مین ہون
غیر مرتا ہے وہ اب سوگ مین بیٹھین گے ضرور — داغ کیا کیا نہ اٹھاؤنگا جو زندا مین ہون
دونون مشہور ہین یکسان نہ کوئی کم نہ زیاد — فرد تم حسن مین ہو عشق مین یکتا مین ہون

دل یہ کہتا ہے نکلجاؤنگا پہلو سے کمال
اب سمجھیے مجھے پیکان کسی کا مین ہون

کچھ فائدہ بھی شکوۂ بیداد کیا کرین — فریادرس ہی جب نہین فریاد کیا کرین
کیا کیا بھلا رہے ہین نہین بھولتا انھین — اے دل بتا وہ اور مجھے یاد کیا کرین
کہتے ہین سچ تو یہ ہے کہ اب ہم نہ آئینگے — جھوٹی تسلیون سے تمہین شاد کیا کرین
اپنی تلاش مین تو پھراتے ہین کو بکو — وہ اور مجھ تباہ کو برباد کیا کرین
نکلے نہ وقت قتل بھی کچھ آرزوے دل — ارمان پوچھتا نہین جلاد کیا کرین
مژدہ وصال دوست کا پیغام مرگ ہے — قاصد سنا کے دلکو مرے شاد کیا کرین
بھولے ہوئے ہین آپ کو اپنی خبر نہین — پھر اور ہم کسی کو بھلا یاد کیا کرین
آراستہ ہو خاک اجڑکر مکان دل — برباد کر چکے ہین وہ آباد کیا کرین
کہتی ہے یہ اسیر قفس ہوکے عندلیب — پھنس جائین جب تو شکوۂ صیاد کیا کرین
لیتے ہین کام صبر سے دل پر ہے اختیار — عادت نہو فغان کی تو فریاد کیا کرین
عاشق کو قتل کرتی ہون ناز و ادا سے جب — شمشیر و تیغ باندھکے جلاد کیا کرین

کی اُن سے بھولنے کی شکایت تو یہ کہا　　جب تم نہ یاد آؤ تو ہم یاد کیا کرین

انداز اب ستم کا یہ سیکھے ہین اے کمال
کس لطف سے وہ کہتے ہین بیداد کیا کرین

چٹکیان بھی دل شیدا مین لئیے جاتے ہین　　بیقراری کو بھی الزام دیئے جاتے ہین
جب کہا دل سے مجھے چھوڑ چلا وہ بولا　　پھیر کر منھ یوہین خود مطلبیئے جاتے ہین
سخت جانی مری کہتی ہے خدا خیر کرے　　حلق پر تیز وہ خنجر کو کیئے جاتے ہین
جامِ مے غیرون کو پیہم دیئے جا تو ساقی　　ہم فقط خون جگر ہی کا پیئے جاتے ہین
اُنکے خنجر سے یہ کہدے کوئی حسرت والے　　کب سے امیدِ شہادت مین جیئے جاتے ہین
درد کہتا ہے شبِ ہجر یہ دل مین اُٹھکر　　آج تو آپ بہت صبر کیئے جاتے ہین

راحت و عیش ہین اغیار کی قسمت مین کمال
رنج و غم جتنے ہین یارون کو دیئے جاتے ہین

رہتا ہے جو بیہوش وہ دیوانہ نہین ہون　　جلتا جو ہے بے شمع وہ پروانہ نہین ہون
اُس زلف پریشان مین یہ کہتا ہی مرا دل　　اُلجھن سے نکلتا نہین جو شانہ نہین ہون
کہتی ہے حسینون کو جگہ دیکے مری آنکھ　　جو دید کے قابل ہے وہ کاشانہ نہین ہون
غافل اُسے کرتی ہے مری بیخودیِ شوق　　ہشیار جو سب مین ہی وہ دیوانہ نہین ہون
محفل مین جلاتی ہین پتنگون کو تو شمعین　　جلتا ہے جو بے شمع وہ پروانہ نہین ہون
سب جسکی ہین دشمن کوئی عالم مین نہین دوست　　آفاق مین وہ عاشق جانانہ نہین ہون
کہتا ہے تری زلفِ پریشان کا یہ سودا　　جو گھر ہے تباہی کا وہ افسانہ نہین ہون
خوبون مین جو غافل ہی وہ ذی ہوش نہین ہو　　عشاق مین عاقل ہے جو دیوانہ نہین ہون
ساقی کا تجسس ہی مجھے خاک بھی ہوکر　　گردش مین جو رہتا ہی وہ پیمانہ نہین ہون
پروانے تھے جلنے وہ گرے شمع پہ آکر　　اک شمعِ رُخِ یار کا پروانہ نہین ہون
جو سارے حسینون مین یگانہ ہی وہ تو ہی　　جو سارے زمانے سے ہی بیگانہ نہین ہون
گل چاک گریبان ہین تو بلبل ہی فغان کش　　ہے جسکی روش اور وہ دیوانہ نہین ہون

بیگانہ کمال اُسکی محبت مین ہے سب
غیرون کا تو کیا ذکر جب اپنا نہین ہین

رد ٹھیرے پھر کہکے پیغامِ وصال اچھا نہین
پھر مناؤن کہکے ہان میرا سوال اچھا نہین

نزع مین کہنا کسی کا آکے آنکھین کھولدو
بند آنکھین کیون کیئے ہو یہ خیال اچھا نہین

دیکھتے ہی اُن کو نورِ چشم زائل ہوگیا
دیکھ یہ اندھیر اے برقِ جمال اچھا نہین

مین یہ کہتا ہون مجھے دو ایک بوسے دیجئے
وہ یہ کہتے ہین کہ ہٹ بھی یہ سوال اچھا نہین

پوچھتا ہون جب بتون سے عشق کا انجام کار
خامشی اُنکی یہ کہتی ہے مآل اچھا نہین

بیٹھ بھی اے درد کیون اُٹھتا ہی دلمین بار بار
وہ اِدھر آئین گے تیرا احتمال اچھا نہین

مار ڈالا ہجر مین بے موت یارون نے مجھے
کہدیا اُن سے مریضِ غم کا حال اچھا نہین

مٹ گیا تو مٹ گیا کوئی تمہارے عشق مین
ہاتھ کیون ملتے ہو تم اُسکا ملال اچھا نہین

گالیان خود کھائین مین نے تم ہو شرمندہ عبث
منفعل مین ہون تمہارا انفعال اچھا نہین

ہجر کی شب وہ بھی ہون بیچین میری یاد مین
تو بھلا دے اُسکو اے دل یہ خیال اچھا نہین

جب کہا مین نے تمہین دل لیکے ہو بولے وہ
ہوش مین آؤ ذرا یہ احتمال اچھا نہین

دیکھکر مجکو وہ کہتے ہین بتا کہتا ہے کیا
جو ہو صورت ہی سے ظاہر وہ سوال اچھا نہین

اُسنے جب پوچھا گلے لپٹا کے کیسے ہو کمال
آہ اک بھر کر کہا مین نے کہ حال اچھا نہین

فرقت مین ضبط سا بھی کوئی ہمنفس نہین
یون چپ کیا کہ آہ کی دلمین ہوس نہین

کس طرح ہاتھ اُسکے گریبان مین ڈالدین
کیا کیجیے کہ وحشتِ دل دسترس نہین

صیاد کو سنائیگا کیا ماجرائے باغ
گویا تری زبان ہی مرغِ قفس نہین

ہمکو ملا کے خاک مین کیا قصد ہے ترا
اے چرخ اور کوئی تو دلمین ہوس نہین

کس طرح پھر قدم سوئے محمل بڑھائے قیس
جب دل بڑھانیوالی صدائے جرس نہین

ہم جان بھی تڑپکے جو دیدین کسیکو کیا
کوئی فلک ستائیگا فریاد رس نہین

شوقِ چمن ہی چھوٹنے کی اب نکالے راہ
سب بند ہین کھلا کوئی چاکِ قفس نہین

دم رُک رُک کے سینے مین کہین قصہ کرے تمام
یہ تنگی نفس بھی مری ہمنفس نہین

تم ہاتھ خود گلے مین شبِ وصل ڈالدو
سبقت کرے یہ طاقتِ دستِ ہوس نہین

جی کھولکر تڑپ بھی نہین سکتے ہم اسیر
قابل بیان کے تنگیِ کنجِ قفس نہین

کیا مختصر وصال کی شب ہے یہ اے کمال
ارمان ایک دل کا جو نکلا تو دس نہین

رہے یہ ایک روش پر قرار بھی تو نہین
نگاہِ یار کا کچھ اعتبار بھی تو نہین

صبا چڑھا گئی دو پھول قبر پر تو کیا
کسی کا اُترا ہوا کوئی ہار بھی تو نہین

لپٹ کے مین نے لیے ہین جو وصل مین بوسے
حساب کیا وہ کرینگے شمار بھی تو نہین

اُسی کی یاس سے مجھے دیکھکر کچھ آتا صبر
مری طرح کوئی امیدوار بھی تو نہین

بتاؤ کون دلِ بیقرار کو تھامے
فراقِ یار مین صبر و قرار بھی تو نہین

لبون پر آکے ٹھہر جائے کیا ضرور ہے یہ
نکلتے دم کا کوئی اعتبار بھی تو نہین

پھری جو آنکھ تری ہم سے اک زمانہ پھرا
رفیق گردشِ لیل و نہار بھی تو نہین

اسیرِ کنجِ قفس ہون شگفتہ دل کیونکر ہو
خیالِ آمدِ فصلِ بہار بھی تو نہین

شرابِ عشق کا ہم نے عجب اثر دیکھا
سرور کہتے ہین کسکو خمار بھی تو نہین

ہم اسکی گردشِ بیجا کو کیا پسند کرین
یہ بختِ کج نگہِ چشمِ یار بھی تو نہین

صبا اِدھر سے اُدھر آکے کیا کرین بس مرگ
کسے بجھائین چراغِ مزار بھی تو نہین

سفید ہون مری آنکھین توکس توقع پر
اُمیدِ صبحِ شبِ انتظار بھی تو نہین

گرائے گا یہ ہمین راہ مین کہ منزل پر
کمال ضعف کا کچھ اعتبار بھی تو نہین

وہ وحشتِ دل سنکے پریشان بہت ہین
ہم اُن سے بیان کرکے پشیمان بہت ہین

یاد آتا ہے کہنا یہ کسی کا ہمین کیا کیا
کچھ یاد ہین تجھ پر مرے احسان بہت ہین

پھر دامن اُٹھاکر اُسی انداز سے چلنا
تم پر ابھی چھٹنے کو گریبان بہت ہین

دیوانون کی وحشت کا علاج اُسنے بتایا
خاک اور اُڑائین کہ بیابان بہت ہین

تم ظلم و ستم کرکے خجل ہوتے ہو بیجا / ہم دل تمہین خود دیکھے پشیمان بہت ہین

بہلاتے ہین جی رنج و غم و درد سے کیا کیا / فرقت مین اکیلے نہین مہمان بہت ہین

پی سب نے تو مے ہمنے پیئے خون کے ساغر / ساقیِ فراموش پر احسان بہت ہین

کھینچے ہوئے ہین تیغ نگہ خنجر ابرو / اک جان مری قتل کے سامان بہت ہین

صدقے تری باتون کے ذرا پھر تو یہ کہنا / جو دل ہمین دیتے ہین وہ نادان بہت ہین

اُلجھن کسی صورت سے بہلنے نہین دیتی / ہم اپنی طبیعت سے پریشان بہت ہین

کیا صبحِ شبِ وصل اسی شغل مین ہوگی / کب تک وہ مٹائینگے کہ ارمان بہت ہین

کیا اُن سے کوئی شکوہ کرون جور و ستم کا / کہتی ہین نگاہین کہ پشیمان بہت ہین

دل ایک کمال آرزوئین ہمین ہزارون / ہر ایک سے ہے اُسکے لیئے سامان بہت ہین

آجائے کوئی سُنکے تمنا مرے دل مین / پھر ڈھونڈھے نکل جانیکا رستا مری دلمین

اتنی سے ہے خبر یار کی آمد ہوئی جس دم / اک ہوک سی اک درد سا اُٹھا مری دلمین

جو آپ مین مجھ مین ہون وہ خلوت مین معین ہین / دم بھر کو چلے آیئے تنہا مری دلمین

اچھا کوئی بیدرد نہین درد ہی اُسکا / پیکان تو رہتا ہے کسی کا مری دلمین

حسرت ہے نہ امید تمنا ہے نہ ارمان / آخر کوئی کسطرح پھر آیا مری دلمین

کہتا ہون کہ سینے سے لپٹ جایئے آکر / اس وقت ہی کچھ اور ارادا مری دلمین

باتون سے عیان ہی مری آنکھون سے ہی ظاہر / کیا پوچھتے ہو کیا ہے تمنا مری دلمین

یہ شغل رہا کرتا ہے فرقت مین برابر / بند آنکھ جو کی تو نظر آیا مری دلمین

ٹک دیکھ تو لے میرے تڑپنے کا تماشا / تو درد ہی بنکر کبھی آجا مری دلمین

گلگشت کو جاتا ہی وہ گل غیر کے ہمراہ / دن رات کھٹکتا ہے یہ کانٹا مری دلمین

ہان ظلم و ستم تو کہ مین خوش ہون اسی مین / بیدرد بہت کچھ ہی تری جا مری دلمین

جانا تھا مرے دل سے نکلکر تمہین اسطرح / ارمان بھی رہتا نہ تمہارا مری دلمین

دیکھا یہ کمال اُٹھ گئے غفلت کے جو پردے

پنہان تھا مرے یار کا جلوا مرے دلمین

وہ بگڑی زلفون کو اپنی بنا کے آتے ہین
بگاڑ میرے مقدر کے جا کے آتے ہین

رہے گا یا دیہ احسان بھی کہ آپ یہان
خیال غیر کو دل سے بھلا کے آتے ہین

نکل کے سینہ سے کہتا ہی یہ دل بیتاب
ہم اب کہین تہ ہی قابو مین جا کے آتے ہین

جو آتے ہین اک ادا سے اُٹھائی دامن کو
کسی کو خاک مین شاید ملا کے آتے ہین

ستم یہ ہے وہ دُکھاتا ہے دل مرا جسکو
ستم کے ڈھب نہ طریق جفا کے آتے ہین

جگر کو تھامے ہوئے اور دل سنبھالی ہوئے
وہ سننے والے ہماری دعا کے آتے ہین

کسی کے دل مین جو آتے ہین آرزو بنکر
ہجوم رنج والم کو ہٹا کے آتے ہین

ہم آہین گرم جو کھینچین وہ شاد ہو کے کہین
عجیب سرد یہ جھونکے ہوا کے آتے ہین

اب اور جتنی اُمیدین ہون دلمین آ جائین
مٹانے والے مرے مدعا کے آتے ہین

کہا یہ دم نے نکلکر کسیکی آنکھون سے
جو بیوفا ہین کہین وہ بھی جا کے آتے ہین

جو آتے ہین شب وعدہ تو دل نہین ملتا
وہ شاید آنکھ عدو سے ملا کے آتے ہین

مین پوچھ لیتا ہون اُنکے مزاج برہم کو
جو اتفاق سے جھونکے صبا کے آتے ہین

فراق یار مین کیا آئے گی ادا سے کمال
کہ ناز میری قضا کو بلا کے آتے ہین

ناز و ادا ہین طرفہ بت لاجواب مین
شوخی مین ہی جو شرم تو شوخی حجاب مین

بیٹھے بٹھائے آئی جو شامت تو خط شوق
قاصد کو دیکے بھیج دیا اضطراب مین

گن گنکے تمنے وصل مین بوسہ دیئے نہ کیون
کچھ بھول چوک ہو گئی آخر حساب مین

کیون ہمنے اُسکی زلفون مین دلکو پھنسا دیا
جان اپنی پڑ گئی ہی عجب پیچ و تاب مین

مین بوسہ مانگتا ہون وہ دیتے ہین گالیان
کیا لطف اُٹھ رہے ہین سوال و جواب مین

بیمثل ہے وہ مثل نہین اُس حسین کا
ناز و ادا و شوخی و شرم و حجاب مین

ناشاد کہکے شاد کرو شوق سے مجھے
یہ لفظ بھی ضرور رہو میرے خطاب مین

رُخ پر جو زلفین ڈالے ہین وہ چھپ رہا ہی نور
سو بجلیان چمک رہی ہین اک سحاب مین

جوبن وہ محرم آب روان کی دکھاتی ہے — لہرا رہا ہے حسن کا دریا حباب مین
سفاک خون دل مین جو نکلا ہے ڈوبکر — کیا فرق تیرے تیر مین تیرِ شہاب مین
اللہ ری نازکی کہ وہ سوتے سے چونک اُٹھی — زلفون کو اُن کی ہاتھ لگایا جو خواب مین
بیخود وہ ہون کہ چشمِ بصیرت اگر ملے — ہفت آسمان کی سیر کرون اک حباب مین

بچتا ہے دل لگا کے کسی سے یہ ہم کمال
توبہ کرین گے عشق بتان سے شباب مین

تڑپے تو شب کو پہم دل ہجر دلربا مین — آتا نہین ہے دیکھین کیونکر اثر دعا مین
جو دل کو لے گیا ہے اُسکا یہی پتا ہے — شرمائی چتونین ہین شوخی بھری ادا مین
تصویر اپنی اُن کو کھنچوا کے بھیجدی ہے — معلوم ہو اُنھین بھی ہم مٹ گئے وفا مین
پوچھو نہ حسرت دل ہرگز نہ ہم کہین گے — آتی ہے شرم ہمکو اظہارِ مدعا مین
شوخی سے کوئی دلبر کہتا ہی دل دُکھا کر — ملتا ہے لطف اکثر تجکو مری جفا مین
دم توڑنے مین ہرگز اتنی نہ دیر ہوتی — اُنکی ادائین بھی ہین شامل مری قضا مین
جا کر ذرا چمن مین شمشاد سے اکڑتا — سو بانکپن دکھاتا مہ ایک اک ادا مین
پہلو مین آج اپنے وہ مستِ ناز بھی ہر — دلبر کو ہم سنبھالین یا اپنے دلکو تھا مین
کیا وصل مین کسی کی ہم پر عنایتین ہین — لاکھون رسائیان ہین اک طالع رسا مین
اک ہاتھ ہے بغل مین اک ہاتھ میرے دلپر — احباب لیچلے ہین یون کوئے دلربا مین

ظاہر کی دوستی پر نازان کمال کیون ہو
ہرگز نہین وفا کی بو یار بیوفا مین

نہین کچھ شبہ ہمین آپ ہنسی دل سے ملتے ہین — اگر سچ پوچھیے تو دل بہت مشکل سے ملتے ہین
کھنچے رہتے تھی جو ہمسے وہ خود کہتے ہین یہ آکر — مزے ملنے کے جذب عاشق کامل سے ملتے ہین
یہان افکار کی کثرت وہان اغیار کا مجمع — مری محفل کے کچھ رنگ آپکی محفل سے ملتے ہین
سر و تن کی جدائی کی شہادت اس سے لینا ہے — گلے ہم اس غرض سے خنجر قاتل سے ملتے ہین
نہوتا جستجو مین یار کی مین یون کبھی خودگم — اگر اتنا وہ کہجاتا کہ ہم مشکل سے ملتے ہین

تسلی کوئی دینے کو مقرر آج آتا ہے
سراغ اسکے ہماری اضطراب دل سے ملتے ہین

ہمیشہ کشتۂ تیغ ستم ہوتے ہین کچھ عاشق
جنازے روز آتے کوچۂ قاتل سے ملتے ہین

دعائے مرگ ہم مانگین یہ سنکر کون خوش ہوگا
کہ آمین کہنے والے بھی بڑی مشکل سے ملتے ہین

کمال اک روز نکلینگی مقرر حسرتین دل کی
یہ لطف اکثر وہ اپنے عاشق بیدل سے ملتے ہین

وہ ڈالے ابروون پر بل جو قاتل بنکے بیٹھے ہین
تو لو سینہ سپر ہو ہم بھی تنکے بیٹھے ہین

منانا ہے کسے کرتا ہے کسکی منتین اے دل
کبھی وہ روٹھکر ہمسے مین تیری منکے بیٹھے ہین

الٹ بھی دی کہین پردیکو وہ پردہ نشین اٹھکر
کہ ہم تھامے ہوئے دل سامنے چلمن کے بیٹھے ہین

دکھا وہ زور اے وحشت کہ اٹھکر قید کو توڑین
یہ ہم پہنے ہوئے زنجیر و طوق آہن کے بیٹھے ہین

قدم رکھا ہے اے محمل نشین جب دشت مجنون مین
ہم آندھی ہو گئے اٹھے ہین بگولا بن کے بیٹھے ہین

کسیکا ہائے پڑھکر فاتحہ یہ کہکے اٹھ جانا
خبر تمکو نہین ہم متصل مدفن کے بیٹھے ہین

اٹھاکر آنکھ دیکھا تھا ہمین اسکی ندامت سے
نگہ نیچی کیے وہ سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

ادا کھنچتی ہی اسکی کھیلتی ہے کیون قضا سر پر
خدنگ ناز کا ہم جو نشانہ بن کے بیٹھے ہین

اٹھاتا وہ کمال اور اسکے پہلو سے نہ اٹھ جاتے
مگر مجبور دب جانیسے ہم دامن کے بیٹھے ہین

ایذا بھی راحت دل درد آشنا بھی ہین
چٹکی بھی خوب لیتے ہین وہ دلربا بھی ہین

دوگے اگر نہ بوسہ تو لے لین گے اٹھکے آپ
شرم و حیا بھی رکھتے ہین ہم بیحیا بھی ہین

پی محفل شراب مین مسجد مین توبہ کی
اے شیخ رند ہی نہین ہم پارسا بھی ہین

لپٹا کے ان کو وصل مین ڈھرکے ہین ہجر کو
خوش بھی ہین اور جان سے اپنی خفا بھی ہین

سنکر ہمارا درد وہ کہنا کسی کا ہائے
ہان ہان کچھ اس فسانے سے کان آشنا بھی ہین

یہ دلبری نئی ہے وہ کہتے ہین وصل مین
سیدھی نگاہ پھیر کے ہم کج ادا بھی ہین

جب اس نے سنکے تھام لیا دل تو کہدیا
نالے یہ نارسا ہی نہین ہین رسا بھی ہین

یعنی ستم ستم کی نگاہین بدل گئین
نا آشنا ہی کچھ وہ نہین آشنا بھی ہین

کیسا یہ وصل ہے کہ نہیں کچھ دلوں میں میل
بیٹھے ہیں میرے پاس بھی وہ پھر جدا بھی ہیں

رک رک کے مل رہے ہیں وہ ہمسے شبِ وصال
اندھیر ہے منے بھی ہوئے ہیں خفا بھی ہیں

جھگڑا کہیں سے مٹے وہ مٹا دیں ہمیں کمال
ہم نقشِ مدعا بھی ہیں نقشِ وفا بھی ہیں

مشکلیں خود دلکی بیتابی کی آسان ہوگئیں
کر دئیں اپنی علاجِ دردِ ہجران ہوگئیں

کچھ شبیہیں یار نے کھنچوا کے اُن پر لکھدیا
یہ وہ شکلیں ہیں جو میرے غم میں ہیجان ہوگئیں

دل میں تیرا اُسکا نہیں آیا اسے کہتی ہیں شوق
حسرتیں ساری ابھی سے نذرِ پیکان ہوگئیں

کوئے اُلفت میں قدم رکھنے کو ہمت چاہیئے
کسقدر دشوار راہیں تھیں جو آسان ہوگئیں

پھر بھی ہوگئے آکے مہمانِ دلِ خانہ خراب
بستیاں آباد پھر ہونگی جو ویران ہوگئیں

اُنکی آمد شد میں گزری رات ساری وصل کی
چند نکلیں حسرتیں چند آکے مہمان ہوگئیں

ٹھنڈی سانسوں نے بجھادی ہجر میں دلکی لگی
اپنی سرد آہیں علاجِ سوزِ پنہان ہوگئیں

عشق نے کن کن جوانوں کو ملایا خاک میں
کیسی کیسی صورتیں نذرِ نیستان ہوگئیں

دل سے نکلی تھیں اثر اپنا دکھانے کے لیئے
گردشِ قسمت سے آہیں بھی پشیمان ہوگئیں

بیکسی میں عاشقوں کا پوچھنے والا تھا کون
آکے جانیں ہی لبوں تک حال پرسان ہوگئیں

وصل میں دامن دری سے رک گیا دستِ جنون
اُسکی باہیں پڑکے گردن میں گریبان ہوگئیں

لکھنے بیٹھا تھا کسی کافر کو سودائے فراق
دیکھئے اندھیر نظریں ہی پریشان ہوگئیں

حسرتیں دلکی نکلنا تھیں نہ نکلیں ای کمال
رہگئیں کمبخت دل میں داغِ ہجران ہوگئیں

اُلجھنیں ہمکر شبِ غم دلکی مہمان ہوگئیں
پوچھنے والی یہی حالِ پریشان ہوگئیں

آرزوئیں تھیں جو دلمیں سب نکلکر بعدِ مرگ
چند میرے غم میں نالان چند شادان ہوگئیں

وصل کی شب خود بخود دلکی تڑپ جاتی رہی
آپ کی باتیں مسیحِ دردِ ہجران ہوگئیں

شوقِ دیدار ایسا تھا سنکر اُسکی آمد کی خبر
دونوں آنکھیں اپنی فرشِ راہِ جانان ہوگئیں

دردِ دل ظالم سے کہکر کچھ تو آنسو پنچھ گئے
ہمنے پونچھے اشک تو آنکھیں اُسکی گریان ہوگئیں

صورتین جو رنج و غم کی ہجر مین پیش آئی تھین
وصل مین نقش و نگارِ طاق نسیان ہوگئین

بن گئی لغزش قدم کی رہنما اس راہ مین
ٹھوکرین اپنی رفیقِ کوئے جانان ہوگئین

ہمنے مشکل مین اُلھین ڈالا یہ کہکر رات کو
مشکلین جتنی ہماری تھین وہ آسان ہوگئین

روکے فرقت مین ڈبونے کو جہازِ آبرو
اسقدر اُمڈین مری آنکھین کہ طوفان ہوگئین

ہوگیا ان کا اندھیرا آنکھون کا تارا مجھے
ہجر کی راتین سوادِ زلفِ جانان ہوگئین

اس طرف رُکنا مرا انکا اُدھر کھنچ بیٹھنا
صورتین ترکِ محبت کی نمایان ہوگئین

یاد کرنا اُس کا ٹھہرا زندگانی کا سبب
ہچکیان آکر مرے جینے کا سامان ہوگئین

شوخ چشمون سے لڑا کر بزم مین آنکھین کمال
کہیئے اب کسکی نگاہین یہ پشیمان ہوگئین

پھر تم کہو کہ ہمسا کوئی نازنین نہین
پھر ہان مین ہان ملائے کوئی ہان نہین نہین

مین دیکھلون کسیکو تو آنکھونسے نکلے دم
ارمان اور کوئی دمِ واپسین نہین

عالم یہ اپنی وحشتِ دلکا ہے آجکل
دامن دریدہ چاک ہے جیب آستین نہین

گہ سینے مین ہے گہ جگر و دلمین درد ہے
ہم کیا بتائین جسکا ٹھکانا کہین نہین

پہلو مین بیٹھ کر جو تسلی نہ دے تو کیا
کس کام کا وہ تیر کہ جو دلنشین نہین

کہتا ہے اُنکے سامنے مجکو جو بیوفا
کہتے ہین غیر سے کہ وہ ایسا نہین نہین

کیا بعدِ دفن اسنے دیا ہے ہمین فشار
معلوم ہوگیا یہ فلک ہے زمین نہین

غم مین ہماری سب ہین کسیکے شریکِ حال
دامن پھٹا کہ نکلی ہوئی آستین نہین

درد اپنا کون ہجر کی شب بیٹھکر سنے
ہمدرد کوئی پاس نہین ہمنشین نہین

وہ شرم سے ادا سی رکاوٹ سی وصل مین
کیا لطف دے رہی ہے کسیکی نہین نہین

اپنی ادا مین آئینہ مین دیکھکر کمال
کہتا ہے کیا کہ ہمسا کوئی نازنین نہین

جب کیا شکوہ کہ تم مجکو بلاتے بھی نہین
بولے کیا آؤگے جب آپ مین آتے بھی نہین

یہ بھی کہتے ہین تڑپنا نہ مری فرقت مین
دل ٹھہرنے کی کوئی شکل بتاتے بھی نہین

سرگزشتِ شبِ ہجران کو سناؤن کیونکر
بیٹھتے بھی نہین پہلو مین بٹھاتے بھی نہین

یہ بھی درپردہ دعائین ہین کہ یارب بچ جائے
اور بیمار کو وہ شکل دکھاتے بھی نہین

آسرے ہی مین فقط عمر گزر جائے گی
آپ آتے بھی نہین مجکو بلاتے بھی نہین

آنکھ تک کھلتی نہین غش مین پڑی رہتی ہین
حضرتِ درد ہین اُٹھکے اُٹھاتے بھی نہین

ہاتھ رکھنا مرے سینے پہ اداسے اُن کا
کہکے یہ درد جگر مین ہی بتاتے بھی نہین

اُنسے کیا بوسے وفا آئے گی جو مرقد پر
آکے دو پھول بسر کے چڑھاتے بھی نہین

یہ بھی مطلب ہی کہ پہلو سے اُڑالون دلکو
آنکھ سے شرم کے پردے کو ہٹاتے بھی نہین

فکر یہ بھی ہے کوئی درد کا درمان ہو جائے
حالِ دل پوچھنے والونکو بتاتے بھی نہین

وہ نہ آیا تھا اگر موت کے خواہان ہوتے
اے کمال آپ کہین جان سے جاتے بھی نہین

آیا نہ کبھی اُٹھکے اثر میری دعا مین
تاثیر یہ پیدا ہو زمانے کی ہوا مین

کب وعدہ وفا کرتا ہی وہ وعدہ فراموش
کھلجاتی ہے دے لاکھ گرہ بندِ قبا مین

اک دل کے طلبگار ہین دو دیکھئے کیا ہو
کچھ دیر سے تکرار ہی شوخی و حیا مین

پائین گے نہ پھر مجھسا وفادار جفا کار
چھا جائین گے اگر خاک بھی ہو کوئی فنا مین

دشنام بھی ہوتی ہی کوئی بوسہ مین شامل
وہ زہر ملا کر ہمین دیتے ہین دوا مین

نالان صفتِ نے ہی تپان ہی صفتِ برق
کیونکر کرین چپ کیا دل بیتاب کو تھامین

کس شوق مین کیا لکھ گئی اُس رشکِ پریکو
اُڑتا ہوا جاتا ہے جو مکتوب ہوا مین

برباد کرین پہلے ہمین خاک کسیکی
ہے بحث یہی دیر سے صرصر مین صبا مین

اب میری دل گم شدہ کو ڈھونڈھ ہی لیگی
اُلجھی ہوئی ہی آہ رسا زلفِ رسا مین

بیہوش ہین کچھ اور بتا دی نہین سکتے
بجلی کی چمک ہی نگہِ ہوش ربا مین

ہلجاتے دل افلاک کو آہین کی صدا پر
رکھ لیتے جو دلکو بھی کفِ دستِ حنا مین

سرد آہین جو بھرتا ہون تو نیند آتی ہی انکو
آرام کیا کرتے ہین وہ ٹھنڈی ہوا مین

آغازِ شبِ وصل سے کیا خوش ہین کمال آپ

اکثر سحر حشر دکھاتی ہین یہ شامین

ہم تڑپ کر جو کبھی آہ و بکا کرتے ہین
دونون ہاتھون سے وہ دل تھام لیا کرتے ہین

باقی اب تک ہے نشان قیس کی بربادی کا
کچھ بگولے ہین کہ صحرا مین اُٹھا کرتے ہین

دادخواہی کا ارادہ تو ہے لیکن ہے یہ خوف
دیکھیئے حشر مین اظہار وہ کیا کرتے ہین

آتے ہین خود نہ بُلاتے ہین وہ ہمکو قاصد
روز اُدھر وعدۂ فردا ہی رہا کرتے ہین

وصل کی رات بھی اُٹھتا نہین آنکھونکا حجاب
شوخیان دیکھیئے اب بھی وہ حیا کرتے ہین

دل لگی رہتی ہے زخمون سے جگر کے اے عشق
ہم انھین ہنستے ہین ہمپر یہ ہنسا کرتے ہین

بزم دلدار مین کیا بیٹھنے کا قصد کرین
حضرتِ درد اُٹھانے کو اُٹھا کرتے ہین

چاہتے ہین کہ مٹا دیجیئے امید اس کی
یاس بنکر وہ مرے دلمین رہا کرتے ہین

جان دیتے ہین مٹ جاتے ہین مر جاتے ہین
کیا بتائین تمھین کیا اہل وفا کرتے ہین

درد اپنا جو نہ تمسے کہین پھر کس سے کہین
تم سمجھتے ہو ہمارا یہ گلا کرتے ہین

آئے ہین پوچھنے کو نزع مین بیمار کا حال
خوب وہ دردِ محبت کی دوا کرتے ہین

گالیان دیتے ہین یا کوسنے اُلفت مین یہ شوخ
جو سُناتا ہے مقدر وہ سُنا کرتے ہین

پوچھے کوئی ان پردہ نشینون سے کمال
کچھ تو ظاہر کرین کیون دلمین چھپا کرتے ہین

اُس بزم سے تو اُٹھنے کے پہلو بتائے کون
اُٹھے اگر نہ درد تو مجکو بٹھائے کون

ساتھ آنسوؤن کے دل کا نکلتا ہے کچھ بخار
سرگرم یہ نہون تو لگی کو بجھائے کون

وہ روٹھکر کسی کا نہ منانا شبِ وصال
دل کا وہ اضطرار آہی منائے کون

جو دل ہے اس کو مٹنے کی تجھپر ہے آرزو
او شوخ تیرے نقش قدم کو مٹائے کون

ہم جن کے ناز اُٹھاتے رہے آکے بعد مرگ
شرکت نہ وہ کرین تو جنازہ اُٹھائے کون

یہ کہکے اُٹھ گئے وہ ادا سے شبِ وصال
تم آپ مین نہین ہو گلے سے لگائے کون

کیونکر وہ صاف ہوکے ملین مجھسے اے کمال
دل مین بھری ہوئی ہے کدورت مٹائے کون

کون اُس غیرتِ یوسف کا خریدار نہین
مشتری ایک زلیخا سرِ بازار نہین

کیا کہین نزع مین ہم دل کی تمنا کیا ہے
آپ کب آے ہین جب طاقتِ گفتار نہین

کوئی آزار نہین روگ فقط عشق کا ہے
جس کو امیدِ شفا ہو مین وہ بیمار نہین

کہکے یہ توڑ گئے آپ ہی پیمانِ وصال
جس مین انکار کا پہلو ہو وہ اقرار نہین

آرزو خاک بھی ہو نیکی نہو گی پوری
راہ مین کوئی نشانِ قدمِ یار نہین

کس نے سوتے سے جگایا ہمین چٹکی لیکر
کہکے یہ نیند یہ کیسی ہے کہ ہشیار نہین

چینِ ابرو سے کرے گا کوئی کیا قتل کمال
فیصلہ ہو چکا جب ہاتھ مین تلوار نہین

یہ کہکے وصل مین ہمکو گلے لگاتے ہین
کہ دیکھو دل کا لگانا تمھین بتاتے ہین

سنا رہا ہے یہ اُٹھ اُٹھ کے مجکو دردِ جگر
سنبھل کے بیٹھو زرا تم وہ دلمین آتے ہین

نہ تمسے ضبط ہوا منہ سے اُف نکلگئی کیون
یہ کہکے اور وہ دل کو مرے دُکھاتے ہین

قرار اب ہمین آئے گا کیونکر اُن کے بعد
وہ ہمکو اپنے گلے سے لگا کے جاتے ہین

نظر اُٹھا کے بھی وہ دیکھتے نہین شبِ وصل
عجب ادا سے مجھے خاک مین ملاتے ہین

جو سُن لیا ہے کہ ہے میرا حال نزع مین غیر
وہ دیکھنے مجھے غیر و نکے ساتھ آتے ہین

کسی کا نام بتانے سے کیا غرض سرِ بزم
وہ بیٹھے ہنس رہے ہین جو ہمین رُلاتے ہین

مین کہہ رہا ہون کہ اے اضطرابِ دل تھم جا
وہ کہہ رہا ہے ٹھہر جاؤ ٹھہرے جاتے ہین

کمال کھینچیئے نالے کہ آہین کیجیئے آپ
جفا سے اپنی بھلا کب وہ باز آتے ہین

وہین مرتے ہین وہین دفن بھی ہو جاتے ہین
پھر کے آتے نہین اُس کوچے مین جو جاتے ہین

پھر زرا نیند بھری آنکھون کو ملکر کہنا
نہین مہمان شبِ وصل کے سو جاتے ہین

دلمین چھپ جاتے ہین کسطرح یہ حیران ہون مین
آپ گم ہو کے مرے ہوش وہ کھو جاتے ہین

خواب راحت سے وہ مہ چونک کے بولا شبِ وصل
چاندنی کم ہے سحر ہو گئی لو جاتے ہین

دردِ دل کا جو فسانہ مین سُناتا ہون کمال

بیٹھکر وہ مرے آغوش مین سو جاتے ہین

منفعت رسوائے جہان دیدۂ تر کرتے ہین
کہین یہ بے اثر آنسو بھی اثر کرتے ہین

کاش کچھ یونہین نکل جائے کدورت دلکی
کہ وہ ارمان مرے خاک بسر کرتے ہین

کیا کہا حضرتِ دل اُس سے کہ برہم ہے وہ کچھ
خیر معلوم ہوا آپ ہی شر کرتے ہین

سخت جان وہ ہون کہ مجھ تک نہین آتی شبِ ہجر
ملک الموت بھی ایسون سے حذر کرتے ہین

ہائے رہجاتا ہے کیون خنجرِ قاتل کھنچکر
مرنیوالے یونہین سینے کو سپر کرتے ہین

دیکھو وہ آتے ہین دل کا شب وعدہ کہنا
ہم جو گھبرا کے نظر جانبِ در کرتے ہین

پوچھتا ہے وہ بُتِ سنگدل آکر مرے گھر
نالے کیا آپ کے پتھر مین اثر کرتے ہین

راستی بخت کی سیدھا اُسے کردیتی ہے
وہ شب وصل مین جب ترچھی نظر کرتے ہین

پوچھنا مجھسے کسی دشمن دین کا دم نزع
آپ کیا آج ہی دُنیا سے سفر کرتے ہین

سر فدا کرتے ہین ہم پاؤن پہ اک قاتل کے
لیجیئے آج ہم عشق کی سر کرتے ہین

چرخ کیطرح مرا بخت بھی ہے گردش مین
دونون بس ایک ہی صورت سے بسر کرتے ہین

پھر انھین کیا جو دبالا ہون اگر دونون جہان
آنکھ اُٹھا کر جو کبھی نیچی نظر کرتے ہین

پھرون ہنس ہنس کے گزارتے ہین شبِ ہجر کمال
چھیڑ جب مجھ سے مرے زخم جگر کرتے ہین

شعبدے طرفہ بُتِ شعبدہ گر کرتے ہین
سامنے بیٹھے ہوئے آنکھون مین گھر کرتے ہین

دل پکارا جو لئے سوتے ہین بوسے ہمنے
دیکھو جو تاکے انھین اسکی خبر کرتے ہین

آرزو بر سوئے جب رات کے آنے کی تھی
آج آئی ہے تو شکوون مین بسر کرتے ہین

نزع کے وقت نہ تم سامنے میرے آنا
یار حسرت کی نگاہون سے حذر کرتے ہین

اپنے ہی ہاتھ سے اُنکو ہمین کرنا تھا ہلاک
ملک الموت کا کیون دستِ نگر کرتے ہین

امتحان لے تو ذرا اُٹھ کے کبھی تو اس کا
ضبط کسطرح ہم اسے دردِ جگر کرتے ہین

میرے نالون نے اثر ہجر مین پیدا یہ کیا
کہ وہ اب جاگ کے راتون کو سحر کرتے ہین

دل بھی بیتاب ہے سینے مین جگر بھی میرا
آنکھ سے آپ اشارے یہ کدھر کرتے ہین

ہمسے وہ پوچھتے ہین دیتے ہین کیونکر تسکین
کبھی بیتابیِ دل پر جو نظر کرتے ہین

آمد و شد ہے مرے دل مین برابر اُن کی
مگر آنے کی نہ جانے کی خبر کرتے ہین

اپنے آنچل سے وہ خود پونچھین سگے آنسو میرے
گر چلے نظرون سے دیکھو اب اثر کرتے ہین

شکوہ خود اپنی وفا کرتی ہے پہرون اسکا
ہم گلہ اُنکی جفاؤن کا اگر کرتے ہین

اپنا سمجھو کہ نہ سمجھو اُنھین دلسوز کمال
مہربانی تو بہت داغ جگر کرتے ہین

غم جدا رنج جُدا درد جُدا دیتے ہین
دل لگانے کی یہ تہمت خوب سزا دیتے ہین

دل دہل جائے گا اچھا نہین سُننا انکا
مرے نالے وہ ہین جو چرخ کو ڈھا دیتے ہین

جان پڑ جاتی ہے مرتے ہوئے بیمار و نین
آکے جب شربتِ دیدار پلا دیتے ہین

نہ نکلنے دے انھین ضبط یہی اچھا ہے
میرے نالے ہی مرے دلکو دُکھا دیتے ہین

مُسکرا کر مجھے تلوار لگانا اُن کا
ہنس کے زخم جگر ہی یاد دلا دیتے ہین

یون بسر کرتے ہین فرقت کی شبِ تنہائی
تیری تصویر بھی آگے سے ہٹا دیتے ہین

نامہ بر اُن سے مرا حال زبانی کہنا
خط نہ دینا کہ وہ غیرون کو دکھا دیتے ہین

کوسنے یار دمِ نزع ترے سُن سُنکر
مرنیوالے تجھے خوش ہو کے دُعا دیتے ہین

وصل کی شب کوئی بوسہ جو طلب کرتا ہون
نازسے پھیر کے مُنہ سر کو ہلا دیتے ہین

گھٹ گئی رسمِ ملاقات نہین اسکا گلہ
کیون مرے دل کی تمنا کو بڑھا دیتے ہین

بزمِ جانان سے جو اُٹھتا ہون تو احسان انکا
حضرتِ درد مجھے اُٹھ کے بٹھا دیتے ہین

ضبط کا شغل ہو یا مشغلۂ نالہ و آہ
ہم تری یاد مین دونون کو بھُلا دیتے ہین

اے کمال آپ اُنھین کہتے ہین بیدید عبث
خواب مین آکے وہ صورت تو دکھا دیتے ہین

وصل مین مجھسے نگاہین وہ بدل جاتے ہین
تیر یہ روکے سے رُکتے نہین چل جاتے ہین

نیند کہتی ہے مری آنکھونسے رخصت ہوکر
دیکھ یون آکے شبِ ہجر مین ٹل جاتے ہین

سخت جانی مری مرنے نہین دیتی مجھے قتل
رُک ہی جاتے ہین جو خنجر کبھی چل جاتے ہین

کبھی بوسے کبھی لیتی ہے بلائین اُن کی
نگہِ شوق کے ارمان نکل جاتے ہین

اُس نے آکر شبِ وعدہ نہ ہمین پہچانا
دیکھو یون ساتھ مقدر کے بدل جاتے ہین

میری تقدیر سے آج آپکی زلفین اُلجھین
کسطرف دیکھئے نکلے ہوئے بل جاتے ہین

اُن کو مدت سے تمنا ہے گلے ملنے کی
اپنی آنکھین ترے تلوونسے جو مل جاتے ہین

رہگئے درد والم صاحبِ خانہ بنکر
آج جاتے ہین مرے دلسے نہ کل جاتے ہین

ایسے نازک ہین کہ قابو نہین چلتا اُن پر
آگے وہ میرے تصور سے نکل جاتے ہین

اُن کی رفتار کے انداز مگر سیکھ لئے
رنگ ہر بار زمانے کے بدل جاتے ہین

بے تسلّی بھی تسلّی کبھی ہو جاتی ہے
بے سنبھالے ہوئے دل خود ہی سنبھل جاتے ہین

دردِ دل اپنا ہے ہمدرد تو غمخوار ہے غم
کون بہلائیگا ہم آپ بہل جاتے ہین

بحثِ عاشق ہو کہ معشوق کا پیمان ہو کمال
یہی دونون ہین جو اُلفت مین بدل جاتے ہین

لیکے دل وہ مرے قابو سے نکل جاتے ہین
آنکھ کے ساتھ سب انداز بدل جاتے ہین

بیٹھ کر تیر تمھارا نہ کرے دلجوئی
یون بھی بیتاب شبِ ہجر بہل جاتے ہین

کوے جانان ہی عجب دلکش و دلچسپ مقام
دلکو تھامے ہوئے لوگ آنکھونکے ٹہل جاتے ہین

گالیان دیتے ہین کیا کیا وہ بدل کر آنکھین
رنگِ رخسار جو بوسونسے بدل جاتے ہین

یہ سمجھتے تو نہ ہنس ہنس کے رُلاتے وہ مجھے
اشک ہو کر مرے ارمان نکل جاتے ہین

آتشِ رشک کی کب تاب ہے پروانون کو
شمع پر گر کے تری بزم مین جل جاتے ہین

پھر گیا سارا زمانہ جو کوئی مجھسے پھرا
آنکھ کے ساتھ خود احباب بدل جاتے ہین

جو ہین بیدرد جفاکار ستمگر بیرحم
دل اُنھین کے صفتِ موم پگھل جاتے ہین

نگہ بادل کی گرج گاہ ہے بجلی کی تڑپ
سُن کے وہ آہ و فغان میری دہل جاتے ہین

آنکھ رہتی ہی محبت کی نہ اُلفت کی نگاہ
جب ستم کرتے ہین مجھپر تو بدل جاتے ہین

پھر یہ کہدو کہ نکالونگا نہ ارمان ترے
یون بھی ارمان مریجان نکل جاتے ہین

ملکے ذرّون مین چمک جاتی ہے تقدیر اپنی
خاک ہو کر ترے کوچے کی بدل جاتے ہین

غیر کے دہوکے مین ارمان نکالین وہ کمال
بخت بگڑے ہوے سطرح سنبھل جاتے ہین

مضبوط باندھے عاشق بسمل کے ہاتھ پاؤن — زہ آوری دکھا گئے قاتل کے ہاتھ پاؤن

خود کھینچتی ہوئی اُسے لے آتی اِس طرف — ہوتے اگر مری کشش دل کے ہاتھ پاؤن

تا کوے قاتل اس کا پہونچنا محال ہے — رہجاتے ہین جب اُٹھتے ہی بسمل کے ہاتھ پاؤن

نکلے نہ ہاے وصل مین بھی آرزوے وصل — رہجائین ہاتھ پاؤن سے مل مل کے ہاتھ پاؤن

مشکل سے ہوگا مرحلۂ راہ عشق طے — پھولے ہوے ہین سالک منزل کے ہاتھ پاؤن

بیرحم پھیر دیجیو پھر حلق پر چھری — ہان پہلے باندھ عاشق بسمل کے ہاتھ پاؤن

کیونکر ہٹائے یاس کا مجمع نکل گئی — ظاہر مین تھے نہ آرزوے دل کے ہاتھ پاؤن

کرتے ہین عاشقون کے جگر اور دل کا خون — مہندی ملے ہوے ترے مل کے ہاتھ پاؤن

پامالیون سے ہاتھ اُٹھائے نہ قتل سے — جسوقت تک چلین مرے قاتل کے ہاتھ پاؤن

دامن اُٹھا کے اُٹھ نہ سکا کوئی ناز سے — یہ بیقراریان ہین مرے دل کے ہاتھ پاؤن

کیا ہاتھ پاؤن مارے کمال اس زمین مین
آسان کر دیئے ہین یہ مشکل کے ہاتھ پاؤن

ردیف واؤ

نہ دیکھو آئنہ دیکھو تم آئینہ کی حیرت کو — کب اسنے آنکھ سے دیکھا تھا ایسی خوبصورت کو

جفا سے تو ہی باز آیا وفا سے وہ نہ درگذرے — ستمگر مرحبا تیرے وفادار ونکی ہمت کو

یقین ہے یہ حسینان ستمگر کانپ اُٹھین گے — مرے نالے وہ ہین سر پر اٹھالین گے قیامت کو

ارادہ ہے نہ اُٹھیے جب اُٹھائے یار محفل سے — ذرا ہم آزمائین ضعف کو ضعف اپنی قوت کو

بل ابرو مین ہی خنجر ہاتھ مین ہی خیر ہو یارب — نگاہ قہر سے وہ دیکھتے ہین میری صورت کو

کسی کا وصل مین کہنا یہ مجکو مضطرب پاکر — نہین کیا روک سکتے تم زخود رفتہ طبیعت کو

مریض ہجر ابھی سے ہوگیا دیکھو بھلا چنگا — خبر دی ہے جو قاصد نے وہ آتے ہین عیادت کو

جو بوسہ لینے پر بگڑو نہ تم مین بھی نہ پھر مکرون ۔۔۔ تم اپنی خو کو چھوڑو چھوڑ دون مین اپنی عادت کو
کسیکی دید کی حسرت مین بوسونکی تمنا مین ۔۔۔ لبون پر آگیا دم اور آنکھین لگ گئین چھت کو
بٹھالو اپنے پہلو مین ذرا پھر پوچھنا ہم سے ۔۔۔ پریشانی کو اُلجھن کو ہمارے دلکی حالت کو

اُٹھا کر جور یہ صبر و تحمل واہ کیا کہنا
کمال آنے دیا لب تک نہ ظالم کی شکایت کو

شب وعدہ تو تسکین دل درد آشنا تم ہو ۔۔۔ گلے لپٹو نکالو آرزو مین کیون خفا تم ہو
پلانا حضرت زاہد کو مے رندونکا محفل مین ۔۔۔ یہ کہکر خوب سمجھے ہین نہایت پارسا تم ہو
ادا سے پھر جلا دینا انھین لیکن یہ حسرت ہے ۔۔۔ کہ پہلے جان دے لو مرنیوالونکی قضا تم ہو
اُٹھاؤن عشق مین ان بیوفاؤن کے ستم ایسے ۔۔۔ کہ دشمن تک پکار اُٹھین بڑی ذی حوصلا تم ہو
نگہ اُن کی پھری ہی اسقدر مجھ سے محبت مین ۔۔۔ کہ یہ بھی پوچھتے ڈرتا ہون اُنسے کیون خفا تم ہو
فروغ اپنی وفاؤن کو جفاؤنسے ہوا حاصل ۔۔۔ مٹے ہین دلسے ہم جب پردہ نقش مدعا تم ہو
جو دلمین فرق ہی پھر کس لئے ملتے ہو عاشق سی ۔۔۔ ملی ہی آنکھ سے آنکھ اور پہلو سے جُدا تم ہو
ہماری جان بھی لیکر یہ کہنا اُس جفاجو کا ۔۔۔ نہ اُٹھا داغ فرقت کا نہایت بیوفا تم ہو
عجب کچھ روٹھنے والونکے منّنے کے طریقے ہین ۔۔۔ مناتا ہون یہ کہ کہکر ہٹو کیا کج ادا تم ہو
وہ دو ہین جنکو اُلفت مین نہین کچھ خوف رسوائی ۔۔۔ تمھارا آشنا مین دلبر نا آشنا تم ہو
نگاہ لطف سے بھی دیکھکر تڑپا دیا دل کو ۔۔۔ بڑے بیرحم ہو بیدرد ہو ایذا رسا تم ہو
یہ حسرت ہے سما جاؤ نگاہو مین حیا بنکر ۔۔۔ نکل کر سکے دل سے میرے دلکا مدعا تم ہو

کسی کی گالیان کھا کر بھی مانگے جاتے ہو بوسے
کمال آتی نہین غیرت نہایت بیحیا تم ہو

عاشقون کا دل دُکھا کر مانع فریاد ہو ۔۔۔ کیون ڈرے جاتے ہو تم کیسے ستم ایجاد ہو
وائے قسمت آکے مٹی بھی نہ دے وہ بیوفا ۔۔۔ بعد مرجانے کے مٹی بھی مری برباد ہو
درد عاشق کے نہ سننے کا نرالا ہے طریق ۔۔۔ کہتے ہین کہئے اگر کوئی فسانہ یاد ہو
دیکھ کر دل کی تڑپ پہلو سے میرے اُٹھ گئے ۔۔۔ کتنے تم بیرحم ہو بیدرد ہو جلاد ہو

کھینچ بلوانا کسی کو دل لگی کوئی نہ تھی
کیون نہ ہر سو شہرۂ جذب دل ناشاد ہو

باندھ کر ہاتھون کو وہ عذر ستم مجھ سے کرین
کیا تماشا ہے اثر وابستۂ فریاد ہو

سر جھکانے پر لگا لے اپنے سینے سے مجھے
کھینچکر تلوار اتنا منفعل جلاد ہو

رنج ہی راحت مجھے ظالم اگر تو خوش رہے
دل دکھے میرا مگر تیرا کلیجا شاد ہو

یہ تمنا ہی کہ یون گزرے شب فرقت مری
سامنے تصویر ہو دل مین تمھاری یاد ہو

ایک حسرت تو دم آخر نکالے آسمان
دم نکلتا ہو ہمارا سامنے جلاد ہو

اٹھکے وہ سینے سے لپٹا لین جو مجکو ای کمال
خوب نکلین حسرتین بیٹھا ہوا دل شاد ہو

نازکی چال سے تم حشر اٹھاتے نکلو
یار سوتے ہوئے فتنون کو جگاتے نکلو

دیتے جاؤ انھین تسکین جو دل ہون بیتاب
اتنے بیرحم نہو آنکھ دکھاتے نکلو

نقش جو مہر و وفا کے ہین کہین مٹتے ہین
صورت نقش قدم مجکو مٹاتے نکلو

مین بھی ہمراہ رہون غیر اگر ساتھ رہے
راہ مین یاد مری دل سے بھلاتے نکلو

نالہ کش راہ مین جو ہون انھین تا خوش کرنے
نالے سنتے نکلو اور سناتے نکلو

ہر قدم تم مرے سر کو نہ لگاؤ ٹھوکر
میرے تقدیر کے لکھے کو مٹاتے نکلو

راہ الفت کرو طے جلد کہا شوق نے جب
ضعف بولا قدم اس طرح بڑھاتے نکلو

جستجو کہتی ہی مٹ جاؤ گے تم صورت اشک
ہاتھ دھو عشق سے بس خاک اڑاتے نکلو

دیکھکر کوچۂ الفت مین قدم رکھو کمال
دیکھو اندھون کیطرح ٹھوکرین کھاتے نکلو

تم آرزو کوئی مرے دل کی کہین نہو
سمجھا ہون جس کو آنکھ کی پتلی تمھین نہو

یہ تو بتاؤ رات کو روٹھے تھے کس لئے
اک بات پوچھتا ہون اگر شرمگین نہو

کہتی ہی بیخودی کہ وہ مہمان ہین غیر کے
خود دیکھ آؤ جا کے جو اسکا یقین نہو

رکھے جو چشم و دل مین بتون کو تمام عمر
قدرت خدا کی اس کا ٹھکانا کہین نہو

وعدہ وفا کرے گا وہ کیونکر ہو اعتبار
ہان ہان فقط ہو جس کی زبان پر نہین نہو

دل دیتے چشم یار کو ڈرتے ہین کس قدر
ہم سا ابھی خلق مین کوئی انجام بین نہو

لیکر ہمارے دل کو وہ اسواسطے ہین چپ
دے تو لیا ہے راز یہ افشا کہین نہو

بہلاؤن گا اسی سے مین دلکو فراق مین
اچھا تمھاری یاد تو ہے تم نہین نہو

حالت سے غیر کہکے یہ کہنا پیامبر
لو پڑھ لو خط شوق جو تمکو یقین نہو

کانون پر اپنے ہاتھ جو رکھتا ہے سن کے نام
دیکھو اسی کے پاس مرا دل کہین نہو

دونون طرف سے وصل مین ہون تیر دستیان
دامن ادھر نہو تو ادھر آستین نہو

بیکلے اس کے کوچے مین رکھتے ہین ہم قدم
موت آئیگی جہان یہ وہی سرزمین نہو

بوسے تو آپ خواب مین لیتے ہین اے کمال
اس سوتے فتنہ کو خبر اس کی کہین نہو

کیا دخل ہے جگر مین ہو دلمین مکین نہو
درد اپنا وہ نہین کہ کہین ہو کہین نہو

ناسور بنکے کیون نہ ہمیشہ رسا کرے
جس آنکھ پر کسی کی کبھی آستین نہو

مرجاؤن مین نہ آئے کوئی بخیہ گر یہان
عالم مین سب طرف یہ خبر ہو وہین نہو

رُکنے لگا اُس کے آگے گیا قصد جب کبھی
تقدیر ہنس پڑی وہ کہین شرمگین نہو

دل ہی مین رہ اثر کا تو ملنا محال ہے
اے آہ تو نکل کے پریشان کہین نہو

آئے ہو دیکھنے کو مجھے وقت واپسین
خندان تو ہو جو گریہ کنان تم نہین نہو

کہتے ہین میرے دلمین جگہ کر تو اس طرح
تیری طرف سے کوئی کہے کچھ یقین نہو

وہ مجھسے پوچھتے ہین کہ کیا کیجیے گا پھر
فیصل جو میرا آپ کا جھگڑا کہین نہو

آفت کی چال گور غریبان مین چل چکے
مُردے نہ چونک اُٹھین تہ و بالا زمین نہو

سیدھی رہے نگاہ نکالی ہے مانگ اگر
افشان چُنی ہے تمنے تو چین بر جبین نہو

قاتل ہمارے خون مین دونون ہی ہین شریک
دامن سے تیغ کے اب الگ آستین نہو

منصف تمھین ہو کیون نہ ہو در پر تمھارے دفن
جس کے مزار ہی کا ٹھکانا کہین نہو

بوسے طلب نہ کرتے نہ تم کھاتے گالیان
اُس شوخ سے کمال بس اب شرمگین نہو

جانا تمھارا میری اجل کا بہانہ ہو — تم ہو اُدھر روانہ اِدھر دم روانہ ہو

بیکار ایک ایک سر مو سے اُلجھے کیون — اس سے تو زلف کا دل صد چاک شانہ ہو

آزادیون کا لطف دکھاتا ہے پھنسکے دل — دُنیا ہوا و رگیسوؤن کا قید خانہ ہو

یوہین تسلّی دل بیتاب ہو کہین — خود ہی پیام شوق وہ لیکر روانہ ہو

یون آنکھ پھیر لی کہ اِدھر دیکھتا نہین — برگشتہ اس طرح نہ کسی کا زمانہ ہو

اے دوست چپکے بیٹھے ہوئے ہم سنا کرین — دشمن سے بزم مین گلہ دوستانہ ہو

بربادی چمن کا کسی کو تو ہو ملال — بادِ صبا ہی خاک اُڑاتی روانہ ہو

بسمل جو بننے کی تجھے اے دل ہوی آرزو — تیر نگہ کا آپ نکل کر نشانہ ہو

اے برق گرنے والی ہو گلزار پر جو تو — ہان پہلے خاک جل کے مرا آشیانہ ہو

ہوتی ہین میرے سامنے میری بُرائیان — یہ غیر کی صفت نہین جو غائبانہ ہو

وہ گل سُنا دے اپنی اگر لن ترانیان — بیکار بلبلون کا چمن مین ترانہ ہو

برگشتہ بخت ہوتا ہے یون آکے راہ پر — لکھین وہ خط کسی کو کسی کو روانہ ہو

پہلو مین آکے ہائے وہ چھپتے ہین ای کمال
دل لیتے وقت ناز کوئی یا ادا نہ ہو

راحت کہان ہے مرکے بھی مجھ بیقرار کو — دل کی تڑپ یہ کہتی ہے چھوڑو مزار کو

اے اضطراب وصل کی شب کیا ستم کیا — غافل جو سو گیا تھا جگاتا نہ یار کو

وہ ہاتھ مل رہے ہین حنا کے بہانے سے — پامال کر کے میرے دل بیقرار کو

وحشی ترے ہوئے ہین جو صحرا مین مر کے فن — آتے ہین گرد باد طواف مزار کو

جاتا ہے مجھ سے مل کے مرا دل کہین کمال
رخصت مین کر رہا ہون دل بیقرار کو

دل یہ کہتا ہے کہ کچھ شور نہ شر ہونے دو — چپکے ہی چپکے محبت کا اثر ہونے دو

یاد ہے ناز سے کہنا یہ کسی کا شب وصل — ہمتو اب چین سے سوتے ہین سحر ہونے دو

پھیر دے دل جو وہ سیدھا نہوا آہ و فغان — ظاہر اپنا کوئی اُلٹا ہی اثر ہونے دو

حسرتین کہتی ہین ہم دل سے نکل جائین گے | چند دن اور یہین رہکے بسر ہونے دو
مجھ سے کہتا ہے میرا دست تمنا شب وصل | اُس کو سونے دو یہ ہین کچھ نہ خبر ہونے دو
خود چلے آؤگے اک روز کلیجا تھامے | کسی کمبخت کی آہون مین اثر ہونے دو
اُٹھنے دیتے نہین وہ نعش مری کہتے ہین | ماتم اس کا ابھی دو چار پہر ہونے دو
دل یہ کہتا ہے نہو صبح شب ہجر سے یاس | اسی امید مین اس شب کو بسر ہونے دو

دل کے دینے مین ہی کچھ نفع تو دو اُنکو کمال
جان کا اس مین جو ہوتا ہے ضرر ہونے دو

کہتے ہین گالیون کے جو اُمیدوار ہو | بوسہ طلب کرو کہ ہمین ناگوار ہو
بیخود بھی ہوتے وصل کی شب تم تو لطف تھا | تھوڑی سی آج پی ہے بہت ہوشیار ہو
بولے جو اُنکو دیکھ کے مین نے اٹھائے ہاتھ | اس کی دعا قبول نہ پروردگار ہو
کہتے ہین وہ کہ آئین گے کل شب کو ہم ضرور | دن بھی قرار دیجئے پھر بیقرار ہو
شاید وہ کچھ تمھارے ستم سے بچا رہے | جس پر تو عنایت پروردگار ہو
ڈوبین جلو مین اُسکے جو پریان تو فخر ہی | جس سر پر اُنکی زلف کا سودا سوار ہو
داغون کا یون فراق مین پھولا کرے چمن | ہان سیر کو وہ آئین تو پھر کچھ بہار ہو
بیہودے تو بس مین حضرت دل تم نہین رہے | اب جس کے چاہو ہو رہو با اختیار ہو
ارمان وصل دشمن جان کا نکال دے | اے آسمان تو ہی مراد وستدار ہو
حسرت سے بیٹھکر سر بالین کہے کوئی | غفلت مین کیا پڑے ہو ذرا ہوشیار ہو
دلہین وہ آ چھپین تو نکلنے ند دون کبھی | ممکن نہین یہ راز نہان آشکار ہو
خود گم کیا ہے جلوۂ دیدار یار نے | کیا سیر ہے جو حشر مین میری پکار ہو

اک روز بوسہ لیتے ہی دل پھیر لو کمال
اتنا تو سمجھے یار کہ مطلب کے یار ہو

خود ہی آجائین گے اُنکو یہ ادھر کھینچے تو | اب وہ کھنچنے کے نہین آہ جگر کھینچے تو
راہ پر آئیگا جب بخت تو آجائین گے وہ | کہین اُن کو مری آہون کا اثر کھینچے تو

جب وہ مل بیٹھینگے بنجائینگے سب وصل کے کام — اس طرف اُن کو لگاوٹ کی نظر کھینچے تو
خشک ہو جائیگا یون پھر نہ رہیگا کوئی اشک — دامن یار مرا دیدۂ تر کھینچے تو
خوب وہ سوئے شب وصل لپٹ کر ہمسے — آب دو پٹا کوئی ہنگام سحر کھینچے تو
مجھسے پوشیدہ نکل جائیگا دل سینے سے — اپنی جانب کوئی دزدیدہ نظر کھینچے تو

شکوے جی بھر کے کرینگے یہ تمنا ہے کمال
کھینچنے والے کو محبت کا اثر کھینچے تو

کہتی ہے دلکی تڑپ دل کو نکل جانے دو — یہ بلا پاس سے ٹلتی ہو تو ٹل جانے دو
حسرت و یاس ستاؤ نہ بہت فرقت مین — دل کو کچھ اُسکے تصور مین بہل جانے دو
گھر سے نکلے ہو چلو ناز سے دو چار قدم — آج تلوار ذرا راہ مین چل جانے دو
رنگ لاؤ نگار زرا وصل مین کہتا ہے وہ شوخ — رنگ رخسار کا بوسونسے بدل جانے دو
مجھسے رخصت جو وہ ہوتے ہین تو دم کہتا ہے — یا اُنھین روک لو یا مجکو نکل جانے دو
وصل کی رات نہ آئے جو نہین آتی نیند — ٹل گئی ہے اگر آنکھونسے تو ٹل جانے دو
تم کہان اور کہان ہم یہ شب وصل کہان — دو گھڑی اور طبیعت کو بہل جانے دو
دل یہ کہتا ہے کہ ارمان نکالو شب وصل — ہاتھ سے اپنے نہ یہ وقت نکل جانے دو

آکے پہلو مین کسی طرح تو بیٹھین وہ کمال
دل بیتاب کا فقرہ کوئی چل جانے دو

یون ڈبویا کہ نہ پھر دل نے اُبھارا ہمکو — نہ ملا بحر محبت کا کنارا ہمکو
دل بھی لو جان بھی لو دین بھی ایمان بھی لو — تمسے بڑھکر تو نہین ہے کوئی پیارا ہمکو
آہ کرتے ہین تڑپکر نہ فغان کھینچتے ہین — اس قدر پاس ہے اُلفت مین تمھارا ہمکو
داغ دو رنج دو ایذا دو الم دو غم دو — خیر سب کچھ ہے محبت مین گوارا ہمکو
پستی بخت نے ناکام ہی رکھا شب وصل — ورنہ ارمانون نے کیا کیا نہ ابھارا ہمکو
اُٹھکے ہمدرد کے حیلے سے پشیمان ہوئے — تم نے محفل مین بٹھایا نہ دوبارا ہمکو
چٹکیان لیتی ہے کچھ دلمین یہ خاموشی بھی — اب نہین ضبط و تحمل کا بھی یارا ہمکو

کوئی ہمدرد نہ پایا شبِ تنہائی مین | رات بھر درد بھی اُٹھ اُٹھ کے پکارا ہمکو
اپنی بگڑی ہوئی زلفین تو بنائین تمنے | میری قسمت کو گاڑا ہے نہ سنوارا ہمکو
ذبح بھی ہائے ستمگر نے کیا پھیر کے مُنہ | نہ میسر ہوا قاتل کا نظارا ہمکو

وعدہ اُس وعدہ فراموش سے لیتے ہو کمال
جو کہے یاد نہین گھر ہی تمھارا ہمکو

دل کو ہمارے پھیر کے خواہانِ جان نہو | تم مہربان ہوئے ہو تو نامہربان نہو
اتنی ہی آرزو ہے تمنائے وصل سے | جب ہم اسے بیان کرین یہ بیان نہو
دینگے جگہ اب اپنے تصور مین ہم انھین | رکھین گے اُس مکان مین جہان پاسبان نہو
دونو نکا حال ایک سا ہو دل ہو یا جگر | یہ تو ستم ہے درد یہان ہو وہان نہو
رہجائے آکے میرے لبون تک نہ ہجر مین | اتنی ضعیف آہِ دلِ ناتوان نہو
ہمدرد کون ہجر مین ہو دل نہو اگر | کس کو سناؤن درد جو یہ رازدان نہو
اتنی جفائین کین کہ جفا ترک ہوگئی | قائل نہون وفا کے جو یون امتحان نہو
تاب و توان ہی اب ہے نہ صبر و شکیب ہے | برباد اس طرح بھی کوئی کاروان نہو
کوچے کو اُس کے سمجھے ہین آرام کا مقام | قسمت سے یہ زمین بھی کہین آسمان نہو
وہ دل ملا ہے مجھکو بھی ہوتا نہین جو خاک | جلنے کو مثلِ شمع جلے پھر دھوان نہو
سُن لو یہ مختصر سی مری داستانِ عشق | مین عمر بھر بیان کرون پھر بیان نہو

دیگر

فرقت مین کم جو گرمیِ سوزِ نہان نہو | یون خشک ہو کہ آنکھ سے آنسو روان نہو
کیونکر لگاؤن سینے سے تصویرِ یار کو | کہتا ہے اُس کا شوق وہ کچھ بدگمان نہو
بستر پر آکے موت بھی ناکام پھر گئی | فرقت مین اس طرح بھی کوئی ناتوان نہو
بیتابی و غم و قلق و حزن و اضطراب | لوٹا ہے جس نے دل کو یہی کاروان نہو
اتنے ستم اُٹھائے ہین اب آرزو یہ ہے | دیکھون وہ سرزمین جہان آسمان نہو
کیا کچھ گزر گیا مگر اُف تک نہ مُنہ سے کی | خاموش ہو کے یون بھی کوئی بیزبان نہو

حسرت وہ ہی جو آنکھ سے ٹپکے شب وصال
جس کو نہ کوئی پوچھ سکے جو بیان نہو

سینہ دبا ہوا تہ زانوے یار سے ہے
یہ بے بسی بھی ہائے دم امتحان نہو

تڑپا رہا ہے دل کو جو اُٹھ اُٹھ کے ہجر مین
سینے مین جائے درد کہین تم نہان نہو

اُن کی جفا کا تذکرہ میری وفا کا ذکر
دونون ملین تو کیون نئی اک داستان نہو

عشق جفا و فا کی بدولت ہو سکے کمال
تم پر ستم ہون کیون جو کوئی مہربان نہو

اُن کے آگے یہ سناتا ہے مرا دل مجکو
کہ مزے وصل کے سب ہو گئے حاصل مجکو

آئینہ دیکھ کے کہتے ہین وہ آئینہ سے
تو نے کمبخت کیا کس سے مقابل مجکو

نامہ بر دیکھ اسے کہتے ہین مقدر کا لکھا
خط وہ لکھتے ہین مگر غیر کے شامل مجکو

چین لینے نہین دیتا ہے شب فرقت مین
مار ڈالے گا یہ درد جگر و دل مجکو

عشق ناقص کا بھی ہوتا ہے اثر کیا اُلٹا
دوست کہتا ہے کہو دشمن کامل مجکو

دیکھیے ہے دل مشتاق اجل کا کیا قصد
لیے جاتا ہے سوئے کوچۂ قاتل مجکو

اور دیوانہ مین ہو جاؤنگا اے وحشت دل
نہ پریشان کرے شور سلاسل مجکو

جان دون مین کہ نہ دون زندہ رہون یا نہ رہون
پیش آئی ہے عجب ہجر مین مشکل مجکو

شمع کے عشق مین جل جلکے جو ہو جاتے ہین خاک
کیا جلاتے ہین یہ پروانۂ محفل مجکو

لیکے دل ناز و ادا سے وہ مکرنا اُن کا
اور کہنا یہ مرا دے کبھی چکو دل مجکو

جان دینے مین جی کھونے مین مٹنے مین
نظر آیا نہ کوئی اپنا مقابل مجکو

لینے خلوت مین جو مانگا کوئی بوسہ اسپر
گالیان دینے لگے وہ سر محفل مجکو

جب نتیجہ کوئی فریاد کا نکلا نہ کمال
ہنس دیا حشر مین کیا دیکھ کے قاتل مجکو

سرگذشت ہجر مین یارب اثر اتنا تو ہو
وہ کہین سنکر سنا نہ مختصر اتنا تو ہو

خیر اگر دل کی لگی بجھتی نہین اے آہ سرد
یون نہ بھڑکے شعلۂ سوز جگر اتنا تو ہو

تم ہمین گھر مین بلا لو دیکھکر در پر پڑے
آرزو یہ ہے تمھارے دل مین گھر اتنا تو ہو

پھر نہ مانگون موت مرجانیسے ہو فرقت مین یاس
جلکے تیرے وصل کی امید پر اتنا تو ہو

غیر سے کہنے لگے وہ میری صورت دیکھکر
مٹ گیا یہ نقش اُلفت کا اثر اتنا تو ہو

رات بھر کی سرد آہین کم کرین سوزِ جگر
کچھ ہوا ٹھنڈی چلے وقتِ سحر اتنا تو ہو

خود پہونچ جاے ہوا مین اُڑکے خط اُس شوخ تک
شوق ہی بنجاے میرا نامہ بر اتنا تو ہو

پند اپنی بھول کر تو میری سی کہنے لگا
دیکھلے ناصح محبت مین اثر اتنا تو ہو

اُف نہین کرتے اُٹھا کر ہم ترے ظلم و ستم
اتنی تو ہمت کسی کی ہو جگر اتنا تو ہو

پوچھتے ہین وہ کہ عاشق زندہ ہے یا مرگیا
حال سے کوئی کسی کے بے خبر اتنا تو ہو

غیر کے گھر کے بہانے سے چلے آئین ادھر
ہجر کی شب میرے نالو مین اثر اتنا تو ہو

آئے جب بہرِ عیادت کوئی بستر سے مجھے
لیکے ساتھ اپنے اُٹھے دردِ جگر اتنا تو ہو

بے اجازت پاؤن پر اُس بت کے سر رکھدے کمال
اے مقدر وصل مین تو کارگر اتنا تو ہو

حضرتِ دل آج اُسے سینے سے لپٹانے بھی دو
آرزو مین جسطرح نکلین نکل جانے بھی دو

جب کہا مین نے کہ لو تم پر مرا دل آچلا
ناز سے بولے کہ آتا ہی تو پھر آنے بھی دو

عشق کی حالت سے بالکل بیخبر ہین ہمدمو
حضرتِ ناصح نہ کچھ سمجھین گے سمجھانے بھی دو

روک لونگی بڑھکے کہتی ہی یہ حسرت کی نگاہ
بیٹھے بیٹھے تم اُٹھین پہلو سے اُٹھجانے بھی دو

حسرتو کام اپنا کرلو وصل مین تم شوق سے
یار کو نیچی نگاہین کر کے شرمانے بھی دو

اُن کا اُٹھ جانا مرے پہلو سے دلکو چھین کر
ناز سے یہ کہکے اس سے ناز اُٹھوانے بھی دو

بیرخی اُس بیوفا کی یاد ہے وقتِ اخیر
اُٹھ گیا یہ کہکے دم اِسکا نکل جانے بھی دو

رحم بھی آجائے گا اُسکو تڑپنے پر کبھی
دلکو وہ ظالم جو تڑپاتا ہے تڑپانے بھی دو

دیکھے جاؤ سیر یہ بولو نہ کچھ اے رہبرو
ہم جو قدمون پر گرین سر اُسکو ٹھکرانے بھی دو

نا امیدی کہتی ہی بر آئے گی امیدِ وصل
آرزو بنکر اُٹھین دلمین سما جانے بھی دو

ایک مجنون ایک مین دیوانۂ عشق ای کمال
وادیٔ وحشت کی رونق ہین یہ دیوانے بھی دو

ردیف ہای ہوز

الفت مین اپنے دل کے ہین آثار اور کچھ
انداز اور کچھ ہین تو اطوار اور کچھ

باتین کرو کہ مرکے پھر اکبار جی اٹھون
دلمین ابھی ہے خواہش گفتار اور کچھ

خود سوئین گے نہ سونے ہی دینگے شب وصال
کہتی ہے شان طالع بیدار اور کچھ

پردے مین دوستی کے کرینگے وہ دشمنی
دلمین ہے کچھ زبان سے ہے اظہار اور کچھ

الفت مین ہے وفا و جفا کا مقابلہ
ہم کچھ ارادہ رکھتے ہین دلدار اور کچھ

خلوت ہو تو ہو مین ہون تو پھر آنکھ چار ہو
کہتا ہے شوق طالب دیدار اور کچھ

بیتاب بیقرار پریشان دل مین درد
ظاہر ہوئے ہین عشق کے آثار اور کچھ

دل مین ہمارے آرزوئین ایک سی نہین
دو چار اور کچھ ہین تو دو چار اور کچھ

ملنے کے رنگ اور نہ ملنے کے ڈھنگ اور
اقرار اور چیز ہے انکار اور کچھ

رک جائے انکا ہاتھ رکے گا نہ چل کے یہ
کہتی ہے شان خنجر خونخوار اور کچھ

ہان پھر تڑپ کہ پھر سے قفس ٹوٹکر رہے
کہتا ہے شوق مرغ گرفتار اور کچھ

اچھا شب وصال مین تکرار ہی رہے
ہم اور کچھ کہین نگہ یار اور کچھ

شکوہ جو وہ کرین تو ادا اسکی دیکھیو
کہنا کمال دیکھ نہ زنہار اور کچھ

چین ابرو دیکھتے ہین وہ اٹھا کر آئینہ
خنجر آئینہ مین ہے بالائے خنجر آئینہ

بیٹھ سکتے ہین کہین اک جا ترے مشتاق دید
خود نکل آیا تڑپکر گھر سے باہر آئینہ

عکس روئے آتشین کی لا سکا آخر نہ تاب
رہ گیا کیا شمع کے مانند جلکر آئینہ

وصل کی شب آپ بھی دیکھین ادائین اپنی وہ
رکھدیا اک اس لیے بالائے بستر آئینہ

مرتے دم اس آئینہ رو کا تصور ہے ہمین
نزع مین دکھلاتی ہے تصویر دلبر آئینہ

پڑ رہی ہو وقت آرایش جو اس میکش کی آنکھ
آئینہ ساغر بنا ہے اور ساغر آئینہ

دل مرا زانو پر اسکے دلمین یاد روے دوست
آئینہ پر شانہ ہے شانہ کے اندر آئینہ

دمبدم پڑتی ہی اُس خون ریز کی اُسپر نگاہ
بزم مین رہتا ہے اکثر زیر خنجر آئینہ

یاد روئے دوست تھامے ہے دل بیتاب کو
آئینہ کے بس مین رہتا ہے تڑپکر آئینہ

ظلم اُٹھا کر خوبرویون سے ہوے خود سنگدل
بنگیا ہے سخت ہوتے ہوتے پتھر آئینہ

اپنی ناکامی کی تسکین دیکھ لین انجام کار
بنگیا میرے لیے میرا مقدر آئینہ

بزم مین شرمائی نظرون سے رہین ناکام غیر
دیکھتا پہلے مجھے پھر مسکرا کر آئینہ

ہائے وہ کہنا کہ نیچی نظرون سے کمال
رکھدیا کیون لاکے یہ میرے برابر آئینہ

وصل مین اُس صنم شوخ ادا کا پردہ
میری آنکھون نے اُٹھا دیگا حیا کا پردہ

چھپتی پھرتی ہی نہین سامنے آتی شب ہجر
مجھسے دیکھے تو کوئی میری قضا کا پردہ

زلفین جاتی ہین نظر پر نہین ہوتی جو نقاب
رخ محبوب کا پردہ ہے بلا کا پردہ

کیون نہ پوشیدہ دہان و کمر اُس بت کے ہین
کبھی اُٹھتا نہین اسرار خدا کا پردہ

خون عشاق چھپانا بھی اسی رنگ سی ہی
فقط اے شوخ یہ ہے شوخ حنا کا پردہ

یون بھی چاہین تو وہ کرلین مری آنکھون مین
ورنہ در اصل یہ ہے ناز و ادا کا پردہ

دل یہ کہتا ہے اسی سینے سے لپٹا لو کمال
نہین اُٹھتا ہے اگر شرم و حیا کا پردہ

کیون نہ آئے ہجر مین اے شوخ پرفن زلزلہ
جب اُٹھائے ہر گھڑی فریاد و شیون زلزلہ

یار کے جاتے تہ و بالا ہے میت بھی مری
ٹھوکرون سے آرہا ہے زیر مدفن زلزلہ

نالہ بلبل کریگا آپ بلبل کو تباہ
باغمین آکر اجاڑیگا نشیمن زلزلہ

جب ادھر تم دیکھتے ہو ہلکے رہتا ہی دل
خوب اُٹھاتی ہی یہ آفت خیز چتون زلزلہ

کیون نہ ہجر یار مین ہر وقت اُٹھ اُٹھ کر گرون
جب اُٹھائے دل کی بیتابی کی اُلجھن زلزلہ

پہونچی ہوگی میرے نالونکی خبر کو بھی یہ بات
کیا وہان آیا نہ ہوگا مشفق من زلزلہ

بیقراری مجھکو کرتی ہے تہ و بالا کمال
ہجر مین ٹھہرا ہی گویا میرا مسکن زلزلہ

ردیف یای تحتانی

تجھے ساقی تری محفل کو میخانہ بنایا ہے
اس اپنی گردش قسمت کو پیمانہ بنایا ہے

تغافل کی حکایت اک بیان خواب ہے گویا
جفاؤنکا تمھاری ہمنے افسانہ بنایا ہے

شکایت ایک تیری ہی نہین تیری محبت نے
عدو احباب کو اپنون کو بیگانہ بنایا ہے

وہ دل جو میری حالت کی پریشانیکا باعث تھا
کسی نے لیکے اپنی زلف کا شانہ بنایا ہے

اک اپنا شیفتہ مجنون کو لیلے نے بنایا تھا
اک اس لیلی ادا نے مجکو دیوانہ بنایا ہے

صنم یون دلمین رہتے ہین نکلتے ہی نہین گھر سے
یہ وہ کافر ہین کعبہ کو صنم خانہ بنایا ہے

پتنگے جتنے ہین جلتے ہین گر کر شمع محفل پر
ہمین قسمت نے خود جلنے کو پروانہ بنایا ہے

کسیکے ہوش کھوئے ہین نگاہ مست سے اسنے
کسیکو رفتہ رفتار مستانہ بنایا ہے

کنارے پر ترے سرچشمۂ رحمت کے پہونچے ہین
کہان جا کر گنہگارون نے میخانہ بنایا ہے

تقاضا ہی یہ ہر دم جیب و دامانکا ہمین پھاڑو
انہین دونون نے ملکر مجکو دیوانہ بنایا ہے

چراغ طور کو منظور میرا ہی جلانا تھا
کلیم اللہ کو دھوکے مین پروانہ بنایا ہے

حسینون کے لیے دلکو کیا ہی ہمنے دو ٹکڑے
اک آئینہ بنایا ایک کو شانہ بنایا ہے

کمال اپنی یہ مت الٹی ہے متوالو کی صحبت مین
کہ ساغر کو سبو شیشہ کو پیمانہ بنایا ہے

نہین اب دل مرے سینہ مین اس قاتل کا پیکان ہے
یہ عالم بھی نیا دیکھا کہ صاحب خانہ مہمان ہے

تصور بھی یہ کہتا ہے کہان ڈھونڈھون نہین ملتا
نہ دلمین جلوہ گر ہے وہ نہ آنکھون ہی مین پنہان ہے

سلجھواتی ہو ان غیرون سے وہ الجھی ہوئی زلفین
الگ میرے دلکو ہے الجھن طبیعت مجھکو پریشان ہے

نکالا ہے مجھے گھر سے یہ کہکر بدگمانی نے
کہ جا کر دیکھلو تم غیر کے گھر مین وہ مہمان ہے

شب وعدہ ادا سے بن سنور کر آچکا کوئی
بڑھی ہی بیقراری خود مرے جانیکا سامان ہے

خطا اپنی ہی ہے کیون لے سر مانگا گالیان کھائین
پشیمان آپ ہی ہین ہم عبث کوئی پشیمان ہے

شکایت آج کچھ میری کسیکے کان تک پہونچی
الٰہی شکر ہے دربان مرے نالونسے نالان ہے

وفا کہتے ہین کسکو بیوفائی ختم ہے دیسر — عداوت کر رہا ہی دوست بنکر دشمن جان ہے
کہانسے آتے ہو تم لیکے آئینہ ذرا دیکھو — ہوا سی کیسی رخ پر چھائی ہو صورت پشیمان ہے
مجھے اسکی ندامت ہے نہ نکلی آرزو کوئی — وہ مجھسے پوچھکر میری تمنا مین پشیمان ہے

کمال یا نظر جینے سے بھی مشکل محبت مین
کہا کرتے تھے کن دعوونسے مرجانا تو آسان ہے

ہمارے دلکو اک فتنہ سے الفت ہونیوالی ہے — گھڑی آتی ہے آفت کی قیامت ہونیوالی ہے
سنون کیا تیری اے ناصح نہ کہہ ترک محبت کو — بھلا ایسی موثر کب نصیحت ہونیوالی ہے
بدل جائیگی رفتہ رفتہ صورت اپنی فرقت مین — نہ پہچانیگا کوئی اب وہ حالت ہونیوالی ہے
بہت اچھلا ہی سودا ان پریرویون کی الفت کا — نہین قابو مین ہم کم آدمیت ہونیوالی ہے
شب وعدہ ابھی آئی نہین لیکن یہ ہی دھڑکا — کہ وہ کمبخت آکر جلد رخصت ہونیوالی ہے
یہ کیا مطلب ہے کوئی کھیل جائے کیا ابھی جی پر — سناتے کیون ہو تجھسے ترک الفت ہونیوالی ہے
کہونگا تم سے لپٹا تھا مین بیتابی کی حالتمین — جواب اسکا یہی ہے جو شکایت ہونیوالی ہے
ملا نیکو ہے یہ بھی آنکھ مجھ حیرانسے محفل مین — زیادہ تم سے آئینہ کو حیرت ہونیوالی ہے
نئی شوخی ہے ہمپر ظلم کرتے ہین وہ یہ کہکر — کہ اسکی ایکدن تجھسے ندامت ہونیوالی ہے
تڑپکر موت جب شاکی طلب کی یہ صدا آئی — نہ گھبرا جلد صبح شام فرقت ہونیوالی ہے
نکلجائیگا دم جب تمہین سرد آہ کھینچین گے — ہماری روح بھی ساتھ اسکی رخصت ہونیوالی ہے
ضرور اگر تم اپنے مرنے والے سے ذرا مل لو — کہ اب تمسے جدائی تا قیامت ہونیوالی ہے

کمال اس شوخ کے کہتے ہین نازدلستان مجھسے
کہ واپس کردہ دل کی پھر ضرورت ہونیوالی ہے

چھپے کوئی حسین ہر چند شہرا ہو ہی جاتا ہے — اگر ہو سات پردون مین تو چرچا ہو ہی جاتا ہے
نہ سمجھو تم افاقہ ہو گیا بیمار الفت کو — یہ درد دل ہمیشہ کم زیادہ ہو ہی جاتا ہے
اٹھاتا ہے بتون کے عشق مین جو سختیان دم دم — وہ دل فولاد بھی ہو وہ کلیجا ہو ہی جاتا ہے
قضا آئے کسیکی یا نہ آئے جان نثار ومنین — ادھر سے وار شمشیر ادا کا ہو ہی جاتا ہے

تڑپتے دیکھکر ہمکو الٹ دیتے ہین وہ چلمین
کبھی تو سامنا انکا ہمارا ہو ہی جاتا ہے

نہ دیکھو تم کسیکو بزم مین نیچی نگاہو نسے
کہ اسمین آدمی بدنام و رسوا ہو ہی جاتا ہے

تڑپ خود دیکھتے ہین آگے معشوق اپنے عاشق کی
غرض یہ اضطراب دل تماشا ہو ہی جاتا ہے

شب وصل انکی میری گفتگو مین دخل کیا دلکو
کہ یکجائی ہین باہم کوئی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے

زمین پر پاؤن رکھین یا نہ رکھین دو قدم لیکن
جہان چلتے ہین وہ اک حشر برپا ہو ہی جاتا ہے

ادا سے ہاتھ رکھ دیتے ہین جب وہ میرے سینے پر
کلیجا وصل کی شب ہاتھ بھر کا ہو ہی جاتا ہے

کمال عشق مشرب کو مسلمان سمجھو یا کافر
جسے دیتا ہے دل اُس بت کا بندا ہو ہی جاتا ہے

تمھین بلبلین گلے سے کٹتے ہین الفت ایسی ہوتی ہے
تمھین پر مرتے ہین سب اچھی صورت ایسی ہوتی ہے

اشارے غیر سے کرکے نہ پھر میری طرف دیکھا
نہ آنکھین چار کین تم نے ندامت ایسی ہوتی ہے

نہ پوچھے کوئی اسکو عشق مین ہوتی ہے کیا صورت
نہین رہتا ہے دل قابو مین حالت ایسی ہوتی ہے

ہوا گستاخ اُنسے بے اجازت لے لیے بوسے
ادب کا پاس اُٹھ جاتا ہے عادت ایسی ہوتی ہے

ہر اک مرتا ہے تیرا یک میرے جان دینے سے
زمانہ رشک کرتا ہے محبت ایسی ہوتی ہے

ستم بھولے ہوے کچھ یاد آئے مین جو یاد آیا
ملے تم لطف سے خود ہی ضرورت ایسی ہوتی ہے

پسند آئے نہ جب انداز غیرون کے بٹھا نکلے
اُٹھا لائی تری محفل سے غیرت ایسی ہوتی ہے

اُسی انداز سے اپنی بلائین دیکھ کر لینا
ذرا پھرنا تر سے کہنا کہ صورت ایسی ہوتی ہے

ستم اُس شوخ کے سب وصل کی شب بھولے بیٹھے ہین
اسی کو لطف کہتے ہین عنایت ایسی ہوتی ہے

تمھارا دل جو آئے گا کسی پر پھر بتا دین گے
تمنا آرزو اُمید حسرت ایسی ہوتی ہے

نہین مین قتل ہوتا سخت جانی اسکو کہتے ہین
گلا کٹتا نہین تم سے نزاکت ایسی ہوتی ہے

وفا آپ اسکی قائل ہے نہین ہے باوفا مجھسا
محبت خود یہ کہتی ہے محبت ایسی ہوتی ہے

اب مجھے سینے سے لپٹا لو یہ بیدردنسے کہتا ہون
کمال اس درد فرقت کی اذیت ایسی ہوتی ہے

کرون نالے تو نالون پر مرے تاثیر ہنستی ہے
مقدر کا جو کچھ شکوہ کرون تقدیر ہنستی ہے

نہ لکھو نامہ کستی ہے صریر کلک آوازے
جواب خط نہ آئے گا مری تحریر ہنستی ہے

نہایت شوخ کھینچا ہے مصور نے ترا نقشا
قبائے کاغذی پہنے ہوئے تصویر ہنستی ہے

کوئی اسکی تمنا اُس کا پیکان بھی شے نکلا
مرے دل کی تڑپ بجھپر بہت اے تیر ہنستی ہے

ہمین گردش مین رکھکر آپ بھی راحت نہ پائیگا
روش پر تیری خلق اے آسمان پیر ہنستی ہے

چلے جائینگے وہ غیر دسنکے گھر ہوگا اثر اُلٹا
شب وعدہ ہماری آہ پر تاثیر ہنستی ہے

شب غم قسمین پڑ رونے پر ہمارے دو تون خندان ہین
ادھر دل مسکراتا ہے اُدھر تقدیر ہنستی ہے

شب غم اے دل بیتاب فریاد ین تری سنکر
عجب کیا ہو ل اُٹھے یار کی تصویر ہنستی ہے

عبث تلوونکے چھالے پھوٹکر روتے ہین وحشت مین
نہین نالان ہے یہ مجھپر مری زنجیر ہنستی ہے

کیا ہے چاند کو بھی ماند تیرے پرتو رخ نے
فلک پر ہے وہ شرمندہ تری تنویر ہنستی ہے

گریبان پھاڑ تیرا کا قصد جب تا ہون لذت ہے
تو کیا کیا ہو کے رسوائی گریبان گیر ہنستی ہے

لکھا ہی کیا مرے خط کا خود اے قاصد جواب اُسنے
عبارت شوخ ہی دلکش ہے خط تحریر ہنستی ہے

جو رو درد کر شب غم شکوہ کرتا ہون کمال انکے
تو کیا کیا میری باتون پر مری تقدیر ہنستی ہے

نکالے خوب اپنے شوق شہادت حوصلے دلکے
گرا سر پاؤن پر لگ کر قدم لینے کو قاتل کے

ہٹو کسکو یہ سمجھاتے ہو فرقت مین نہ گھبرا
نہ جانے دینگے ہم جاؤ ہوس سے تم گلے دل کے

اجازت پاکے اپنا انکے سینے سے لپٹ جانا
وہ اُنکے سرکا رہجانا سوال وصل پر دل کے

اُمنگین اپنی نکلین یا نہ نکلین یاد فاؤن کی
جفائین کرکے تم تو حوصلے پورے کر دل کے

بجھائے آہ مجنون چلتی تھی لیکن بہت تھم کر
کہ رہجاتے تھے پردے اُٹھکے لیلی کی محمل کے

جدھر آئے وہ دنیا میں جگہ دینے کو حاضر ہے
جگر یا دل ہو سب مشتاق ہین پیکان قاتل کے

جگر کو تھام کے اُٹھکے رہجانا قیامت ہے
تماشے دیکھے جاؤ تم مری بیتابی دل کے

لحد پر آکے اپنے مرنےؔ ون کی اُنکا کہجانا
یہی تھی کیا وفا جو رہگئے تم خاک مین دل کے

شب وعدہ کسینے آکے کیا وعدہ وفائی کی
مٹا کر چلدیا ارمان جتنے تھے مرے دل کے

مین اپنے خون کا دعوی کرونگا جب قیامت مین
مکر جائیگا یہ تیور سکھے دیتے ہین قاتل کے

وہ لجائے وصل میں دستِ تمنا جب بڑھا میرا
کمال آخر بتا دے کیا ارادے ہیں ترے دل کے

پوچھو نہ وقت آخر تم آرزو کسیکی
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں ہے جستجو کسیکی

اک بوسہ مانگنے پر ہان بھی نہ بانسے کہدے
یارب کبھی بدل دے اک روز خو کسیکی

راز و نیاز ہمسے در پردہ ہیں مناسب
ڈر ہے کوئی نہ سنلے یہ گفتگو کسیکی

گردش میں عمر گزری ہفت آسمانکی صورت
برسوں تلاش کی ہے کیا چار سو کسیکی

دل لیچلا ہمارا اُن آنکھوں کا اشارہ
سنتا ہے اب بھلا کب وہ خوبرو کسیکی

جنبش لبی کے بڑھکر آنکھوں نسی ہیں اشارے
کیا لطف دے رہی ہے چپ گفتگو کسیکی

آئے مقابلہ کو خورشید یا قمر ہو
ہستی نہیں سمجھتا وہ ماہرو کسیکی

آنکھوں سے ڈھل رہے ہیں ہنگام نزع آنسو
دیکھو نکل رہی ہے یون آرزو کسیکی

یون عرض مدعا پر اُسکا بگڑ کے کہنا
عادت بگاڑتا ہے کمبخت تو کسیکی

دیگا جو کوئی گالی منھ چوم لونگا میں بھی
موقع پر آچکی ہے تجھ گفتگو کسیکی

پیدا کرے مقدر شکل وصال دلبر
خود گم بنا دے مجھکو یہ جستجو کسیکی

دیکھا جو دم نکلتے کھچنے لگے وہ ہمسے
سمجھے نکل رہی ہے یہ آرزو کسیکی

تم انجمن میں جا کر بیٹھو کمال چپکے
پوچھے گا خود تمنا وہ شمع رو کسیکی

چرخ کیا لیکر ہمارا امتحان گردش میں ہے
ہم یہ گردش میں نہیں سارا جہان گردش میں ہے

ہے شریک حال مجھ برگشتہ قسمت کا یہی
روز و شب کیا ساتھ میرے آسمان گردش میں ہے

گردش قسمت کے ہاتھوں لین کسی جا کیا قرار
اب تو نظروں میں ہمارے ہر مکان گردش میں ہے

ڈھونڈھتی پھرتی ہے یہ باب اثر ملتا نہیں
دیکھیے چاروں طرف آہ و فغان گردش میں ہے

اپنے مٹ جانیکا شکوہ ہم کسی سے کیا کرین
خود مصیبت میں پڑا ہے آسمان گردش میں ہے

پھرتے ہیں صیاد روز و شب لیئے دام قفس
ہائے کیا بلبل کی قسمت باغبان گردش میں ہے

آسمان پر ہے پتا اُسکا نہ بالائے زمین
روز و شب ہو وہم سرگشتہ گمان گردش میں ہے

کسطرح میرے دل بیتاب کو آئے قرار
کس سے مانگون چین ہر دم آسمان گردش مین ہے

تو یہ کہدینا وہ مہ پوچھے جو لے پیغام بر
ہچکی اُلفت مین ہو لے مہربان گردش مین ہے

پھرتا ہے ساتھ اُس نگہ کے ابروِ خمدار بھی
تیر کے ہمراہ دیکھو یہ کمان گردش مین ہے

کھینچکر مین آہ و نالہ صبر کرکے رہ گیا
امتحان لیتے ہین وہ اور امتحان گردش مین ہے

اور کیا ظاہر اثر ہوگا ہماری آہ کا
ٹھہر یہ چکر مین دیکھو آسمان گردش مین ہے

ضعف سر پھرنیکا باعث ہی تصور مین ترے
یون محبت مین کمال ناتوان گردش مین ہے

نگہ سیدھی تھی یا بل ابروِ خمدار مین آئے
عنایت کی نظر تھی یا عتاب یار مین آئے

لگا نا وار اے قاتل سمجھ کر سخت جانون پر
نہ اُٹھے درد شانے مین نہ بل تلوار مین آئے

پکارا اُسکو لب جان بخش سے آکر سر بالین
نکلکر جان تن سے پھر ترے بیمار مین آئے

اُسے یارب نہ جانے فن بعد مرگ عاشق کو
غرض ہر پھر کے میت کوچۂ دلدار مین آئے

کسیکو کیا سمجھ کر تمنے یہ جلوہ دکھایا تھا
بتا او ہوش کیون کر طالب دیدار مین آئے

نکل آئے ہین تیرے آبلہ پا دشتِ وحشت مین
سُنا لے انکو جو جو کچھ زبانِ خار مین آئے

دکھا کر مین دلِ پر داغ اُس گل سے یہ کہتا ہون
کہ جسکو سیر کرنا ہو مرے گلزار مین آئے

حسینون کچھ نہین جلوہ فروشی ہی مناسب ہے
وہی یوسف ہے جو بکنے کو ہر بازار مین آئے

جلے دلکو اگر کرتی ہین کچھ ٹھنڈا تو سرد آہین
لگی جسکو بجھانا ہو وہ بزم یار مین آئے

تمہین پہونچا دو اے امید حسرت کوی جاناتک
سہارا دو تو قوت میرے جسم زار مین آئے

ہنسنے دیتے ہین جلنے گل ہین غنچے مسکراتے ہین
ہمین رونے کو مثلِ شبنم اس گلزار مین آئے

کوئی دل بیچنے لائے کوئی سر بیچنے اپنا
عجب ہو گرم ہنگامہ جو وہ بازار مین آئے

کمال اُس بت سے وعدہ وصل کا لیکہ یہ کہدینا
کوئی انکار کا پہلو نہ اب اقرار مین آئے

صورت نہ دکھاؤ جو دکھائی نہین جاتی
آواز بھی پردے سے سُنائی نہین جاتی

اک وہ ہین کہ دل لے کے کیا ہمکو فراموش
اک ہم ہین کہ یاد انکی بھلائی نہین جاتی

اچھا نہ نکالے کوئی حسرت مرے دل کی
کیا خاک مین بھی آکے ملائی نہین جاتی

مشکل ہی بہت روٹھ کے اُس شوخ کا منانا
جب بات بگڑتی ہے بنائی نہین جاتی

جیتے رہو مانگو مرے مرنے کی دعائین
کچھ اس سے مجھے موت تو آئی نہین جاتی

غل آہ عنادل سے ہے صیاد کے گھر مین
وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہین جاتی

جب شکوہ کیا طالع خفتہ کا وہ بولے
سوتی ہوئی تقدیر جگائی نہین جاتی

تو لاکھ مکدر رہو دم ذبح کسی سے
قاتل ترے خنجر کی صفائی نہین جاتی

کہنا وہ کسی کا مجھے سینے سے لگا کر
آجاتی ہے جب دل مین برائی نہین جاتی

سرکش ہے بلا کی کہ جھکا دیتی ہے آنکھین
آنکھ اٹھتی جوانی سے لڑائی نہین جاتی

معشوق کمی ملنے مین عاشق سے کرے لاکھ
جب بڑھتی ہی الفت تو گھٹائی نہین جاتی

جب کہتا ہون محشر مین کرونگا تری فریاد
کہتا ہے قیامت ابھی آئی نہین جاتی

تقدیر کمال آپکی بس ہو چکی سیدھی
جب وصل مین انکی کج ادائی نہین جاتی

دکھاتی ہے جھلک یہ وصل کی شب بھی شب غم کی
کسی ناکام کی تقدیر جگی بھی تو کیا چمکی

مسیحا کیا بنے کوئی شفا گم ہے زمانے سے
مین ایسا زخم ہون حاجت نہین ہے جسکو مرہم کی

کبھی دل لیگیا کوچہ مین اُسکے گاہ صحرا مین
بڑھا دی میری وحشت گاہ ٹھکانون سے کبھی کم کی

ہتھیلی پر یہان رکھا ہے سر شوق شہادت مین
اٹھا کر تیغ تم ہر بار دیتے ہو کسے دھمکی

ہمارا حال چشم و دل ہمارے اُنسے کہہ دینگے
سکندر کی نہین گے آئنہ سے جام سے جم کی

نظر کو اُسکی سیدھا ہمسے رکھتا بخت برگشتہ
نگاہین پھر گئین تھین پھر گئین تھین سارے عالم کی

ہماری ظلمت بخت سیہ بھی اک کرشمہ ہے
کہ آنکھین مانگنے لگتی ہے تاریکی شب غم کی

وہ روتے دیکھکر مجھکو بہت ہنستے ہین محفل مین
گل گلزار سے پوچھے کوئی تاثیر شبنم کی

مری آہ و فغان نے بحث تھی کیا کیا شب فرقت
وہ دل کیطرح گرجی ہے یہ بجلی کیطرح چمکی

دل وحشی کو بہلاتے ہین اسباب پریشانی
ہوائین آرہی ہین کوچۂ گیسوئے پرخم کی

تری تصویر کو اپنے کلیجے سے لگائے ہون
ہزارون راحتین صدقے مصیبت پر شب غم کی

بہارِ گل خبر فصل خزان کی دیتی ہی بلبل
عیان ہے دیکھ صورت گریۂ شبنم سے ماتم کی

کھلائے کیسے کیسے گل بہار فکر رنگین نے
کمال اس گلشن ہستی مین رونق ہی ترے دم کی

کبھی ہوگا نہ ہجر اُنسے یہی ملنے کا حاصل ہی
ہوا ہی وصل مشکل سے تو اب فرقت بھی مشکل ہی

نشان مین پوچھتا ہون گم شدہ دلکا وہ کہتے ہین
جہان ہین چند امیدین تمہاری بس وہین دل ہی

تمہین سرگرم صحبت دیکھکر وہ جلنے والے ہین
دل سوزان ہمارا ہی تمہاری شمع محفل ہی

مری صورت نظر آئے گی جب شکل اپنی دیکھوگے
جسے آئینہ تم سمجھے ہوئے ہو وہ مرا دل ہی

طریق عشق مین اتنا نہ مضطر ہو سنبھل اے دل
نئی راہین ہین اس کوچہ کی سخت ایک ایک منزل ہی

لب دریا لگا ہے آج میلہ آشناؤن کا
کہ بیڑا ڈوبنے والا مرا نزدیک ساحل ہی

سکھاتا ہے ادا و ناز سلجھاتا ہے زلفونکو
کبھی آئینہ ہے اُنکا کبھی شانہ مرا دل ہی

قضا اُنکی کہان جو جان دیتے ہین اداؤن پر
تمنا خاک مرنے کی کرین مرنا بھی مشکل ہی

چلے جب وہ نگاہین پھیر کر پہلو سے دل لیکر
پکارین حسرتین میری ابھی اک اور بھی دل ہی

کبھی چین بر جبین ہونا کبھی خنجر اُٹھا لینا
دکھاتا یون اُسے آنکھین جو اک بوسہ کا سائل ہی

ٹپکتے ہین زمین پر گاہ وہ تلوؤن سے ملتے ہین
جسے نازون مین پالا تھا کسی نے یہ وہی دل ہی

وصال و وصل کے خواہان نہ مرتے ہین نہ جیتے ہین
نہ یہ ممکن نہ وہ ممکن عجب درپیش مشکل ہی

وہ مجھسے پوچھتے ہین مین یہ کہتا ہون **کمال** اُنسے
وہ رکھتا ہون تمنا جو نہین کہنے کے قابل ہے

کہتا ہے دل کہ یاد کسیکی ادا کی ہے
ہوجاؤ ہوشیار کہ آمد قضا کی ہے

آنکھین لڑا کے ہمکو بناتے ہو ہیچمیا
یہ آج شان اور تمہاری حیا کی ہے

دل کے کراہنے کا سبب کچھ نہ پوچھیے
وہ درد ہی کہ جسمین کھٹک انتہا کی ہے

مین پوچھتا ہون آنکھ سے آنسو جو آتے ہین
یہ تو بتاؤ خیر دل مبتلا کی ہے

لڑتے ہی آنکھ سینے مین دل کا پتا نہ تھا
اُس شرمگین نگاہ مین شوخی بلا کی ہے

سُنکر سوال بوسہ کسیکو زبان سے
کہنے نہ دی نہین یہ عنایت حیا کی ہے

کہتا چلا یہ اُٹھکے مرے پاس سے مسیح
مرجانے کا یقین نہ توقع شفا کی ہے

سوجھی ہین شوخیان مری پہلو مین بیٹھکر
تمکو خبر بھی کچھ دل دردآشنا کی ہے

اُس آنکھ سے اُٹھائے تو ہی لئے ہوئے شوق
چلمن پڑی جو پردۂ شرم و حیا کی ہے

پھر دُعا اُٹھاؤ نہ ہاتھ آکے وقت نزع
کو سو کہ مرنیوالے کو خواہش قضا کی ہے

جاتا نگاہ پھیر کے فرقت کی شب کمال
وہ بیرُخی بھی یاد دل بیوفا کی ہے

ہم بُلانیکے لیے تم ہو نہ آنیکے لیے
ہم منانے کیلیے تم روٹھ جانیکے لیے

کیا نہ اے ضبطِ فغان ہین ٹھنڈی سانسین بھی بھرون
گرمیان کرتے ہین وہ میرے جلانیکے لیے

چڑھ رہی ہین چادرین پھولونکی اپنی قبر پر
آپ جو وہ پھول لاتے ہین چڑھانیکے لیے

اُنسے پوچھونگا کہ کیونکر چھیڑتے پھر تم مجھے
درد اگر ہوتا نہ میرا دل دُکھانیکے لیے

حسرتین ارمان لاکھون ہین دلِ بیتاب مین
اب کوئی دل اور ہو اُنکے سمانیکے لیے

آنکھ مین سُرمہ وہ ٹری مستی کی لب پر مُنہ مین پان
یہ تو سامان ہین کہین مہمان جانیکے لیے

اُنکی چھیڑ مین وصل کی شب کی رہین گی یادگار
شمع روشن کی تھی میرا دل بجھانیکے لیے

درد دل رونا ہمارا ہنسکے کہنا یار کا
سب یہ تدبیرین تھین بس میری ہنسانیکے لیے

چپکے سُنتے ہین نہ کہتے ہین نہین مُنہ سے ہان
خواہشین میری ہین اُنکے مسکرانیکے لیے

چلدیے وہ اور تڑپا کر دلِ بیتاب کو
آئے تھے مجھکو کلیجے سے لگانیکے لیے

آئے تھے وہ دل جلانیکو شبِ وعدہ کمال
ہنسے آگے رکھدین کچھ شمعین بجھانیکے لیے

کون تھا جاتا شبِ وعدہ جو لانیکے لیے
بڑھ گئی دل کی تڑپ اُنکے بُلانیکے لیے

لکھی ہے قسمت مین ناکامی وصالِ یار سے
حسرتین بڑھتی ہین کیون میرے مٹانیکے لیے

دیکھیے اب کیا اُٹھاتے ہین وہ طوفان خیر ہو
آتے ہین پھر روتی شکلونکے ہنسانیکے لیے

اپنی فرقت مین جلایا تو بہت کیا بعد مرگ
شمعِ مرقد بھی نہ آؤگے بجھانیکے لیے

خیر اگر دل مین ہزارون حسرتون کا ہے ہجوم
آؤ تم میری نگاہون مین سمانیکے لیے

صاف کہدیتے نہین اُٹھ جاؤ میری بزم سے
کیون بٹھاؤ غیر کو میرے اُٹھانیکے لیے

سر مرا زانو پر اُسنے رکھ لیا ہی وصل مین
خوب پہلو ہی یہ میری نیند آنیکے لیے

جلد ہی مجکو مٹا کر وہ چلو اچھا ہوا
آئے تھے میری محبت آزمانیکے لیے

غم نہین مرنیکا اپنے غم ہی اسکا بعد مرگ
لاش پر ہوتے وہ دو آنسو بہانیکے لیے

آئی ہی وعدہ کی شب یہ کہہ رہی ہین حسرتین
وہ نہین آنیکے تم خود جاؤ لانیکے لیے

جب نہ آنیکا کیا شکوہ تو وہ بولے کمال
آدمی کب تمنے بھیجا تھا بلانیکے لیے

اس طرح بھی اظہار تمنا نہ کرین گے
تقدیر کا بھی آپ سے شکوا نہ کرین گے

پھر نیم نگاہی سے یہ کہنا دم رخصت
وعدہ تو کیا ہے اُسے پورا نہ کرین گے

ہنس ہنسکے رُلانیکا بھی کیا غیر ہے مانع
کہتے ہین کہ اب ہم تجھے چھیڑا نہ کرین گے

لیگا نہ خبر درد و مصیبت مین جب اپنی
ہم بھی کسی بیدرد کی پروا نہ کرین گے

یہ اُنکے ستانے کا طریقہ ہے نرالا
کہتے ہین بگڑ کر کہ ستایا نہ کرین گے

اُٹھ جائینگے محفل سے تری کھینچکے نالے
چپ رہنگے تو اظہار تمنا نہ کرین گے

خاموش جو رکھتے ہو محبت مین ہمین تم
اغیار تو اس بات کا چرچا نہ کرین گے

دیکھو یہ ضدین اُنکی قیامت ہین شب وصل
کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہ کرین گے

کہتے ہین جنھین لطف یہی جور و ستم ہین
تم لطف کرو اسکی تمنا نہ کرین گے

کیا اُس سے خفا ہو گئے کہتے ہو جو مجھسے
چاہین گے تمہین غیر کو چاہا نہ کرین گے

کیا خاک انھین قدر وفا جو ہین جفاکار
ہم جان بھی دیدینگے تو پروا نہ کرین گے

سمجھے تھے کہ ارمان نکالینگے شب وصل
یہ رات تو ہی شکر کی شکوا نہ کرین گے

شانہ سے سلجھوائین گے اُلجھی ہوئی زلفین
کیا کیا وہ کمال آنے مین حیلا نہ کرین گے

دشمن جان بھی ہو دل دوست بھی ہو یار بھی ہو
بنکے غارت حسینون کا طرفدار بھی ہے

مول ایسا نہین کچھ اک نگہ ناز فقط
دل تو وہ بیچتا ہون مگر کوئی خریدار بھی ہے

ہو شمین آئین رہِ عشق کے چلنے والے
یہ وہ کوچہ ہی جو آسان بھی ہی دشوار بھی ہے

یہ مرے قتل کا سامان ہے اللہ اللہ
ترچھی نظرین بھی ہین پھر ہاتھ مین تلوار بھی ہے

کس کا دل کس کا جگر چھین کے لے آئے ہو
ناز و انداز مین جھگڑا بھی ہی تکرار بھی ہے

ہی شبِ وصل بھی انکار اُنھین بیخوابی مین
واہ رے بخت کہ سوتا بھی ہو بیدار بھی ہے

چھوڑ دو جور و جفا اب تو ذرا قائل ہو
میرے دل سا کوئی الفت مین وفادار بھی ہے

دردِ فرقت کی کھٹک وصل کی اُمیدین بھی
دل وہ گلشن ہی کہ گل بھی ہین جہان خار بھی ہے

مجکو دم توڑتے دیکھا تو کہا ظالم نے
سہل ایسا نہین یہ مرحلہ دشوار بھی ہے

یہ سوال اُسنے کیا مجمعِ عشاق مین خوب
جور کس پر مین کرون کوئی وفادار بھی ہے

دم لبون پر کبھی یون آکے ٹھہرتا نہ کمال
شوقِ دیدار بھی ہے حسرتِ گفتار بھی ہے

قابلِ دید شبِ غم تھی مصیبت میری
بیکسی دیکھکے رو دیتی تھی صورت میری

پوچھنا وصل مین اُن نیچی نگاہون نے مرا
آج بھی خاک مین ملجائیگی حسرت میری

بے نشان ہونیکی درخواست ستمگر سے نہ کی
ٹھوکرین کھا کے فقط رہگئی تربت میری

تم جو آئے ہو شبِ وعدہ تو دل ٹھہرا ہے
اب نہ قابو سے نکل جائے طبیعت میری

آنکھ تم غیر سے محفل مین لڑاؤ تو سہی
آپ ہی مجکو اُٹھا لائیگی غیرت میری

اسکی تصویر کھنچے گی نہ کبھی کہتے ہین
رنگ اُڑائے گی مصور کے نزاکت میری

کہہ گئے ہین کہ نہ اب وصل کا دن آئیگا
صبح رکھتی نہین گویا شبِ فرقت میری

اُلفت غیر کی تعریف کرین وہ مجھ سے
ملگئی خاک مین سب آج محبت میری

دلِ بیتاب ٹھہر جائیگا خود کہتے ہین وہ
ستم و جور مین شامل ہی عنایت میری

اُنکو یہ کہکے مناتا ہون جو وہ روٹھتے ہین
اسطرح آپ کرینگے کبھی منت میری

اُٹھ گیا شب ہی کو مین جلتی رہی وہ تا صبح
شمع سے پہلے ہوئی بزم سے رخصت میری

خواب مین بھی نہ کبھی آؤنگا وہ کہتے ہین
تمکو حیران کرے گی یہ نزاکت میری

وہ یہ کہتے ہوے آئے ہین شبِ وعدہ کمال

کس سے وعدہ تھا کہان لائی ہے شامت میری

صبح کیا آکے نہ اب دیکھے گی صورت میری
جان ہی لیکے ٹلے گی شبِ فرقت میری

پوچھتے ہو جو دمِ نزع مرا حال تو پھر
ٹھہرو اتنا کہ ٹھہر جائے طبیعت میری

ہائے کیون اُنسے شبِ وصل گلہ کر بیٹھا
سر اُٹھانے نہین دیتی ہے ندامت میری

ناسمجھ ہین ابھی سمجھاؤن یہ کیونکر اُنکو
غیر کی چاہ ہے اچھی کہ محبت میری

سخت جانی مری وہ دیکھکے بولے دمِ ذبح
بڑھ گئی اور بھی اِسوقت نزاکت میری

گالیان بزم مین وہ دیتے ہین مین سُنتا ہون
واہ ری اُنکی حیا واہ ری غیرت میری

ہاتھ دلپر کبھی رکھا نہ تسلی کے لیے
کوئی پہچان گیا خوب طبیعت میری

دل مصور کا اُلٹ جائیگا وہ کہتے ہین
مین ہون جیسا نہ کھنچے گی کبھی صورت میری

وہ تو پہلو سے مرے اُٹھ گئے بیٹھے بیٹھے
کون اب پوچھنے کو آئیگا حسرت میری

جان دیدینے کو آمادہ ہون دل مانگنے پر
یاد رکھیے گا ذرا آپ محبت میری

یون نہ ہو جائے کوئی ہاتھ سے دلکے مجبور
اُنسے کہتا ہون نکالو کوئی حسرت میری

مجھ سیہ بخت کے گھر سے نہ کسی روز گئی
ہو رہی عشق مین آخر شبِ فرقت میری

مجھسے ترچھی ہی نظر یار کی رہتی ہے کمال
ہائے سیدھی نہین ہوتی کبھی قسمت میری

آملیگا کوئی یہ آس لگا رکھی ہے
مجمعِ یاس نے اُمید کی جا رکھی ہے

زہر کا جام ترے ہجر مین ہم پی لینگے
سامنے دردِ محبت کی دوا رکھی ہے

وہ اجازت بھی جو دین نالے نکرنا اے دل
بات یہ راز کی پہلے سے بتا رکھی ہے

آسمان بھی جو گھٹائے تو نہین گھٹ سکتی
شبِ فرقت یہ مقدر نے بڑھا رکھی ہے

اپنی بیداد سے بھی رکھتے ہو ہمکو محروم
خوب یہ تمنے ستانے کی ادا رکھی ہے

مرگِ دشمن کا تمھین رنج ہے کسلئے جو ہاتھ
یہ فقط میرے دکھانے کو حنا رکھی ہے

اپنے بیمار کو وہ ہوش مین لانا اُن کا
ہائے کہنا کہین پی لو یہ دوا رکھی ہے

راحت و صبر و خرد تاب و توان ہوش و حواس
کونسی چیز محبت نے بچا رکھی ہے

اپنا سر دوڑ کے رکھدونگا قدم پر اُنکے
دل بیتاب نے یہ چال بتا رکھی ہے

ہجر مین وصل کی صورت نکل آئی ہے یہ خوب
اُنکی تصویر کلیجے سے لگا رکھی ہے

وعدہ وہ کر گئے ہین شب کو ملین گے آکر
دلکی تسکین کو گھڑی ہمنے ملا رکھی ہے

دیجئے جان گلا کاٹئے یہ ہے منظور
جام بھی زہر کا ہے تیغ بھی لا رکھی ہے

آکے یاد اُسکی کبھی فاتحہ پڑھ دیگی **کمال**
تربت ارمانون کی سینے مین بنا رکھی ہے

کسی کا شوق ہو چھپکر مری نظر مین رہے
کسی کا درد ہو پنہان مرے جگر مین رہے

نزاکتین بھی کسی سنگدل کی یاد آئین
بہت جگہ مین رہا درد اب کمر مین رہے

بٹھایا ضعف نے ہمکو تو نقش پا ہوکر
نہ اُٹھے مٹکے بھی یون تیری رہگذر مین رہے

خدا نکردہ جو آجائے دل مرا اُنپر
ہزار گھر سے نکالو تمہارے گھر مین رہے

اُٹھا نہ پردہ کسی طرح پردہ والون کا
محبت اُنکی رہی دل مین وہ نظر مین رہے

جو دل کو ٹھوکرین کھانے کا عشق مین ہو مزہ
ادھر اُدھر نہ پڑے اُسکی رہگذر مین رہے

کمال کو بھی تو اے رشک ماہ کوئی داغ
کہ یادگار ترا اُسکے بھی جگر مین رہے

آشکارا مری غفلت سے ہو اُلفت اُنکی
بند آنکھون مین پھرا کرتی ہو صورت اُنکی

سر مرا زیر قدم اُنکے قدم ہین سر پر
ایک تقدیر مری ایک ہے قسمت اُنکی

آج جی کھولکے نالے مین کرونگا سر بزم
اُنکے قابو سے نکل جائے طبیعت اُنکی

جو شب وصل بھی خاموش الگ بیٹھے ہین
پوچھ لو اُٹھکے زرا ناز سے حسرت اُنکی

میرے قاصد سے وہ سُن سُنکے مرا شوق وصال
ناز سے کہنے لگے آئی ہے شامت اُنکی

لاکھ کرتا ہون ارادہ کہ کہون پھیر دو دل
پیار آجاتا ہے کچھ دیکھ کے صورت اُنکی

داد فریاد کسیکی کوئی سُنتا کب ہے
چال اُڑاتی ہو قیامت مین قیامت اُنکی

نالہ و آہ کو روکا نہ گیا محفل مین
ہم نہین جب بھی پریشان ہو صحبت اُنکی

اپنے ناکامون سے کی صلح کسی نے آخر
وصل پر جنگ تھی یا لڑ گئی قسمت اُنکی

دل بیتاب کے قابو سے نکل جانے کی
ہائے وہ بیٹھ کے پہلو مین شکایت اُنکی

لاکھ پھیرا کیے وہ میرے گلے پر نہ چلا
آگئی آگئی خنجر مین نزاکت اُنکی

ہمسے پوچھے کوئی پھر حال پریشان نظری
جب تصور سے نکل جاتی ہو صورت اُنکی

بوسے لے لوگے جو دو ایک نہین کہنے پر
اے **کمال** آپ ہی چھٹ جائیگی عادت اُنکی

لب آشنا نہین گلۂ سوزِ داغ سے
سیکھا ہون چپکے چپکے مین جلنا چراغ سے

لازم نہ تھا یہ بلبلِ ناشاد پر ستم
صیاد فصلِ گل مین نکالا ہی باغ سے

ہنستے ہین دیکھ دیکھ کے شب بھر ہمین چراغ
یہ حال کر لیا ہے محبت کے داغ سے

لو دل ہمارا اسکہ گیا کیا ستم ہوا
نازک دماغیان کسی نازک دماغ سے

جلکر جلا دیا کبھی اُف سے بجھا دیا
یہ دل لگی رہی شبِ فرقت چراغ سے

جی خوش کیا لگا کے کلیجے سے ہجر مین
دلبر کا ہمنے کام لیا دل کے داغ سے

بلبل ہزار جان سے جنپر نثار تھی
گلچین نے گل وہ توڑ لیے چپکے باغ سے

جاتے ہین میرے گھر سے وہ صبح شبِ وصال
اندھیر ہی چراغ کی رخصت چراغ سے

ہمکو شبِ وصال بھی دھڑکے تھے صبح کے
رکھا نہ آسمان نے آخر فراغ سے

ایدل کہین پکار نہ اُٹھنا کہ جل اُٹھا
پہلا یہ واسطہ ہی محبت کے داغ سے

یہ کون جل رہا ہے کہ بنکر دھوان **کمال**
آہین نکل رہی ہین زبانِ چراغ سے

اِس سے کچھ بحث نہین کسکا خیال اچھا ہے
دل کرے جسکو پسند اُسکا جمال اچھا ہے

وہ گلے مجھ سے کرین اور مین شکوے اُنسے
جسمین کچھ میل ہو پیدا وہ ملال اچھا ہے

حال بیمار کا خود آنکھ سے آکر دیکھو
غیر کے کہنے سے سمجھے ہو کہ حال اچھا ہے

آؤ لپٹا کے کلیجے سے مین دون اسکا جواب
کیون ترے دل کو دکھاؤن یہ سوال اچھا ہے

خواب مین ہی ملوگے جو تڑپکر پوچھا
آئی آواز تمھارا یہ خیال اچھا ہے

اپنے بیگانے ہوسے ہو گئی تقدیر بری
کس سے پوچھون کہ محبت کا مآل اچھا ہے

تیغ ابرو کو وہ چمکا کے کسی کا کہنا — لو تمھین عید مبارک یہ ہلال اچھا ہے
داغ عاشق رخِ معشوق سے ہوتا ہی عیان — یہ تو رخسار پر اُس شوخ کے خال اچھا ہے
آگیا کسِکا دلِ خاک شدہ اُنکو پسند — شیشے ٹھہرے ہین بُرے جامِ سفال اچھا ہے
ایک آزاد ہوا ایک ہوا آکے اسیر — اُنکے صیادِ محبت کا یہ جال اچھا ہے
یہ اشارے یہ کنایہ یہ عتاب بیجا — یہ بناوٹ یہ لگاوٹ یہ ملال اچھا ہے
آہ کر کے نہ اُٹھے تھام کے دل چپ بیٹھے — ایک ہی رنگ رہے جسمین وہ حال اچھا ہے

سب مین ناقص ہون ہمین سب مین برا ہو مین کمال
اُنکا احسان جو کہتے ہین کمال اچھا ہے

ہجر بہتر نہ حسینون کا وصال اچھا ہے — نہ اسی رنگ مین خوبی نہ وہ حال اچھا ہے
مدعا خود وہ سمجھ جائین ہمارے دل کا — جو نہ لب تک کبھی آئے وہ سوال اچھا ہے
آؤ ملجاؤ گلے دل کا نکالو بھی غبار — جسمین ہو جائے صفائی وہ ملال اچھا ہے
آگئے اُس بُت کے بُلا حور کو اپنی زاہد — پھر بتاؤن مین تجھے کِسکا جمال اچھا ہے
یہی غمخوار و انیس شبِ تنہائی تھا — لاکھ معشوقون سے بڑھکر یہ خیال اچھا ہے
خود ہنسائین گے وہ رہ رہکے ہمین برق صفت — صورتِ ابر رُلانے کا مآل اچھا ہے
مجکو دامن کی ہوا دیکے وہ غش مین لاکر — کہتے ہین اپنی طبیعت کو سنبھال اچھا ہے
جسکی جانب یہ پھرین اپنی طرف پھیر لیا — موہنی مین تری آنکھو نکی کمال اچھا ہے
مری تقدیر نے پہلے سے دیا مجکو جواب — وہ سُنین شوق سے جسکو وہ سوال اچھا ہے
دل مین رکھین اسے اغیار امانت ہے مری — یہ حسد اور یہ کاوش یہ ملال اچھا ہے
مجھ سے اُس ماہ سے آغاز محبت جو ہوا — خوبیِ بخت پکاری کہ یہ سال اچھا ہے
پوچھتے کیا ہو مزاج اپنے مریضِ غم کا — کبھی دم بھر مین بُرا ہے کبھی حال اچھا ہے

کوسنے دیگئے وہ آکے عیادت کے لیے
صحت اب ہوگی بہت جلد کمال اچھا ہے

غمزے بھی کسی شوخ کے سیکھے ہین ادا بھی — مُنہ پھیرے ہوے آتی ہے فرقت مین قضا بھی

اغیار کا دھیان آکے ہوا تفرقہ انداز
ہمسے وہ ملے بیٹھے بھی ہین پھر ہین جدا بھی

کیونکر نہ پھرے چار طرف اُٹھ کے یہ دلمین
کیا ٹھہرے ٹھہرنے کی سے ملے درد کو جا بھی

سُن کر مرا حال اُس کا نگہ پھیر کے ہنسنا
رُلوائے گا تا عمر یہ انداز جفا بھی

ظالم کے بُھلا دینے ہی کا عقدہ نہین کچھ
کیون یاد کیا بھول کے اسکا ہے گلا بھی

کیا تو ہی بٹھا دے گا رہِ شوق مین اُٹھکر
اے درد گرا دے گی ہمین لغزش پا بھی

کیا خاک اُڑاتے ہین ہمین تیری ہوا مین
سرگشتہ و برباد ہے صرصر بھی صبا بھی

ہان یو ہین نگہ پھیر نا چتون کو بدلنا
سُننا مری فریاد نہ تم روزِ جزا بھی

ارمان ترے شوق سے آئین مری دلمین
احسان ہین چھینین جو غم درد کی جا بھی

دل ہمنے دیا ہے جسے وہ ترک جفا دوست
خونریز بھی ہے دشمن ارباب وفا بھی

اُلفت کے بھی ہم دیکھتے ہین طرفہ کرشمے
جینے کی تمنا مین ہے مرنے کی دُعا بھی

ٹلتی نہین اُس شوخ کی آنکھو نسے شب وصل
اس شرم و حیا کو نہین کچھ شرم و حیا بھی

بھولے نہ رہین آپ تہمت عشق بتان پر
لازم ہے کمال آپ کو کچھ یادِ خدا بھی

آنے کو اُنھین ناز بھی مانع ہین ادا بھی
اُس پر یہ ستم پاؤن سے لپٹی ہے حنا بھی

دونون مین کوئی پوچھنے آتا نہین ہم کو
بیدرد مسیحا بھی ہے بیدرد قضا بھی

ملتا ہے مزہ ہجر مین بھی وصل صنم کا
تاثیر سے لپٹی ہوئی رہتی ہے دُعا بھی

تم ظلم کرو لطف سے ملے مجکو ستم مین
پیدا ہو جفاؤن مین زرا رنگِ وفا بھی

تڑپاتے بھی ہین ہاتھ بھی رکھدیتے ہین دلپر
بیدرد بھی ہین دردِ جگر کی ہین دوا بھی

کہتی ہے بگڑنے سے بنا کام ہمارا
سُن لیجیے بگڑی ہوئی قسمت کا گلا بھی

دل ایک مرا اس کے طلبگار ہین کتنے
شوخی بھی شرارت بھی نزاکت بھی حیا بھی

ہم غش مین ہین سر اپنا ہے آغوش مین اُنکے
کس ناز سے کہتے ہین کہ اب ہوش مین آ بھی

تڑپا کے جو ٹھہرائے تڑپتے ہوے دل کو
کہتے ہین اُسے درد بھی ہم دل کی دوا بھی

آئینہ مین کچھ دیکھ کے یہ پوچھنا اُن کا
کیون اور حسینون مین ہین یہ ناز و ادا بھی

جب مین نے کہا آ مجھے سینے سے لگا لے
کس ناز سے بولا وہ نگہ پھیر کے جا بھی

وہ کشتۂ الفت ہون مٹا کر جسے ہر دم
ملتی ہے ادا ہاتھ پشیمان سے ہے قضا بھی

سن کر مرے نالے وہ کمال اتنا تو بولے
کمبخت اثر کرنے لگی تیری صدا بھی

حال دل ترک کیا یار سے کہنا ہمنے
ہان نہ چھوڑا ستم و ظلم کا سہنا ہمنے

اشک جسطرح بہا کرتے ہین چشم تر سے
یون نہ دیکھا کسی ناسور کا بہنا ہمنے

کس نے پامال کیا دلکو جو مین نے پوچھا
ہاتھ ملکر کسی بیدرد کا کہنا ہمنے

پھانس ہو کر کبھی کھٹکین کبھی برچھی کی انی
دلمین دیکھا ہے تمنا وسکا رہنا ہمنے

وصل کی شب مجھے لپٹا کے گلے سے بولے
لیجیئے مان لیا آپ کا کہنا ہمنے

دوست بنکر وہ ہوئے دشمن راحت جس سے
پھر نہ چاہا کبھی آرام سے رہنا ہمنے

کسنے کی وعدہ خلافی یہ کسی کا شکوہ
کسی بیدید کا منہ پھیر کے کہنا ہمنے

دست نازک سے دم ذبح نہ اٹھی تلوار
اپنے قاتل کو دیا خوب الہنا ہمنے

ساتھ اشکون کے لہو ہو کے بہا دل اپنا
ہجر مین دیکھ لیا آنکھ کا بہنا ہمنے

پھر اسیطرح بگڑ کر یہ ذرا کہیئے گا
کبھی مانا ہے کسی کا کوئی کہنا ہمنے

پاس آتے نہین کھنچتے ہین بہت جو ہمسے
اختیار انسے کیا دور ہی رہنا ہمنے

عشقین لگ گئی کیون چپ بتائینگے یہ ہم
پوچھنا آپنے سیکھا تو نہ کہنا ہمنے

دونون ناکام رہے انکی محبت مین کمال
دل نے ہم کو تو دیا دل کو الہنا ہمنے

شوق مجنون سے حجاب رخ لیلےٰ اٹھ جائے
آہ کھینچے جو کہین بیٹھ کے پردا اٹھ جائے

نہ تسلی نہ تشفی نہ دلاسا نہ علاج
کیون سرہانے مرے بیٹھا ہے مسیحا اٹھ جائے

یہ تمنا ہے کہ دو رنج مجھے اتنے تم
کہ سوا رنج کے راحت کی تمنا اٹھ جائے

مجمع یاس رہے دل مین نہ حرمان کا ہجوم
ان کے آنیکی خبر سنتے ہی میلا اٹھ جائے

مرنے والے کو ذرا پاس بٹھائے رکھنا
جان دینے کا نہ وہ کرکے ارادا اٹھ جائے

کوچۂ یار کی ہم خاک اڑائین کب تک
اب تو وحشت کا قدم جانب صحرا اٹھ جائے

چھوڑ دین آپ جفا ہم جو کرین ترک وفا
پھر تو عالم سے محبت ہی کا چرچا اٹھ جائے

اسی ناکام مرے ارمان بھی خاک مین سب
آپ کی بزم سے جو بیٹھ کے چپکا اٹھ جائے

امر دشوار ہے انجام ... غفلت سے کے تشکر
ہوش کسکو ہے کہ غفلت کا یہ پردا اٹھ جائے

تیر بھی آگے ... کوئی دل مین ترا
ہائے یہ ظلم کہ اس کی بھی تمنا اٹھ جائے

اس سے امید ہے پہلو مین بٹھائیگا کمال
سنکے جو اپنے تغافل ہی کا شکوا اٹھ جائے

جناب شیخ وہان دیر سے آئے ہوئے
گئے تھے میکدے مین ہم بھی منہ چھپائے ہوئے

کبھی کو عشق مین تیرے پھرا ہوا پایا
یہ دور وہ ہے کہ اپنے بھی سب پرائے ہوئے

یہ آج کس کی وفا کا ان کا امتحان لیا
جو آپ جور و ستم سے ہین ہاتھ اٹھائے ہوئے

سفارش اس سے نہ کی بیکسی نے بھی میری
انھین نہ چھیڑ فلک کے ہین یہ ستائے ہوئے

کشش مری لیئے آتی ہے کھینچکر ان کو
عجب طریق سے آتے ہین بے بلائے ہوئے

نہین ہے دل مرے قابو مین پوچھتے کیا ہو
گزر گیا ہے اسے اک زمانہ آئے ہوئے

تو ہی بٹھائے گا آرام سے تو بیٹھین گے
تری نگہ کی جو گردش کے ہین بھلائے ہوئے

بٹھا لو تم مجھے پہلو مین اس توقع پر
تعلقات جہان سے ہون دل اٹھائے ہوئے

سحر کو شام مین پنہان کیئے ہوئے ہین کمال
نقاب زلف سے رخ کو ہین جو چھپائے ہوئے

کھا یا لیئے چوٹ اور شرر دل سے نہ اٹھے
ہم درد بھی بنکر تری محفل سے نہ اٹھے

... چھپائے تمناے شہادت سے نزاکت
ہلکی بھی ہو تلوار تو قاتل سے نہ اٹھے

کیون خاک نشینون کے بھی مٹ جانیکو دیکھا
آنسو تھے کہ گر کر تری محفل سے نہ اٹھے

گرمی بھی ہوئی آتش پنہان کی نہ ظاہر
شعلے بھی کبھی اپنے جلے دل سے نہ اٹھے

ناطاقتی و ضعف کی حالت کوئی دیکھے
جب بیٹھ گئے تھک کے تو منزل سے نہ اٹھے

منہ پھیر دیا عشق کی ثابت قدمی نے
احسان مرے خنجر قاتل سے نہ اٹھے

ہم عشق مین اِس شکوہ کے سننے کو مٹے تھے
کہتے ہین مرے ناز ترے دل سے نہ اُٹھے

گالی ہمین پھر دیکے زرا ناز سے کہنا
کیا صاحب غیرت ہو کہ محفل سے نہ اُٹھے

جو بیٹھ گئے ہین تہ شمشیر عجب کیا
لاش اُنکی اگر کوچۂ قاتل سے نہ اُٹھے

کہتا ہون نہین آئی ہے قابو مین طبیعت
کیا پوچھتے ہو ہاتھ ابھی دل سے نہ اُٹھے

ہم نقش محبت ہین کہ بیٹھے ہوے دل مین
جب بیٹھ گئے یار کی محفل سے نہ اُٹھے

وہ قتل عدو کا مرے ہوتے جو کرے قصد
تلوار الٰہی مرے قاتل سے نہ اُٹھے

تھک جائے جہان پھر نہ کمال آگے بڑھے پاؤن
مٹ جائے مگر بیٹھ کے منزل سے نہ اُٹھے

سوزان کوئی مجھ سا تری محفل مین نہین ہے
پروانہ کوئی میرے مقابل مین نہین ہے

سب بھول گیا آپ سے ملنے کی خوشی مین
اب کیا کہون کیا دل مین ہے کیا دل مین نہین ہے

سمجھا تا ہے خود شوق شہادت مجھے صد شکر
چپ رہیے مزہ شکوۂ قاتل مین نہین ہے

رہزن ہین بہت دشمن دل جان کے خواہان
رہبر کا پتا عشق کی منزل مین نہین ہے

دیدار کی خواہش ہے تو یوسف کی تمنا
کیا کیا مرے ارمان بھرے دل مین نہین ہے

تاکے کرے یا قیس جگر تھام کے بیٹھے
اٹھنے کی روش پردۂ محمل مین نہین ہے

ہو جائے گی آسان شب غم کی مصیبت
گو ساتھ ہمارے کوئی مشکل مین نہین ہے

یہ گرمی مہر اور ضیائے مہ تابان
داغ دل سوزان کے مقابل مین نہین ہے

درد اُٹھ کے کہین بیٹھنے دیتا نہین ہمکو
کہتا ہے جگہ یار کی محفل مین نہین ہے

تقدیر یہ کہتی ہے بیان سے بھی نکلیئے
آرام کی جا کوچۂ قاتل مین نہین ہے

جو دل مین ہے ظاہر ہے کمال اُسکی نگہ سے
کہنے کی تو خو عاشق بیدل مین نہین ہے

اُدھر رقیب مین جام شراب ہاتھ مین ہے
اِدھر جلے ہوے دل کا کباب ہاتھ مین ہے

جو بخت عقدہ کُشا ہے تو کھولے لیتے ہین
نقاب وصال وہ بند نقاب ہاتھ مین ہے

وہان سے لیکے تو آیا ہے نامہ بر لیکن
کھڑا ہے چپ مرے خط کا جواب ہاتھ مین ہے

مٹا کے اُس کو یہ غم ہے کہ آئنہ کے عوض
شبیہ عاشق خانہ خراب ہاتھ مین ہے

نہ اُسنے زلف مین دی ہے جگہ نہ پہلو مین
ابھی مرا دل پُر اضطراب ہاتھ مین ہے

قدم تو آنکھون پر اُس شہسوار حُسن کے ہین
سمندِ نازکی اُس کے رکاب ہاتھ مین ہے

عجیب شان سے آئے ہین بزم بادہ مین شیخ
بغل مین شیشہ ہے جام شراب ہاتھ مین ہے

کمال ہم کو تاسف ہے اپنے مٹنے پر
بس اب مرقع عہدِ شباب ہاتھ مین ہے

اجل نہین ہے محبت کے سخت جان کے لیئے
وہ تیغ اُٹھا کے پشیمان ہین امتحان کے لیئے

ہوئے ہین دن کہین عاشق کی زیست کے پورے
یہ انتظار قیامت ہین نیمجان کے لیئے

پتا ملا نہ کہین حد ہے ناتوانی کی
اجل نے ہاتھ ملے تیری ناتوان کے لیئے

کھنچے تھے باغ سے تنکے جو دیکھیئے تقدیر
وہ خار ہو گئے بُلبُل کے آشیان کے لیئے

ڈرا کے ضبط کا ہمکو خموش کر دینا
نہین ہے حکم تمھین نالہ و فغان کے لیئے

وہ دلمین لیتے ہین چٹکی ہم اُف نہین کرتے
یہ بات کم نہین عاشق کے امتحان کے لیئے

کبھی ہے بوسہ کا اقرار انھین کبھی انکار
یہ ہان نہین کیلیئے ہے نہین ہے ہان کے لیئے

اُٹھے مرے دلِ سوزان سے وہ دھوئین شب ہجر
کہ سقف جا کے بنے بامِ آسمان کے لیئے

وہ آزما رہے ہین جو ب دستنگ پر تلوار
یہ مشق ہوتی ہے میرے ہی امتحان کے لیئے

بہارِ وصل نے بھی شب کو گل کھلائے تھے
شگاتیین ہوئین کانٹے مری زبان کے لیئے

خیال یار ہی ہو بچا دے یار تم مجکو
کہ خواب ہو یہ کبھی چشم پاسبان کے لیئے

نہین ہے اب کوئی چارہ شفا بھی ہو گئی درد
ترے مریضِ محبت کے امتحان کے لیئے

جگر مین جا ہے رہے چاہے دلمین ناوکِ یار
یہ دونون گھر ہین کمال ایک میہمان کے لیئے

کسی نے دی جو اجازت ہمین فغان کے لیئے
وہ مُہر بن گئی خاموشیِ زبان کے لیئے

نہین یقین اُنھین مرنے کا میرے کہتے ہین
یہ دم بخود ہے محبت کے امتحان کے لیئے

اکیلا چھوڑ گئے دل کو صبر و تاب و توان
جرس ہے نالہ کنان اپنے کاروان کے لیئے

چمن مین رہکے نہ اُٹھین گے جورِ گلچین کے / قفس تلاش کرونگا اب آشیان کے لیئے
لبون نے بوسۂ لب کے اُٹھائے وصل مین لطف / مری زبان نے کیا کیا مزے زبان کے لیئے
بُلا رہا ہی تجھے بھی دل اپنے پاس لے جان / مین جاتا ہون تڑپتی ہو تو جہان کے لیئے
جو کوئی خاک نشین جل کے آہ کر بیٹھا / زمین خاک اُڑائے گی آسمان کے لیئے
نہ تم سنو بہت مختصر سنو تو ذرا / عجیب لطف ہی عاشق کی داستان کے لیئے
دل اپنا یار کے پیکان کو نذر کر چکے ہم / جو ئے تو جان بھی حاضر ہو مہمان کے لیئے
اب آخری یہ ستم ہے کہ اُس نے بھیجا ہی / عدو کو میری محبت کے امتحان کے لیئے
ستم شریک وہ بیداد گر ذرا ہو جائے / روش ہو تازہ کوئی جور آسمان کے لیئے
نہ آئے گا کبھی مجھ تک نہ خود بلائے گا / نہ وہ یہان کے لیئے ہی نہ مین وہان کے لیئے

کمال کوچۂ قاتل مین ہے اجل اپنی
زمین پاؤن پکڑتی ہے امتحان کے لیئے

کھنچ چکے وصل مین اب سینے سے لپٹاؤ بھی / آپ ہی روٹھے ہو تم آپ ہی منجاؤ بھی
یہ ستم سب سے ہے بڑھکر کہ بلاؤ بھی ہمین / غیر کے سامنے محفل سے نکلواؤ بھی
میرا کہنا یہ شبِ وصل کہ مرتا ہون مین / اُن کا وہ ناز سے کہنا کہین مرجاؤ بھی
مین تو خواہان کہ ذرا او مرے دلکو تسکین / نگہِ شوخ یہ کہتی ہے کہ تڑپاؤ بھی
صاف ہو جاؤ نکل جائے غبارِ خاطر / خاک کرنے مرے ارمان کہین آؤ بھی
درد اپنا کہے کیا کوئی تڑپے ہو بیدرد / تم سے امید تسلی کی نہین جاؤ بھی
فاتحہ پڑھکے چلے جب وہ مرے مدفن سے / آئی یہ قبر سے آواز کہ ٹھکراؤ بھی
میرے پہلو سے وہ جب کھینچتے ہین تیر اپنا / کہتا ہے ٹوٹ کے پیکان کہ رہ جاؤ بھی
ضبط مانع ہی کہ اُف منہ سے نہ نکلے شبِ ہجر / کہتی ہے ٹیس کلیجے کی کہ چلاؤ بھی
میرے پہلو سے خفا ہوکے وہ اُٹھنا اُنکا / مجھ سے کہنا مرے دل کا کہ تڑپ جاؤ بھی
ہو اگر لطف مین بیداد تو بیداد مین لطف / دیکھے تسکینِ دلِ بیتاب کو تڑپاؤ بھی
بارِ خنجر کا نہ اُٹھے گا بہت نازک ہو / قتل کرنا مرا آسان نہین جاؤ بھی

قابل دید محبت کی دو رنگی ہے کمال
دیکھے دل اُنکو پشیمان بھی ہوا ترا وُبھی

شدت تری کل سے بہت اے درد جگر ہے
جب راہ مین ہم تھک ... شوق پکارا
فرقت مین لگی دل کی ... مین جانون
دل پر مرے ... ہاتھ ذرا ... یہ کہنا
وہ وقت بھی ... تھا نہ قیامت ... وصل
حسرت ... طبیعت تری کیسی ... پوچھین
مجھسے جو نشان میرا وہ پوچھین ... دن
تم آؤ ... مرے ارمان ...
کیا درد ... سبب آہون کا بتا...
جو اُن کے سنبھالے سے نہ سنبھلے دم رفـ...
پوچھے کسی غافل سے کوئی اتنا تو جا...
سینے مین ہمارے دل سوزان ہے کہ اک...
دل لاکھ ...
نالون ...
تازہ ... یاد کرے طرز ستم
غیر اُٹھا اُٹھ کے بٹھائیے
وصل کی رات بھی
اُٹھکے پہلو سے مر...

شاید کسی بیدرد کے آنے کی خبر ہے
سب مرحلے طے ہوگئے وہ یار کا گھر ہے
کچھ نالون مین تاثیر ہے اشکون مین اثر ہے
سب جھوٹ بتاؤ تو کہان درد جگر ہے
جب اُسنے کہا اُٹھکے اُٹھو وقت سحر ہے
مین یہ کہون سب پوچھنے والے کو خبـ...
کہتے ہین جسے خانہ بدوش...
وہ ...

ہاتھ رکھکر مرے سر پہ تسلی دیتے
پوچھیے پھر مجھے سینے لگا کر شب وصل
دوست اُمو دل نہین دشمن ہی محبت کی نگاہ
پھر ذرا بیٹھ کے نازک کمری کا شکوہ
تم نگہ اپنی جو پھیرو تو ہمین سے پھیرو

یہ کوئی اور ہے وعدہ یہ قسم او رکوئی
اِس سے بڑھکر ہے تلافیِ ستم اور کوئی
لُطف یہ اور کوئی ہے [illegible]رم اور کوئی
پھر ذرا اُٹھ کے [illegible] قدم اور کوئی
دیکھیے کشتو نہین [illegible] تیغ کا خم اور کوئی

دوڑ کر اُنسے لپٹ جائین گی ملجائین [illegible]
آج سوچے ہوئے تدبیر ہین ہم اور کوئی

کبھی پیش نظر وصل کے سامان نہ تھے
کیا آنکھ اُٹھا کر شبِ وصل
[illegible] مجھے

جتنے آپ [illegible] ہین لتنے مرے ارمان نہ تھے
اے [illegible] تھے ترے احسان نہ تھے
او [illegible] کو دیکھا تو پشیمان نہ تھے
آ [illegible] غیر کی محفل مین پریشان نہ تھے
[illegible]ن جو ہم سیتے تمھارا کوئی نادان نہ تھے
[illegible] لگانے کے طریقے غرض آسان نہ تھے
[illegible] ارمان تھے قاتل تری پیکان نہ تھے
[illegible] کبھی کا فر مجھے سمجھے وہ مسلمان نہ تھے
جو دیکھتا تھا مین وہ پریشان نہ تھے
کوئی حسرت کوئی ارمان نہ تھے
[illegible] اگر بند تھی کیا کان نہ تھے
گناہون سے پشیمان نہ تھے

سیدھی ہوئی جو نجد مین تقدیر قیس کی
جھونکے کچھ آکے پردۂ محمل اُلٹ گئے

دل کی خبر کو کوچۂ دلدار کیطرف
کیا ہی شکیب و صبر ہمارے جھپٹ گئے

کیا بزم عاشقان کا دگرگون ہوا ہی رنگ
آنکھ اُسکی یون پھری کہ تقدر پلٹ گئے

کچھ حسرتین ملا کے مرے دلکی خاک مین
گردِ غم و ملال مین وہ خود بھی اَٹ گئے

اِس بات پر وہ روٹھے ہوئے ہین شبِ وصال
بے پوچھے تم گلے سے مرے کیون لپٹ گئے

اعتبار کیا اُٹھا نہ سکے گی اجل بھی پھر
جسوقت آکے ہم تری محفل مین ڈٹ گئے

آتا ہی میرے دلمین جگہ کرنے کیا کوئی
ارمان چند پھیلے ہوئے تھے سمٹ گئے

لکھی اُسے جو ہجر کے صدمونکی سرگذشت
خامونکے سینے نامونکے دل غم سے پھٹ گئے

سیدھی نکل کے جاتی نہین عرش تک جو آہ
کیا عاشقونکے قلب الٰہی اُلٹ گئے

دیکھو کہ بعد مرگ بھی دل کو دکھا دیا
کاندھا وہ دیکے میرے جنازے کو ہٹ گئے

آخر تڑپ نے دلکی دکھایا اثر **کمال**
آکر ہمارے سینے سے وہ خود لپٹ گئے

ستم ہے لطف سے ملنا بھی دو گھڑی بھولے
شکایتون مین وہ باتین بڑی بڑی بھولے

پہونچ سکے نہ کسی طرح کوے جانان تک
تمام راستے منزل جو تھی کڑی بھولے

کسی نے پونچھے جو آنسو تو میرے دیدۂ تر
لگائے رہتے تھے پیہم جو اک جھڑی بھولے

رہے جو یاد تو قاصد یہ اُنسے کہدینا
تمھین نہ ہم کوئی ساعت کوئی گھڑی بھولے

خوشی بیان کرین اپنی کیا ہم اے شبِ وصل
سب آج ہجر کی باتین بڑی بڑی بھولے

یہ تیری یاد کی تاثیر تھی کہ فرقت مین
مصیبت اوبتِ بیدرد جو پڑی بھولے

یہ کسکی یاد اُٹھا لیگئی اُنھین اکبار
وہ بیٹھنا مرے پہلو مین دو گھڑی بھولے

ملی نگاہ جو وحشی سے تیری آنکھون سے
غزالِ دشت بھی سب اپنی چوکڑی بھولے

جگر چھدا ہے کہ دل کچھ ہمین یہ یاد نہین
نگاہِ شوخ کی برچھی کمان گڑی بھولے

شریک نزع کی مشکل مین بھی نہ آکے ہوئے
کوئی شہ آپ نے آسان کی اڑی بھولے

قلق ہو درد ہو ایذا ہو رنج ہو کچھ ہو

کمال یاد نہ اُسکی کوئی گھڑی بھولے

کہین بیٹھا نہ مجھے کہتا ہے بُرا کیا کوئی
سُننے والے کو بھی اچھا نہ کہے گا کوئی

دیکھ اے دل اثرِ ضبط کہ خود کہتے ہین وہ
تم نے ہمسے نہ کہی اپنی تمنا کوئی

آپکی نیچی نگاہونسے یہ ڈر وصل مین ہے
دلکو انہین سے نہ کرے تہ وبالا کوئی

ہنستے ہین زخمِ جگر دلکی تڑپ پر کیا کیا
رہکے دیکھے مرے دلمین یہ تماشا کوئی

اسی امید مین برسون سے ہے دم آنکھون مین
کہ فقط آکے مجھے دیکھ ہی جاتا کوئی

چٹکیان لیتے ہو تم بیٹھ کے پہلو مین مرے
یون بھی کرتا ہے بھلا دلمین ٹھکانا کوئی

مشورے غیر سے کیا کرتے ہو چپکے چپکے
چیخ اُٹھے نہ کہین عاشقِ شیدا کوئی

ابھی لے شوق ترا جذب بکی کرتا ہے
کہ جھجکتا ہے اُٹھاتے ہوئے پردا کوئی

دل دُکھانیکے لیے پاس بُلاتے کیون ہو
کچھ اُٹھاتا ہے مزے دُور ہی بیٹھا کوئی

یاد مین کسکی یہ چُپ لگ گئی مجھکو کمبخت
مجھسے اتنا بھی نہین پوچھنے والا کوئی

کبھی روتے ہو کبھی آپ ہی ہنستے ہو کمال
عشق کا ڈھنگ نکالا یہ نرالا کوئی

داد اُس بُت کی ستم دیدہ نے چاہی کیسی
داورِ حشر سے یہ فیصلہ خواہی کیسی

کیا بگڑتے ہو جو کہتا ہون چُرا لیگئے دل
پھر یہ ہر بات مین دزدیدہ نگاہی کیسی

اور تو داغِ محبت کو ملا کچھ نہ فروغ
ہان دکھاتی ہے چمک اسکی سیاہی کیسی

دل کہین جان کہین عقل کہین ہوش کہین
عشق نے ہمکو دکھائی یہ تباہی کیسی

جان عاشق کی گئی سجدے ہی کرتے کرتے
اِن بُتون کی یہ خدائی ہے الٰہی کیسی

آنکھ اے دل صفِ مژگان سے نہ جھپکے کچھ ہو
بات پر جان لڑاتے ہین سپاہی کیسی

شبکو جاگے جو نہین ہو کہین تم ساری رات
جھوٹ کیون لیتے ہو آتی ہے جماہی کیسی

جو مرے دل نے لگایا تمہین باور آیا
معتبر ہو گئی جھوٹے کی گواہی کیسی

ڈھونڈھتی پھرتی ہے کھوکر کسی آوارہ کو
آگئی آپ تباہی مین تباہی کیسی

دردِ تنہائیِ فرقت کی ترقی مین کمال

بیکسی میری مرے ساتھ کراہی کیسی

یہ اشارہ ہم اُسکے نگہ و تیر مین ہے | نہ بچے دل کے بچانے کی جو تدبیر مین ہے
راز اُلفت کو چھپا کر بھی ہوا مین رسوا | یار بدنام ہی ہونا مری تقدیر مین ہے
چھوڑ دے ہاتھ سے کہتی ہے یہ وحشت میری | تھم کے چل لنگر اگر پاؤن کی زنجیر مین ہے
رہنے دے اپنی نصیحت شب ہجر اے ناصح | جی اُلجھتا ہے وہ اُلجھن تری تقریر مین ہے
میرے قاصد سے کوئی میری مصیبت سُنکر | رو دیا کہ کے کہ شاید یہی تحریر مین ہے
آہین کرتا ہے نہ دل ہجر مین تیرے نالے | اب مین سمجھا کہ یہ کچھ اور ہی تدبیر مین ہے
نیند اُڑ جاتی ہے راتون کو جو سُن لیتے ہین | اثر اتنا تو مرے نالۂ شبگیر مین ہے
شمع تجھ سے جو ہو گل مین بجھادون شب وصل | مشورہ شام سے پروانۂ دلگیر مین ہے

جستجو دل کی یہ اچھی نہین ہر وقت کمال
مل رہیگا کبھی ناشاد جو تقدیر مین ہے

کسی کی بزم سے ہم ہو کے سُرخرو آئے | نگہ سے گر کے اُٹھے کھو کے آبرو آئے
کچھ اپنی دلشکنی کا ملال مجکو نہین | کسی طرح تمھین کچھ طرزِ گفتگو آئے
سُنا رہے تھے ہمین جو کبھی نہ نکلے گی | وہی نکالئے کو دل کی آرزو آئے
شب فراق قیامت کے تھے رسا نالے | گزر کے عرش سے باب اثر کو چھو آئے
کھنچا کرے جو کوئی دور ہی سے کھنچتا ہے | کسیکی تیغ قریبِ رگِ گلو آئے
خبر لے ضبط محبت کہ اشک آنکھون تک | ملا نہ خاک مین پھر میری آبرو آئے
یہ داغ ہمکو اُٹھانا تھا مرتے وقت اے دوست | کہ غش سے آنکھ کھلے سامنے عدو آئے
وہ پھول جان ہی میری وہ گل ہی میری رُوح | مہک وفا کی محبت کی جسمین بو آئے

جو خود ہی کھویا ہو وہ کیا کسی کو ڈھونڈھیگا
کمال آپ کو اپنی تو جستجو آئے

ہم نہ دل دیکے اگر دوست تمھارے ہوتے | یون کبھی دشمن جان تم نہ ہمارے ہوتے
سچ ہے لیتا ہے خبر کون کسیکی شب غم | جگر و دل کبھی ہمکو تو پکارے ہوتے

دل کی بگڑی ہوئی تقدیر بناتے پھر تم
پہلے بکھرے ہوئے گیسو تو سنوارے ہوتے

سر ہی کے ساتھ ترے عشق کا سودا جاتا
نہ اُترتا یہ جنون لاکھ اُتارے ہوتے

دوست در پردہ ہمارا جو نہ ہوتا کوئی
ہمسے چھپ چھپ کے نہ دشمن سے اشارے ہوتے

غیر نے پھینکے تھے گلگشت مین ہمپر جو پھول
تمنے پتھر عوض اُنکے ہمین مارے ہوتے

آپ کرتے نہ کنارہ جو ہم آغوشی سے
کیون شب وصل مین ہم گور کنارے ہوتے

مرمٹا اب تو کہا پھر نہ عدو کو کہنا
ہم کسی اور کو کیون کوسو ہمارے ہوتے

وہ بتِ پردہ نشین آنکھون مین رہتا جو کمال
خوب اللہ کی قدرت کے نظارے ہوتے

ہم اِس امید مین نکلے کوئی حسرت دلکی
عشق کہتا ہے مبارک نہین فرقت دلکی

جا کے بیکار اُلجھتا ہے تری زلفون سے
یہی ہوتا ہے جب آجاتی ہے شامت دلکی

چھین لیجائین نگاہون سے ادائین کہین
چاہیے آپکی آنکھون کو حفاظت دلکی

خط جو لکھتا ہون اُسے نامہ رسان کہتا ہے
کسی فقرے سے نہ ثابت ہو محبت دلکی

یہ نہ اُمید تھی زخمون سے جگر کے اے عشق
دیکھکر ہنستے ہین روتی ہوئی صورت دلکی

ہائے کیا ہجر مین یاد آکے قلق دیتا ہے
روٹھ جانا وہ ترا اور وہ منّت دلکی

گھر مین آنے نہین دیتے تو پڑا ہون در پر
مجھ سے وہ کہتے ہین کیا ہوگئی غیرت دلکی

کہین سُن لو کہ یہ جی کھول کے شکوے کرلے
آج سب ختم ہی ہو جائے شکایت دلکی

کیا سبب ہے کہ جو لیجا کے مجھے صحرا مین
چھوڑے دیتی ہے مرا ساتھ یہ وحشت دلکی

قصد ہے آج کہ سینے سے اُسے لپٹا لون
کیا کہون سست ہوئی جاتی ہے ہمت دلکی

بات کیا ہے جو وہ دین ہنسکے کوئی بوسہ تجمل
دُور ہو جائے ابھی جملہ شکایت دلکی

اے فلک دُور ہی اب ہمکو ترا رہنے دے
اُس دل آزار کو پہلو سے جدا رہنے دے

دل بیتاب کا پہلو سے نکلکر کہنا
تو نہ جا کوچے مین اُسکے مجھے جا رہنے دے

چال اُس سرو خرامان کی دکھا گلشن مین
اپنی اٹکھیلیون کو بادِ صبا رہنے دے

کہتی ہے حشر کے ہنگامہ سے غفلت میری
آج بھی تو اسے بیہوش پڑا رہنے دے

ہے جو منظور مری راہ مین عاشق ستجائے
کہین اپنا کوئی نقش کف پا رہنے دے

کہ رہی ہے شب فرقت مری مایوسی دل
بند رکھ لب نہ اُٹھا ہاتھ دعا رہنے دے

سات پردونمین نہین ایک بھی پردہ ایسا
گھر جو آنکھونمین کرے اُسکو چھپا رہنے دے

کام آئیگی ترے وصل کی شب او بیباک
گوشہ چشم مین تھوڑی سی حیا رہنے دے

اُسکے نزدیک جہان رہکے ٹھکانے سے لگے
میری مٹی کو وہین باد صبا رہنے دے

گھر مین رہتے جو اکیلے کوئی گھبراتا ہے
کسی عاشق کی طبیعت ہی کو آ رہنے دے

ہاتھ رکھنے سے تو جانے کی نہین دلکی تڑپ
اپنی مٹھی مین کوئی لیکے دبا رہنے دے

کہتے ہین شکوہ جو کرتا ہے نہ ملنے کا رقیب
گھر مین جب عاشق مضطر کی دعا رہنے دے

جب وہ خود ہی نہین کچھ پوچھتے ہین تو بھی کمال
درد دل کا نہ کر اظہار چھپا رہنے دے

یہی دیکھا کیے جس دن سے طبیعت آئی
ایک ارمان مٹا دوسری حسرت آئی

رہ چکا اب دل بیتاب مرے پہلو مین
تفرقہ ڈالنے والی شب فرقت آئی

آیا بل ابرو مین چڑھ گئی تیوری اُنکی
بوسہ اک مانگتے ہی جان پہ آفت آئی

آپ ہی سیدھی ہوئین مجھسے وہ ترچھی نظرین
خود بخود یار کی آنکھون مین مروت آئی

رکھدیا دوڑکے مین نے جو تہِ تیغ گلا
خود گلے لگ گئے اب اُنکو محبت آئی

کیا کہون حال تھا کیا میری تڑپ کا تو خاک
یار کے زیر قدم جب مری تربت آئی

جب کہا لیگئے پہلو سے تمہین دل بولے
آج شاید کسی کمبخت کی شامت آئی

بادہ خواری کا بس اب لطف اُٹھے گا زندو
وہ گھٹا چھائی وہ اللہ کی رحمت آئی

رات کو خواب مین آکر یہ کسیکا کہنا
وہ تمہین ہو کہ جو کہتے تھے طبیعت آئی

جلوہ فرما جو ہوے ناز کی رفتار سے تم
حشر مین حشر قیامت مین قیامت آئی

مر گئے پر بھی ہوا صاف وہ مجھسے نہ کمال
دل مین ایسی مری جانب سے کدورت آئی

ملوا ہی دیا ہمکو کسی پردہ نشین سے / دربانون نے کہکر کوئی آیا ہو کہین سے
اب کیا کہین کیون آپ نہ آئے شب وعدہ / شکوے نہ بلانے کے وہ کرتے ہین ہمین سے
بوسہ کی طلب پر تو کبھی ہان نہین کہتے / دل توڑنا بس آپ کو آتا ہی نہین سے
روکے گی انھین جانے نہ دیگی کبھی اُٹھکر / امید ہی مجکو نگہ باز پسین سے
حال اپنا گرفتارِ محن خوب کہے گا / افسانۂ فرقت کو جو سُننا تو ہمین سے
مرکر بھی رہی آتش غم سینے مین روشن / شعلے پس مرگ آہ نکلتے ہین زمین سے
گھبراؤ نہ دن حشر کا آتا ہے بہت جلد / پوچھین گے مزہ دل کے دُکھانیکا انھین سے
جو مجھسے کھنچے رہتے ہین تصویر کی صورت / جا جا کے تصور مین لپٹتا ہون اُنھین سے
اسواسطے آہون کو چھپا رکھا ہے دلمین / اے ضبط مین سمجھونگا کبھی چرخ برین سے
ہان مُنہ سے کہین گے نہ شب وصل وہ کبتک / مطلب کوئی اپنا نکل آئیگا نہین سے
کہتا ہے یہ قاصد کی نگاہون کا نہ ملنا / بھیجا تھا جہان آتا ہے بے شبہہ وہین سے
ہرچند سمجھتا ہون وہ دشمن ہین نہین دوست / پھر حال ہی کہتا ہون جو دلکا تو انھین سے

ارمان بھرے دل کی بکمال اُنسے شکایت / خالی یہ عداوت بُت بے مہر ہمین سے

اپنی رفتار سے یہ حشر اُٹھایا کسنے / کردیا ایک زمانہ تہ و بالا کسنے
یاد مین تیری تڑپتے ہی کٹی ہجر کی رات / دو گھڑی بیٹھ کے غم دلسے بھُلایا کسنے
جی گیا مین جو اداسے مجھے دیکھا دمِ مرگ / تم تو قاتل تھے کیا کارِ مسیحا کسنے
لیگئی شوخ نگہ کسکی مرے صبر و قرار / مجکو شرما کے بھری بزم مین دیکھا کسنے
باتون باتون مین اُڑا لیتے ہو دل آفت ہو / دلبری کا تمھین شیوہ یہ سکھایا کسنے
کسنے سینے سے لگایا کہ بھر آئے سب زخم / یہ چھڑایا دل مجروح کا پھاہا کسنے
نکلے ارمان شب وصل یہ کیا پوچھتے ہو / خنجر ابتک نہین سینے سے لگایا کسنے
دل کو بہلاتے تھے ہر وقت تری یاد سے ہم / بھولنے والے تجھے دلسے بھُلایا کسنے
کھنچتے ہی تیغ کے ہم ہوگئے آمادۂ قتل / آگے جلاد کے یون سر کو جھکایا کسنے

دیکھکر ترچھی نگہ اُن کی کہون گا دم صبح
شب کو لپٹا کے تمھین پیار کیا تھا کسنے

مٹ گئے خاک ہوے رنج سہے کھائے داغ
یا ربتلا تجھے اِس شکل سے چاہا کسنے

ہمنے نالے کیے یا تمنے ستایا دل کو
خود ہی منصف ہو کہ شرپہلے نکالا کسنے

ایسے بیدرد سے کیا رحم کی امید کمال
درد جو سُنکے کہے دل کو دُکھایا کسنے

نازاُسکا ہے کچھ اور ادا اور ہی کچھ ہے
جسنے مجھے مارا وہ قضا اور ہی کچھ ہے

بیدردی و بے رحمی و بے مہری خوبان
اِس دردِ محبّت کی دوا اور ہی کچھ ہے

ہر وقت شگفتہ ہین گلِ داغِ محبّت
یہ باغ وہ ہے جسکی فضا اور ہی کچھ ہے

قربان ہے شوخی تو شرارت ہے تصدق
یہ شرم یہ اندازِ حیا اور ہی کچھ ہے

کہنا وہ کسیکا مری میت پر ادا سے
اُٹھی نہ جفا تمسے وفا اور ہی کچھ ہے

بل کھاتی ہوئی دوش سے آتی ہو کمر تک
یہ پیچ تو اے زلفِ دوتا اور ہی کچھ ہے

اُٹھا بٹھا مری بزم سے وہ اسنے بٹھایا
اُس مست کی یہ لغزشِ پا اور ہی کچھ ہے

کٹتے ہین گلے اور چلی جاتی ہین جانین
چلتی ہوئی شمشیرِ ادا اور ہی کچھ ہے

ہوتے ہین کہین وصل کے اقرار بھی سچّے
جھوٹے تھے وعدو مین مزا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہین ستم آج سے ہم پر نہ کرین گے
یہ دل کے دُکھانے کی ادا اور ہی کچھ ہے

کیا جانیئے کیا آئے تھے ہم دل مین سمجھکر
اب آپ کی محفل مین دُعا اور ہی کچھ ہے

اب آپ کی تسکین سے نہ ٹھہریگا مرا دل
بس جائیے منظورِ خدا اور ہی کچھ ہے

سُن سُنکے گلے بھی نہ گلے اُسنے لگایا
اب ہمکو کمال اُس سے گلا اور ہی کچھ ہے

ظالم ترے کھنچنے مین مزا اور ہی کچھ ہے
یہ اور روش ہے یہ ادا اور ہی کچھ ہے

بیدردی و جانبازیِ اُلفت کے ہین شہرے
یہ تیری جفا میری وفا اور ہی کچھ ہے

تسکین دلاسا نہ تسلّی نہ تشفی
دردِ دلِ عاشق کی دوا اور ہی کچھ ہے

یہ راہ ہے ظلمات کی کوچہ ہے بلا کا
کافر یہ تری زلفِ دوتا اور ہی کچھ ہے

اُٹھتے ہی نہین ہاتھ زبان تک نہین آتی
میرے دلِ مضطر کی دُعا اور ہی کچھ ہے

دل خاک مین اُن نیچی نگاہون سے ملے گا
اُس شوخ کا اندازِ حیا اور ہی کچھ ہے

کب ہٹ گیا سینے سے دوپٹا نہین معلوم
اُس اُٹھتی جوانی کی ادا اور ہی کچھ ہے

چھپ چھپکے لگاتے ہین خدنگِ نگہِ ناز
یہ رنگِ ستم طرزِ جفا اور ہی کچھ ہے

پھانسی ہو جو گیسو کی تو سولی ہو مژہ کی
میرے دلِ مجرم کی سزا اور ہی کچھ ہے

ڈھونڈھو گے مجھے کوے وفا مین تو ملونگا
گم کردۂ اُلفت کا پتا اور ہی کچھ ہے

کہنا کسی ظالم کا جفا کرکے کسی پر
یہ مہر و محبت یہ وفا اور ہی کچھ ہے

جاتی ہی نہین گھر سے ہمارے شبِ فرقت
اندھیر یہ طُرفہ یہ بلا اور ہی کچھ ہے

مے اُنکا پلانا مجھے یہ کہکے شبِ وصل
لو پی لو کمال اسمین مزا اور ہی کچھ ہے

شوخیان جسمین بھری ہین وہ حیا کسکی ہے
جسمین لاکھون ہین کرشمے وہ ادا کسکی ہے

بیٹھ کر غیر مرے ساتھ ففا نکش ہو اگر
تمکو معلوم ہو پھر آہِ رسا کسکی ہے

بیوفائی ہے حسینانِ جہان کا دستور
جسمین اندازِ وفا ہے وہ جفا کسکی ہے

ہاتھ رہ جائین فقط سوے فلک اُٹھ اُٹھکر
کچھ نہ تاثیر دکھائے وہ دُعا کسکی ہے

دیکھکر مجکو تڑپتے ہوے تڑپانا اور
آکے تسکین نہ دینا یہ ادا کسکی ہے

دو سزا عشق کی دل کو کہ مری آنکھ کو تم
پہلے یہ پوچھ لو دونون مین خطا کسکی ہے

ہمکو بھی شوق شہادت کا ہے اغیار کو بھی
پیشتر کوچۂ قاتل مین قضا کسکی ہے

یہ تو کہتے نہین دل لیگئی اک نیچی نگاہ
ہان یہ ہم پوچھتے ہین چور حیا کسکی ہے

پوچھنا دلکی تمناؤن کو اک لطف کے ساتھ
اور چتون بھی بدلنا یہ ادا کسکی ہے

شمع کو اور مرے دل کو جلا کر دیکھو
کہ بقا کسکی ابدتک ہے فنا کسکی ہے

لے لیا بوسہ لپٹ کر تو خفا ہمسے نہو
دلِ بیتاب سے پوچھو یہ خطا کسکی ہے

قتل بے تیغ جو ہو جائے مین وہ کشتہ ہون
کام تلوار کا جو دے وہ ادا کسکی ہے

دلِ ذی ہوش [illegible] بتاتی ہے کمال

بزم مین وہ نگہ ہوشربا کس کی ہے

افسوس تسلی بھی نہ دی آکے کسی نے
بے موت ہی مارا مجھے تڑپا کے کسی نے

وہ رات دکھائی کہ نہ جس کی ہوئی پھر صبح
رخسار پران زلفون کو بکھرا کے کسی نے

ٹکڑے کیئے دامن کے گریبان کو پھاڑا
چھوڑے نہ قدم جادۂ صحرا کے کسی نے

بس ہو چکی صحت مرضِ عشق سے ہم کو
کیسے ہو یہ پوچھا نہ کبھی آکے کسی نے

کیا قدرِ وفا اُن کو جو کامل ہین جفا مین
کچھ داد نہ دی چُپ بھی ہمین پاکے کسی نے

رُک رُک کے جو دم تن سے نکلتا تھا دمِ نزع
آواز سُنا دی ہمین گھبرا کے کسی نے

مُنہ پھیر کے یون قتل بھلا کرتا ہے کوئی
خنجر کو بھی دیکھا نہ ترس کھا کے کسی نے

وہ لُطف کو کیا جانے جسے شوقِ ستم ہے
دی ہم کو تسلی بھی نہ تڑپا کے کسی نے

وہ رات عجب رات تھی گردن مین ہماری
ڈالی تھین جو بانہین بھی تو گھبرا کے کسی نے

کچھ اُن کو نہ آگاہ کیا حال سے اپنے
تصویر بھی اک بھیجی نہ کھنچوا کے کسی نے

ہے صلح کی صورت دل و دلبر کی لڑائی
دی تم کو دُعا کوسنے بھی کھا کے کسی نے

یہ دل کی تمنا بھی مگر رہگئی دل مین
پہلو نہ سُنے یاس و تمنا کے کسی نے

کہنا یہ کمال آکے مری لاش پہ اُن کا
کچھ کھا نہ لیا ہو کہین تنگ آکے کسی نے

نامہ بر نے جا کے آنے مین بڑی تاخیر کی
جلد کیونکر پھر کے آتا دیر تھی تقدیر کی

لُطف نظارہ کا جب نظارہ بازونکو ملے
دیکھین میری آنکھ سے صورت تری تصویر کی

خود کو پہونچا دو وہان یہ ہر تقاضا شوق کا
حال کیا لکھتے ہو گنجائش نہین تحریر کی

تھام لینا دل کسی کا سُکھے بزمِ غیر مین
آہ نے آخر کو اُس کمبخت کی تاثیر کی

اِسکے سُننے کو ابھی تک نزع مین جیتا ہو نمین
وہ کہین یہ آکے مرجانے مین کیون تاخیر کی

تھا نہ کوئی وحشیانِ عشق کا پرسان حال
بیکسی رو دیتی تھی فریاد زنجیر کی

جب دیا خط لکھ کے دستِ نامہ بر گر گیا
ہاتھ ملواتی ہے ناکامی مری تقدیر کی

ہجر کی شب میری باتونکا نہین دیتی جواب
چُپ کیئے دیتی ہے خاموشی تری تصویر کی

دم نکلنا اُسکے پیکان کا نکلنا تھا کمال
سینے سے دل کھینچنے والی کشش تھی تیر کی

صاف ظاہر ہے کہ پی آئے ہین میخانے سے
وعظ مین حضرتِ واعظ کے بہک جانے سے

وہ جو آتے تو ذرا دل کو تسلی دیتے
اضطراب اور بڑھا جاتا ہے گھبرانے سے

دیر مین کرتی ہے تاثیر نصیحت دلمین
ہاتھ احباب نہ کھینچین مرے سمجھانے سے

بادہ خوارون کا جو دل توڑ دیا کیا پایا
کوئی پوچھے تو یہ ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

شمع رویون کی محبت بھی قیامت کی ہے آگ
پیشتر شمع ہی جلجاتی ہے پروانے سے

کہتی ہے دل کی تڑپ اُس سے لپٹ جائیے چل
حسرتین دل کی نکلتی نہین ڈر جانے سے

وقت رخصت جو دیئے جاتے ہین تصویر اپنی
اب بھی کیا چال کیے جاتے ہین دیوانے سے

کیا عجب روزِ جزا بھی جو نہ طے ہو جھگڑا
اُٹھ رہے حشر ہمارا ترے گھبرانے سے

کہہ رہی ہے یہی ناکامیِ تقدیر اپنی
کام اب رکھو نہ قاصد سے نہ پروانے سے

دیکھ یہ شرم سے ہوتا ہے نتیجہ او شوخ
کہ حیا اُڑ گئی میری ترے شرمانے سے

یہ تسلی کا بھی شیوہ ہی نیا کہتے ہین وہ
دل نہ ٹھہرے گا تمھارا مرے ٹھہرانے سے

ٹھنڈی سانسین تھین نسیمِ سحری کا جھونکا
آگئی نیند اُنھین شبکو مرے افسانے سے

آپ مین ہم ہین نہ اب دل ہی ہے قابو مین کمال
ایسے بیخود ہین طبیعت کے اُلٹ جانے سے

منفعل کرکے نکلوائے گی میخانے سے
لڑ گئے قسمت مری ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

کسنے دامن کی ہوا دیکے بنایا بیخود
اور بیہوش ہوا ہوش مین آجانے سے

وحشیِ چشمِ سیہ زلف کا سودائی ہون
آندھیان اُٹھتی ہین کالی مرے ویرانے سے

مین جو کہتا ہون کہ لایا مرے نامہ کا جواب
نامہ بر کہتا ہے چھ آپ ہین دیوانے سے

پاس بیٹھین وہ دمِ نزع تو اتنا پوچھون
کچھ قلق تمکو بھی ہوگا مرے مرجانے سے

آپ سے آپ سنورنا انھین آجائے گا
اُلجھے بالون کو نہ سُلجھاؤ بہت شانے سے

بادہ خوارون کے مقدر مین ہے گردش کبتک
پوچھ دے کوئی یہ پھرتے ہوئے پیمانے سے

اب تو پہلو مین بٹھا لو کہ ذرا دل ٹھہرے / بیرُخی بھی نہ بہت چاہیے دل لینے سے

یہ تو کہدیجیے کچھ دل بھی رہا قابو مین / کیا ملا آپ کو سُنکر مرے افسانے سے

ہم کہان آپ کہان اور شبِ وصل کہان / اک تعجب ہی مقدر کے بدلجانے سے

دلِ مضطر کو وہ سینے سے لگائے ہین کمال / توبہ کر لی ہے عجب وقت مین تڑپانے سے

نالے مرے بیکار تلاشی ہین اثر کے / نکلے تو رہین گے نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے

یارب مری بگڑی ہوئی تقدیر سنور جائے / جانے کو کہین آج وہ بیٹھے ہین سنور کے

عالم کی نگاہون مین سمائے ہوے ہم ہین / کیا قدر ہوئی آپ کی نظرون سے اُتر کے

دیکھا نہ تماشا شبِ فرقت مین جنون کا / مشتاق رہے ہاتھ گریبانِ سحر کے

تدبیر کرو چارہ گرو دل کی تڑپ کی / ٹانکے نہ شکستہ ہون کہین زخمِ جگر کے

کہتے نہین کہ ہم ہین کسی پر مرے ہوے / دلبر کے ظلم سے ہین کچھ ایسے ڈرے ہوے

وہ دل کی حسرتون کو نکالین تو یہ کہون / ارمان میرے دلمین ابھی ہین بھرے ہوے

آئینہ دیکھ دیکھ کے دل کو سنبھالنا / وہ بھی ہین اپنے ناز و ادا پر مرے ہوے

پوچھا نہ اُٹھ کے اُس بُتِ بیدرد نے کبھی / بیٹھے ہو کیون یہ ہاتھ جگر پر دھرے ہوے

جیتے رہو ذرا یہ کبھی پوچھ لو یہ لطف / سُنتے ہین ہم کہ تم ہو کسی پر مرے ہوے

احسانِ ضبطِ گریہ جو روکے رہے انھین / آنسو بہت ہین آنکھ مین اپنی بھرے ہوے

زندہ ہون کیا جو کشتہ ہین عاشق کی حسرتین / اُن کو ہوا ہے ایک زمانہ مرے ہوے

لپٹے ہین کیون وہ سینے سے میرے شبِ وصال / کچھ پاس ہی حیا کا تو کچھ ہین ڈرے ہوے

آنکھین بھلا چھپائین گی کبتک یہ دلکا راز / ہم تو ہین اے کمال کسی پر مرے ہوے

جفا کی خو چھڑا دی ہمنے خوبانِ ستمگر سے / وفا نے کر دیا موم ان دلونکو تھے جو پتھر سے

دکھلائے اُسنے بعدِ مرگ اعجازِ مسیحائی / اُٹھایا مجکو قُم کہکر جلایا ایک ٹھوکر سے

جواب نامہ آتا ہے وہانسے یہ علامت ہی
کہ بیمار و نمین قوت پہلے آئی ہی کبوتر سے

گلے کٹتے ہین اسپر بھی جو یہ چلتا ہی رُک رُک کر
رُکاوٹ اُنکو اِک پیدا ہوئی ہی اپنے خنجر سے

دل نازک دیا یہ کہکے اِک بیرحم کو تمنے
زرا دیکھین لڑا کر آپ اِس شیشہ کو پتھر سے

ہمین بیٹھے رہے سب بزم ساقی سے اُٹھے پیکر
فلک کا دور شاید آ ملا تھا دورِ ساغر سے

اثر اپنا دکھا لے جذبِ دل پردہ نشینونکو
کہ عکسِ آئنہ کو کھینچ آئینہ کے اندر سے

سبب کچھ برہمی کے وصل کی شب بھی نمایان ہین
شکن اُن ابروؤنکی لڑ رہی ہی چین بستر سے

ہمارے قتل مین مشکل ہوئی درپیش قاتل کو
کھنچا خنجر نہ آخر خود ہی کھنچ بیٹھا وہ خنجر سے

دکھا کر اُنکو آئینہ یہ اُن پر کردیا ظاہر
حسین اِک اور رہی ہی جو نکلتا ہی نہین گھر سے

شبِ وصل اُنکی پیشانی پر ایدل ہی جبین اپنی
یہ موقع ہے بدل لے تو مقدر کو مقدر سے

لکھو جب اُسکو شوقِ وصل دیکھو خوبیِ قسمت
جُدا ہو جاتی ہے پرواز کی قوت کبوتر سے

کمال آئے جو مدفن پر ادا سے وہ غضب ہوگا
نشان تک مٹنے والونکا مٹا جائین گے ٹھوکر سے

ہمدم مجھے تو وصل کی شب کچھ خبر نہ تھی
ہان دل سے پوچھ یار کی تھی یا کمر نہ تھی

ہے چلتی پھرتی چھاؤن کسی کی نگاہِ مہر
کیا اسکا اعتبار ادھر تھی اُدھر نہ تھی

دل کے اشارے چشمِ غزالین سمجھ گئی
انسان تھی دراصل کوئی جانور نہ تھی

اُس شوخِ بیوفا کا تلوّن نہ پوچھیے
تھی شام کو جو آنکھ وہ وقتِ سحر نہ تھی

حال کمال یار سے کہتا تھا جا کے دل
فرقت مین اُسکو حاجتِ پیغامبر نہ تھی

یہ کہتا میرے دل سے کوئی سلے ہمدم نکلتا ہے
ہمارے ساتھ لو خوش ہو ہمارا غم نکلتا ہے

کوئی حسرت بھرا مارا پڑا کیا کوے قاتل مین
اُدھر سے ہاتھ ملتا آج اِک عالم نکلتا ہے

نہ پوچھو اِسکو تم یونہین رہو غافل تو بہتر ہے
خدا جانے کسی کا کس ادا پر دم نکلتا ہے

کوئی یون امتحان لیتا ہی میرے نالۂ دلکا
کلیجا مُنھ سے کیونکر دیکھتے ہین ہم نکلتا ہے

کمال ایجان جو کہتا ہے اُسکا امتحان کرلو

بہت جانباز لیکن مرنے والا کم نکلتا ہے

چال ہر بات مین ایدل یہ چلن کسکا ہے
شوخیون مین تری بیساختہ پن کسکا ہے

دور کھنچتے ہو شب وصل بھی کچھ تم ہمسے
پاس اسوقت مین کیون مشفق من کسکا ہے

دل گم گشتہ کو سینے سے نکلکر نہین ہوش
کون آوارہ ہے برباد وطن کسکا ہے

کیون وہ آتے ہوے گلگشت کو شرماتے ہین
سبزہ بیگانہ سہی سارا چمن کسکا ہے

وہ کمر کسکی ہے مائل ہی نزاکت جسپر
جسکی عاشق ہے خموشی وہ دہن کسکا ہے

میرے میخانے مین اے شیخ جو آنکلے ہین آپ
شوق سے پیجیے ڈر حضرت من کسکا ہے

دیکھو اپنا نہ سمجھنا کبھی تم اسکو کمال
کسطرف دھیان ہی وہ عہد شکن کسکا ہے

ناز بھی آکے تمھین اور ادا بھی آئی
آنکھ مین شوخیون کے ساتھ حیا بھی آئی

شان رحمت اسے کہتے ہین زرا دیکھ اے شیخ
رند میخانے مین آئے تو گھٹا بھی آئی

وہ مسافر ہون مین رخصت جسے دونون نے کیا
آپ آئے جو ادا سے تو قضا بھی آئی

کو سنے دیکے یہ کہنا کہ بچالے یارب
انکے لب پر مری صحت کی دعا بھی آئی

نیند ہی نے انھین کیا آکے سلایا شب وصل
ٹھنڈی ٹھنڈی مری آہون کی ہوا بھی آئی

ہین نکلے نہین برباد و پریشان ہوکر
خاک اڑاتی ترے کوچے سے صبا بھی آئی

تیری شوخی نے کیا قصد جو دل لینے کا
منھ چھپائے ہوئے دامن سے حیا بھی آئی

کشتہ کرنے مجھے آیا جو ادا سے قاتل
ہاتھ ملتی ہوئی ساتھ اسکے قضا بھی آئی

شب وعدہ نہین رو کا فقط آرائشون نے
انکے قدمون سے لپٹنے کو حنا بھی آئی

مٹنے والون کو ستمگر نے بہت یاد کیا
آگئین یاد جفائین تو وفا بھی آئی

یاد پیراہن دلبر نے سنبھالا دل کو
غش مین دینے کو وہ دامن کی ہوا بھی آئی

وہ مسیحاے جہان ہوگئے کیونکر مشہور
جنکو بیتابی دل کی نہ دوا بھی آئی

کیا دہی میری وفاؤن کا معرف ہی کمال
داد دینے کو ستمگر کی جفا بھی آئی

مرضِ عشق کے ہمراہ دوا بھی آئی
مژدہ دیتی ہوئی صحت کا قضا بھی آئی

سینے پر ہاتھ تو رکھا تھا تسلّی کے لیے
کیون مرے دل کے دھڑکنے کی صدا بھی آئی

ہاے کیا کنج لحد بھی ہے جگہ تیرہ و تنگ
روشنی کیسی نہ روزن سے ہوا بھی آئی

پھیر کر آنکھ مجھے شوخیون سے قتل کیا
بے مروّت کی نہ آنکھون مین حیا بھی آئی

کی عیادت مری دونون نے وہ بیمار ہون مین
ساتھ اُس رشکِ مسیحا کے شفا بھی آئی

پوچھے اتنا تو اسیرانِ قفس سے صیّاد
بوے گل لیکے کبھی بادِ صبا بھی آئی

وصل درمان مری بیتابیِ فرقت کا ہوا
ساتھ ہی دردِ محبت کے دوا بھی آئی

مجکو بھولے جو ہوے ہین کوئی پوچھے اُنسے
کسی مہجور کے رونے کی صدا بھی آئی

نازِ رفتار مین زلفونکی لٹک بھی تھی شریک
آئی آفت جو کسی پر تو بلا بھی آئی

تیغ اُٹھانے دی نہ کچھ پاسِ وفا ہی نے اُسے
منع کرنے کو نزاکت کی ادا بھی آئی

موت بنکر نہین آیا ہے مسیحا ہی مرا
اپنی تاثیر کو گم کر کے دوا بھی آئی

یادِ رُخ آئی شبِ ہجر تو کھینچا دم سرد
ہوگئی صبح تو کچھ ٹھنڈی ہوا بھی آئی

کیا شکایت ہو کہ آیا نہ ادا سے وہ کمال
پوچھنے جب نہ مریضون کو قضا بھی آئی

جب کہا اُنسے کہ لو ہم ہوش سے جانے لگے
دل لگانے مین یہی ہوتا ہے فرمانے لگے

لیچلی ہے آج مجکو کسطرف میری اجل
کیون قدم اُٹھتے نہین کیون پاؤن تھرانے لگے

جب کہا یہ آپ کے وعدہ کا کیونکر ہو یقین
ہاتھ وہ رکھکر مرے سر کی قسم کھانے لگے

ہرادا مین ہو لگاوٹ ہر لگاوٹ مین جفا
شوخیان ہمسے ابھی کی تھین کہ شرمانے لگے

کسطرح اپنی پریشانی عیان اُنپر کرون
ہجر کا قصہ جہان چھیڑا وہ گھبرانے لگے

جلوۂ رخسارِ تابان سے مٹے سب دلکے داغ
دھوپ جو نکلی چمک کر پھول مرجھانے لگے

ہمکو اُلفت مین مٹا کر صورتِ نقشِ قدم
باوفا ایسا نہین ملنے کا پچھتانے لگے

سب کو ہوتا ہے جوانی مین یونہین کبر و غرور
دیکھکر اپنی ادائین آپ اترانے لگے

ضبط کرنے کی کوئی حد بھی کہانتک چُپ رہین
ابتو کچھ مُنھ سے نکلتا ہے ہم اُکتانے لگے

اب نصیحت مین ہی حسن و عشق کی تعریف بھی
حضرت ناصح بھی کچھ کچھ راہ پر آنے لگے

کسکی آمد ہے یہ کسکی یاد ہے کسکا خیال
پاس جو بیٹھے ہوے تھے انکو اٹھوانے لگے

ہاتھ رکھ رکھکر تسلی دیتے ٹھہرائیے
دیکھکر بیتابی دل آپ گھبرانے لگے

عشق صادق غیر سے ہی انکو سچ نکلا کمال
آج وہ جھوٹی مرے سر کی قسم کھانے لگے

کہتی ہے حسرت کہ دل کو روٹھ جانے دیجیے
خود نہ مجھے اس اپنے روٹھے کو منانے دیجیے

لاکھ وہ بیرحم ہی پھر رحم آہی جائے گا
سامنے قاتل کے گردن تو جھکانے دیجیے

حال میرے جذب کا کھلجائے گا انجام کار
اک زرا دم کو لبون تک کھنچکے آنے دیجیے

کیا غرض تھی میری جانب سے جو بول اٹھتا کوئی
بزم مین دم بھر انھین بھی بیٹھ جانے دیجیے

کہتے ہین چپ رہیے اف کرنیکا بھی موقع نہین
چٹکیان لے لیکے ہمکو دل دکھانے دیجیے

پھر تسکین آپ سینے پر کہان رکھتے ہین ہاتھ
درد کا مجکو ٹھکانا تو بتانے دیجیے

جان دیتے دیکھکر ہمکو وہ کیون جاتے نہین
جو یہ کہتے تھے نہ اب ٹھہرینگے جانے دیجیے

آپ اب بگڑین کھنچین روٹھین خفا ہون وصل مین
آئے جو آفت وہ میرے دلپر آنے دیجیے

سرد آہین کھینچنے کو کیون ہمین مانع ہین آپ
ہم لگی اپنی بجھاتے ہین بجھانے دیجیے

ہم بتادین آپ اپنی بیقراری کا علاج
اپنے پہلو مین گھڑی بھر بیٹھ جانے دیجیے

کہتی ہے وحشت جو مین کہتا ہون اپنا ہاتھ روک
جیب و داماں کے ابھی ٹکڑے اڑانے دیجیے

چھپ کے ہم بھی دیکھ لین خلوت مین اس انداز کو
دیکھکر آئینہ انکو مسکرانے دیجیے

کسکی آمد ہے کہ دل کیا جان کہتی ہے کمال
پھر استقبال پہلے ہمکو جانے دیجیے

ہم انکے دلمین تڑپکر بھی راہ کر نہ سکے
رہا یہ پاس نزاکت کہ آہ کر نہ سکے

خدا کرے کہ پہونچ جائین عرش تک نالے
ادھر ادھر فلک انکو تباہ کر نہ سکے

نہ بوسہ مانگا نہ سر پاؤن پر کبھی رکھا
کوئی گناہ ترے بیگناہ کر نہ سکا

یہ قصد تھا کہ تڑپکر ہم انکو تڑپائین
مگر اس آنکھ سے دیکھا کہ آہ کر نہ سکے

چلا ہی پھیر کے تو جسنے منھ دمِ آخر
تری طرف وہ بحسرت نگاہ کر نہ سکے

حضورِ داورِ روزِ جزا رہے خاموش
جو دلمین قصد تھا وہ دادخواہ کر نہ سکے

ہمارے نالون نے بیشک اثر کیا اُنپر
جو دل کو تھام لیا اور آہ کر نہ سکے

ہزار مرتبہ آئی مرے لبون پر آہ
وہ ایک بار بھی محفل مین واہ کر نہ سکے

یہ قصد ہی کہ مین خاک اُس گلی کی ہوجاؤن
پھر آسمان خراب و تباہ کر نہ سکے

بنادیا اُنھین سیدھا مرے مقدر نے
شبِ وصال وہ ترچھی نگاہ کر نہ سکے

دہانِ زخم بھی کام آئے کچھ نہ روزِ جزا
ہمارے خون کو ثابت گواہ کر نہ سکے

کشش وہی ہی کہ معشوق خود بخود آجائے
وہ عشق کچھ نہین جو دلمین راہ کر نہ سکے

بنا لیے جگر و دل کمال پتھر کے
اُٹھائین لاکھ جفائین اک آہ کر نہ سکے

وہ ستم کر کے مجھے مانعِ فریاد رہے
چُپکے چُپکے یہ تڑپنے کا مزہ یاد رہے

تیرے ناکام نہ آباد ہوئے زیرِ فلک
عشق مین خاک ہوئے مٹ گئے برباد رہے

خون بسمل کا دمِ ذبح نہو دامنگیر
اپنے دامن کو بچائے ہوئے جلاد رہے

اپنی اُلفت مین مٹا کر ہمین وہ بھول گئے
یاد رہنے کی جگہ پر بھی نہ ہم یاد رہے

جبتک آلے نہ اثر اُسکو نکلنے ہی نہ دے
دل مرا تھامے ہوئے دامنِ فریاد رہے

غیر کا دل تو ہو شاد اور ہمارا پامال
کوئی آباد ہو پہلو کوئی برباد رہے

بھول جانے کی بہت اُسنے شکایت کرنا
نامہ بر تجھکو جو پیغام مرا یاد رہے

اپنے بیتاب کو اتنی تو اجازت دیدو
ضبط اگر ہو نہ سکے مائلِ فریاد رہے

تمکو آباد خدا رکھے ذرا پھر کو سو
بعد مرنے کے تری خاک بھی برباد رہے

بھول کر بھی نہین آتے جو ہمارے گھر مین
غیر کا گھر بھی الٰہی نہ اُنھین یاد رہے

عرش تک جا نہ سکی دل سے نکلکر شبِ ہجر
ہے ٹھکانے ہی کی ہو گرمیِ فریاد رہے

پھیرنا یار نگاہون کو ستم ہو دمِ نزع
بیکسی ہمسے یہ اسوقت کی بھی یاد رہے

نہ سنبھلنے دے حسینونکی محبت مین کمال

دل کو آوارہ کیے عشق کی اُفتاد رہے

دلِ ناشاد دمِ ذبح تو کچھ شاد رہے
دو گھڑی سینہ تہِ زانوِ جلّاد رہے

آگ اسطرح لگائے تری آہ او بلبل
کہ نہ گلچین رہے گلشن مین نہ صیاد رہے

نہ سنبھالے دلِ بیتاب کو اچھا نہ پلائے
چٹکیان لینے کو سینے مین تری یاد رہے

سامنا ہو کہیں بیدردہی کا محشر مین
خوفِ ظالم ہی نہ مجھے مانعِ فریاد رہے

دے تسلی جو کوئی اور تڑپنا سلے دل
وقت پر بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے

دلکو الفت کے بکھیڑو نسے کہان آزادی
ہان اگر زلف مین پھنس جائے تو آزاد رہے

خاک مین سیکڑو نکو اُسنے ملایا ہے صبا
خاک کیون کوچۂ دلبر کی نہ برباد رہے

کوئی تدبیر تو راحت کی نکل آئے گی
خلق کے دل کو دُکھاتی مری فریاد رہے

بھول جانیکا نہ شکوہ کوئی آیا لب تک
اسقدر تم شبِ فرقت مین مجھے یاد رہے

کاٹے وہ کوہ کو دن ہجر کے کٹ جائینگے
عشقِ شیرین مین اسی شغل مین فرہاد رہے

خاک آباد کریگا کوئی رہکر دل کو
اسکی تقدیر مین لکھا ہے کہ برباد رہے

ہم تمھین بھولے لگے بھولنے لگے بھولنے لگے
تم ہمین یاد رہے یاد رہے یاد رہے

اے کمال آکے گلے سے وہ لپٹ جائیگا خود
گو رُکاوٹ سے کھنچا خنجرِ جلّاد رہے

رہگئے تھام کے کیون دلکو محبت والے
یہ بھی تو پھر کے نہین دیکھتے صورت والے

بے اجازت جو لیا بوسہ خفا ہو کے کہا
گالیان کھاتے ہین بگڑی ہوئی عادت والے

درِ ترا اُنکی جبین دیکھین سرانجام ہو کیا
سر کو ٹکراتے ہین پھوٹی ہوئی قسمت والے

حسرتین میری مٹا کر یہ کوئی پوچھتا ہے
ابتو کچھ دلمین نہین اے مرے حسرت والے

آئنہ دیکھکے وہ ناز سے کہتا اُنکا
سب حسینو نمین ہین ایک ہین صورت والے

بڑھکے شاہی سے فقیری ہو تری کوچہ کی
ٹھوکرین کھاتے یہان پھرتے ہین دولت والے

کامیابی کی ہو جا کُشتۂ حسرت کا مزار
کہ چلے آتے ہین ہونے لیے منّت والے

خاک گلیو نمین اُڑاتے ہین تمنا مین تری
دلکو بہلاتے ہین وارفتہ طبیعت والے

پہلوئے غیر مین تم شوق سے بیٹھو جا کر
لو اُٹھے جاتے ہین دنیا ہی سے غیرت والے

عکس نے قہر کیا اُنسے مقابل ہو کر
آئنہ توڑتے ہین ناز سے صورت والے

کشتہ ہو کر ترے کوچے مین ہوے ہین جو دفن
وہی محشر مین لقب پائینگے جنت والے

بیخبر وہ ہون خبر اسکی نہین کچھ اصلا
دل اُڑا لیینگے کب شوخ طبیعت والے

صبر و طاقت ہین کمال اب نہ تحمل نہ شکیب
یار کے جاتے ہی سب چلدیئے صحبت والے

مرنے نہین دیتے ہمین جلنے نہین دیتے
ارمان کوئی دل کا نکلنے نہین دیتے

سہے سیر کے لایق دل پُر داغ ہمارا
اِس باغ کو وہ پھولنے پھلنے نہین دیتے

ہٹ بیٹھتے ہین بزم مین وہ مستونسے اپنے
گرتے ہین جو پیکر تو سنبھلنے نہین دیتے

رکھتے ہین چھپائے ہوے ہم داغ جگر کو
خورشید قیامت کو نکلنے نہین دیتے

پروانے بجھا دیتے ہین خود شمع کو گر کر
عاشق کبھی معشوق کو جلنے نہین دیتے

شکل اپنی بدلجاتی ہے ساتھ اُنکی نگہ کے
تاثیر محبت کو بدلنے نہین دیتے

اک پردہ نشین دل کا جو اپنے ہی خریدار
بازار مین یوسف کو نکلنے نہین دیتے

تلوون مین کوئی خار نہ چبھ جائے یہ کہکر
گلشن مین ہم اُس گل کو ٹہلنے نہین دیتے

مشتاق قضا کے ہین جو مرتے ہین ادا پر
آئین ملک الموت تو ٹلنے نہین دیتے

عشاق کی تقدیر کے ہین پیچ زبردست
بل یار کی زلفون سے نکلنے نہین دیتے

یاد اپنی مرے دل سے بھلا دیتے ہین آکر
یون بھی تو طبیعت کو بہلنے نہین دیتے

مہجور ستم دیدہ جفا دوست بلاکش
آئے تو شب ہجر کو ٹلنے نہین دیتے

دیتے ہین جگہ دل مین جو اُٹھتے ہین بغل سے
قابو سے کمال اُنکو نکلنے نہین دیتے

جو اشارے کرتی ہے آنکھ اُسکی شرمائی ہوئی
کچھ سمجھ لیگی طبیعت ہے مری آئی ہوئی

کونسی اُمید دل کی ہے کہ پژمردہ نہین
جو کلی ہے میرے گلشن مین وہ مرجھائی ہوئی

رنج ہجر یار ہے یہ بزم طرب مین بھی دیئے
گردش پیمانہ دور چرخ مینائی ہوئی

آنکھ ہمسے پھیریئے لیکن یہ بتلا دیجئے
پھرتی ہے کیونکر طبیعت آپ پر آئی ہوئی

ہوگئی گم جذبِ دل کی شوخیان دیکھو کمالؔ
یار کی تصویر تھی جو میری کھنچوائی ہوئی

مجھے الجھا دیا اس دل نے گھونگر والے بالونسے
یہ سب چالاکیان سیکھا ہی اٹھکیلی کی چالونسے

بڑے بیدرد ہین یہ بُت نہایت بیمروت ہین
کہین کیا شدتِ دردِ جگر خوش ہونیوالونسے

وہ دل کیا ہی تمنا کے درختونسے جو ہو خالی
چمن کو دیکھلو سرسبز ہوتا ہے نہالونسے

پلائے سبکو ساقی بزم مین ہم آنکھونسے دیکھین
ادھر دیکھے کہ کیا حسرت ٹپکتی ہی پیالونسے

بھلا دینگے سب اپنی چوکڑی نشئے ہرن ہونگے
وہ آہو چشم اگر آنکھین لڑائیگا غزالونسے

کوئی دیکھے دلِ عاشق مین کرلیتے ہین گھر کیونکر
کوئی سیکھے ذرا آنکھین لڑانا خوش جمالونسے

جو چونکائین گے آہونسے تو نالونسے جگائینگے
کرینگے چھیڑ پیدا ہم بھی شبکو سونے والونسے

یہ حالت ہوگئی رُخپر گلونکے چھاگئی زردی
چمن کا رنگ کو اُڑا جاتا ہی بلبل تیرے نالونسے

یہ بھولا پن ستم کا ہی کہ وہ شانہ سمجھتے ہین
دلِ صد چاک کو اُلجھا رہے ہین اپنے بالونسے

مرے دل کی تڑپ پر خود جگر کے زخم خندان ہین
توقع خاک ہمدردی کی ہو ان ہنسنے والونسے

نہ کیونکر روئین آنکھین پھوٹکر رکھتی ہین یہ چشمک
کمالؔ اپنے جگر کے آبلونسے دلکے چھالون سے

تماشا ہو جو میرا اور اُنکا سامنا ٹھہرے
جفا کا رنگ بو ہو کر اُڑے رنگِ وفا ٹھہرے

نہان رہتے ہین جو اُنکو نہین پروا عیان ہونا
مرے لب تک نہ آئے میرے دل مین مدعا ٹھہرے

پھراتی ہی رہی مانندِ صرصر جستجو اُنکی
اُڑے ہم خاک بھی ہو کر نہ مر کر ایک جا ٹھہرے

جفائین چھوڑ دین اپنی ستم سے ہاتھ اٹھا بیٹھے
لیا جب امتحان اُنکا تو کتنے بیوفا ٹھہرے

وہ بھولے شوخیون کے ساتھ تسکین و تسلی بھی
پھر آئے بھی تو کیا آئے جو ٹھہرے بھی تو کیا ٹھہرے

تمھین ہے حسن پر ناز اور اپنے عشق پر ہمکو
بس اتنا فرق ہی تم شاہ ٹھہرے ہم گدا ٹھہرے

تماشا دیکھ لے دم بھر مرے دم توڑنے کا بھی
عیادت کو جو آیا ہے تو اتنا بیوفا ٹھہرے

بہت گھبرا رہا تھا دم مرا جنکی جدائی مین
تصور مین وہ میرے سامنے شوخی سے آ ٹھہرے

پریشانی پریشان حال ہی کچھ خوب سنتے ہین
عیان ہو حسن کے پردے مین رنگ اپنا جمانیکو
کبھی محفل مین ہمسے چار آنکھین تک نہین کرتے
ملا کرتے تھے جو غیرون سے رہتے تھے جدا ہمسے

مری آشفتگی سن لے ذرا باد صبا ٹھہرے
بہار اُس گل کی بنکر باغ مین رنگ وفا ٹھہرے
عجب وہ شوخ بنکر صاحب شرم و حیا ٹھہرے
ہماری آرزو ٹھہرے ہمارا مدعا ٹھہرے

ہماری جان بھی لیکر کمال اپنی محبت ہین
کسی بے دید کا کہنا برے تم بیوفا ٹھہرے

دل کی طرف آنے کو ہے درد آج جگر سے
نازک ہین بہت مین اُنھین کیا ہاتھ لگاؤن
سینے پہ اگر رکھلون مین تصویر کسی کی
تسکین کی صورت یہ بتاتا ہے وہ بیرحم

کوئی تو اُٹھاتا ہے کہ اُٹھتا ہے یہ گھر سے
ہان روکنے کو لپٹے دل زار کمر سے
دل کھینچیے اِدھر سے تو جگر کھنچے اُدھر سے
بس ہاتھ اُٹھا لیجیے آپ اپنے جگر سے

وہ سامنے اپنے نہ کمال آئین دم نزع
دیکھین اُنھین کیا یاس کی حسرت کی نظر سے

مرے پہلو سے جلد اُٹھ جانیکو کیون کوئی آ بیٹھے
اِدھر آیا اُدھر پہونچا یہ چھیڑا اُسکو تڑپایا
مرا دل خون ہوا اُنکو نہ آنے دے اِدھر اُٹھکر
کوئی کرتا ہے ہمسے شوخیان کیون سامنے آئے
تصور مین بھی بے پردہ نہ جسکو دیکھ سکتے ہون
اگر دلسے یہ سب اُنکی جفا دشمنکے نہ ہون خواہان
نہ پوچھو اُٹھکے تم محفل مین پوچھو اُس سے خلوت مین
قرار اکدم نہ ہمکو بیقراری نے دیا شب بھر
مجھے تڑپائے درد اُسوقت اُٹھکر یہ تمنا ہی
نہ پھر اُٹھا گیا اِک آہ دل سے رہ گئے بھر کر
رہے یہ یاد سلے قاصد ہمارا خط اُنھین دیکر

تسلی دے دل مضطر کو ٹھہرائے ذرا بیٹھے
جو عادت درد کو اُٹھ اُٹھکے پھرنے کی ہو کیا بیٹھے
شب وعدہ لپٹ کر ہاے قدمون سے منا بیٹھے
کسی کی آنکھ کے پردے مین چھپکر آپ حیا بیٹھے
قیامت ہے دل اُس پردہ نشین سے ہم لگا بیٹھے
تو پہلو مین وفادارون کے کیون وہ بیوفا بیٹھے
چھپا کر راز کی صورت جو اپنا مدعا بیٹھے
کسی کے درد نے آکر اُٹھایا جب ذرا بیٹھے
جو دم بھر کو ہمارے پہلو مین وہ بیدرد آ بیٹھے
کسی کی بزم مین یون کھا کے ہم تیر ادا بیٹھے
زبانی بھی ذرا کہنا کسی کو کیون بھلا بیٹھے

سنا ہے آج آتے ہین اداسے وہ عیادت کو
مریض ہجر کی بالین سے ہٹکر اب قضا بیٹھے

کمال اُس شوخ کو خلوت اگر منظور ہی مجھسے
اُٹھاکر آج اپنا پردۂ شرم و حیا بیٹھے

جو بہرِ امتحانِ جذبِ دل وہ دلرُبا بیٹھے
تو اچھا پھر مرے پہلو سے اُٹھکر دُور جا بیٹھے

گرے غش کھا کے ہم جو اُنکے جلوہ سبز ہی قسمت
وہ اُٹھکر ہمکو دینے اپنے دامن کی ہوا بیٹھے

کسی بیدید کا پہلو سے میرے کہئے اُٹھ جانا
کہ اِس حسرت بھرے کا کون سُننے مدعا بیٹھے

کھنچے دیکھا انھین تصویر بھی اُنکی اگر کھینچی
تصور مین بھی وہ آئے تو پہلو سے جُدا بیٹھے

ہین وہ حسرت بھرا ہون باغ دنیا سے جو اُٹھا ہون
مرے پھولون مین آکر سیکڑون رنگین ادا بیٹھے

اداسے ہائے یہ کہکر شبِ وصل اُنکا اُٹھ جانا
نہین سُنتے کوئی کیون ہمسے کرنے التجا بیٹھے

مرے پہلو مین اُنکو جذب میرا پھر اُٹھا لایا
کشیدہ ہو کے جب آغوش دشمن مین وہ جا بیٹھے

نہین جب رحم کی عادت نہین کچھ تو تسلی کی
ہما ادر دکیون سُننے کوئی نا آشنا بیٹھے

ہمین ضبطِ فغان مانع رہا اُف بھی کرنے کو
دُکھایا دل بہت تمنے جو پہلو مین ذرا بیٹھے

تمھاری یاد سے یون دلکو بہلایا شبِ فرقت
اذیت درد سنے دی اُٹھکے جو کچھ سب بھلا بیٹھے

نہین معلوم اُنکی بھی کوئی اُمید بر آئی
درِ محبوب پر جو کچھ لگا کر آسرا بیٹھے

ادا کا کشتہ ہون ماتم مرا دونون کرین ملکر
اگر رو کر وہ اُٹھین ہاتھ ملنے کو قضا بیٹھے

وہ میرا وقتِ رخصت اُٹھکے اُسکی منتین کرنا
کمال اُسکا یہ کہنا روٹھکر میری بلا بیٹھے

اثر جذبِ محبت کا وہ اکثر دیکھ لیتا ہے
کہ بیٹھے آپکو میرے برابر دیکھ لیتا ہے

کوئی جاتا ہے شبکو غیر کے گھر اِسطرح چھپکر
نکلکر پہلے دروازے سے کہ باہر دیکھ لیتا ہے

یہ جسکا دوست ہو دلسے وہ دشمن اسکا ہو جائے
دکھاتا ہے بشر کو جو مقدر دیکھ لیتا ہے

نکل آتا ہی پہلو نارسائی مین رسائی کا
بن آتی ہے مری جب وہ بگڑ کر دیکھ لیتا ہے

تڑپکر دل نکل آتا ہے سینے سے مرے باہر
جو تو شرمائی نظرون سے ستمگر دیکھ لیتا ہے

جسے تو ذبح بیرحمی سے کرتا ہو وہ اے قاتل
تجھے کیا شاد ہو کر زیرِ خنجر دیکھ لیتا ہے

سب ارمان اُسکے دلکے خاک مین ملجاتے ہین ظالم
جو کوئی وصل مین تجھکو مکدر دیکھ لیتا ہے

کوئی اے بیخودی ہوتا ہے مجھسے بدگمان کیا کیا
شب وصل آپ سے جب مجھکو باہر دیکھ لیتا ہے

وفا میری مرا صبر و تحمل بیوفا قاتل
گلے پر دمبدم رکھ رکھ کے خنجر دیکھ لیتا ہے

مرے دلمین تمناؤن کا مجمع کیون نہ مٹ جاتا
مٹا دیتا ہے چرخ آباد جو گھر دیکھ لیتا ہے

کمال اُس سے جو شکوہ گردش قسمت کا کرتا ہون
ادا سے وہ مری جانب پلٹ کر دیکھ لیتا ہے

جب یہ کہتے ہو نہ کرنا شکوۂ تقدیر بھی
راستی بخت کج کی پھر کوئی تدبیر بھی

چپ دل نالان کو رکھتا ہے تصور بھی ترا
آنکھ کو حیرت سکھاتی ہے تری تصویر بھی

اسطرف وہ خود کھنچے آتے ہین دل تھامے ہوے
آج میری آہ مین ہے جذب بھی تاثیر بھی

لکھکے اپنا حال اُسکو آپ ہی پڑھتا ہون مین
نارسا ہے صورت قاصد مری تحریر بھی

چرخ کی گردش کبھی یہ بھی دکھائے انقلاب
عشق مین برگشتہ دیکھین غیر کی تقدیر بھی

مرگ سے بدتر ہے ہمکو زندگانی ہجر مین
تم اگر آؤ تو اچھی موت کی تاخیر بھی

کون اُنھین دلکی تڑپ کی ہجر مین دیگا خبر
نارسا ہوگی صدا اے نالۂ شبگیر بھی

دلکو کن کن صورتون سے تھامتے ہین کیا کہین
ہاتھ بھی رہتا ہے سینے پر تری تصویر بھی

جو مری تقدیر مین لکھا تھا وہ پیش آگیا
آگیا قاصد بھی واپس آگئی تحریر بھی

وہ بھی دن ہوگا کبھی ٹھہریگا اچھا بخت بد
باعث رشک عدو ہوگی مری تقدیر بھی

کچھ مرا دل ہی نہین ہے اپنے دلبر سے جدا
آہ سے چھوٹی ہوئی ہے آہ کی تاثیر بھی

یہ بھی دیکھا وصل کی شب بنگئی بگڑی ہوئی
جاگ اُٹھے وہ بھی مری سوتی ہوئی تقدیر بھی

اک نہین شاکی نہین جوش جنون کا اے کمال
ہر قدم نالان ہے صحرا مین مری زنجیر بھی

جو تم آتے تو سب تربت پہ آتے اپنی آنکھون سے
اُٹھاتے پھول آنکھون سے چڑھاتے اپنی آنکھون سے

تلاش نقش پائے یار مین ہم خاک اُڑاتے ہین
جو ملجاتا تو کیا اُسکو لگاتے اپنی آنکھون سے

تڑپتا ہے اُچھلتا ہے بگڑتا ہے سنبھلتا ہے
کبھی تم حال دل کا دیکھ جاتے اپنی آنکھون سے

تھاری طالبِ دیدار بنکر یہ رہین برسون
نہ کہتے کچھ زبان سے یون لگاتے مُہرِ خاموشی

نہ کیون سب میری آنکھونکو لگاتے اپنی آنکھونسے
کسی کو حال دل کا ہم سُناتے اپنی آنکھونسے

جو آتی وصل کی شب اِس طریقے سے بسر ہوتی
محبّت کرنے والونکے کہین دل بیٹھ جاتے ہین

کہ دل سے روٹھتے تم ہم مناتے اپنی آنکھونسے
تم اُٹھکر ظلم کرتے ہم اُٹھاتے اپنی آنکھونسے

کوئی غنچہ دہن آتا ہمارے گھر تو بستر پر
ہنسا کرتے جو تم ہم شمع سان جلتے محبت مین

چمن سے توڑکر کلیان بچھاتے اپنی آنکھونسے
یوہین روتے یوہین آنسو بہاتے اپنی آنکھونسے

ہم آنکھین ملتے تلوؤن سے تو اُنکو نیند آجاتی
بسر کرتے ہین راتین انتظارِ یار مین کیونکر

اِس اپنی سوتی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھونسے
جو کوئی پوچھتا تو ہم بتاتے اپنی آنکھونسے

جدائی مین تمھاری خون ہوتے دل جگر دونون
بجاے اشک ہم انکو بہاتے اپنی آنکھونسے

شکایت جذب دلکی وہ کمال اسطرح کرتے ہین
بُلاتے تم اگر ہمکو تو آتے اپنی آنکھون سے

(اَمر ونہی) ق

رکھتی نہین ہی ہوش مین عادت شراب کی
صورت بگاڑ دیتی ہے صورت شراب کی

بیجان سارے جسم کو کرتا ہی اسکا شغل
طاقت کو سلب کرتی ہی طاقت شراب کی

نظرون سے یون گراؤ کہ ٹپکے زمین پر
خود ساغرِ شراب کو ذلت شراب کی

جام و سبو کو دور مین رکھتی ہی روز و شب
گردش مین ہا ازل ہی سے قسمت شراب کی

یارب ذلیل یون ہو کہ کوئی پیئے نہ مفت
ارزان کرے شراب کو کثرت شراب کی

یا اسقدر گران ہو نہ پھر لے سکے کوئی
ہو جائے بس جہان مین قلت شراب کی

ایمان لیکے کرتی ہے بے آبرو کمال
کیا آئی ہے جہان مین شامت شراب کی

رُباعیات

کچھ تمسے کیا کسی نے شکوا بھی تو کیا
اِس وصل سے ہجر ہی تمھارا بہتر

اب تمنے سُنی دل کی تمنا بھی تو کیا
اِک عمر کے بعد کام نکلا بھی تو کیا

گردش مین جو ہر دم صفتِ جام رہا سیر اور تماشے سے رہا کام جسے	دیگر	دم بھر وہ نہ با راحت و آرام رہا کامی نہ ہوا جہان مین ناکام رہا
کیا دید کے قابل ہی تماشاے بہار اس گلشن عالم کا ہی کچھ اور ہی رنگ	دیگر	ہر ایک نظر آتا ہے شیدا اسے بہار غنچے بھی چٹک کے کہتے ہین ہائے بہار
راحت سے کبھی جان نہین مشفق من پھوٹ اس رہِ اُلفت مین پڑی رہتی ہی	دیگر	آرام کا سامان نہین مشفق من انسان کا انسان نہین مشفق من
کب جان شرابِ روح پرور مین نہین ناکام رہین ایک ہمین اے ساقی	دیگر	کسطرح ہئین اپنے مقدر مین نہین گردش تو فلک کی دورِ ساغر مین نہین
جو خاک مین ملتے ہین نکھر جاتے ہین یکسان نہین رہتی ہی کسی کی حالت	دیگر	پیمانے جو خالی ہین وہ بھر جاتے ہین پستی مین جو آتے ہین اُبھر جاتے ہین
جل جل کے جلائے بزم کو وہ دل ہے رہجائے نہ بجھ کے شمع سوزان کیطرح	دیگر	کچھ اپنی تمنا مین وہی کامل ہے جلنے کا یہی لطف یہی حاصل ہے
کچھ سوچ تو اس چاہ کا کیا حاصل ہو یون خواہشِ وصل ہو کہ ہو جائے وصال	دیگر	معشوق کو دل دیا ہے پھر بیدل ہے کہتے ہین جسے عشق بہت مشکل ہے
کشتہ ہو محبت مین یہ کسکا دل ہے دینے کو تو دیتے ہین سبھی جان مگر	دیگر	اس لطف مین جینے کا مزہ حاصل ہے مرنا جسے کہتے ہین بہت مشکل ہے
دل جسکو دیا ہے وہ عدوے دل ہی امید وفا کی بیوفاؤن سے کمال	دیگر	سمجھا ہی دلی دوست جسے قاتل ہے انسان محبت مین بہت غافل ہے
ہو فضل کی شان جسمین اعلےٰ ہے وہی سب جسکو کہین بُرا وہ کب ہی اچھا	دیگر	قابل ہے وہی عاقل و دانا ہی وہی عالم جسے اچھا کہے اچھا ہی وہی
کیون عشق مین سوزان دل دیوانہ ہے تیری ہی شرارت تو ہی اے شعلۂ حسن	دیگر	وہ شمع ہے کون جسکا پروانہ ہے اپنے کو جلاتا ہے وہ بیگانہ ہے

رباعیات

در قطع کردن دعوائے انکار شہادت سید الشہدا مظلوم کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام

سرور کی شہادت سے جو انکار کیا
یوسف کو ضرورت ہے خریدار و نکی
ظاہر سب پر ہے جو کچھ اظہار کیا
اپنے کو جو رسوا سر بازار کیا

دیگر

حیرت نے نیا رنگ دکھایا تو کیا
اس کفر و ضلالت کو مٹایا ہوتا
حیرت مین زمانے کو جلایا تو کیا
اسلام کے جلوے کو مٹایا تو کیا

دیگر

کیا خوب اشاعت کا سرانجام کیا
قیمت بھی تو اخبار کی آدھی کر دی
حیرت ہے زمانے کو نیا کام کیا
پردے مین شہادت کے بڑا نام کیا

دیگر

کیا کیا نہ عیان کیا ہے حال حیرت
جس رنگ مین وہ ہے اسکا خاکا کھینچا
دی گرد و غبار سے مثال حیرت
حیرت سے ہے جو وہ تو مین کمال حیرت

دیگر

آشفتہ مثال زلف اکثر ہو نہین
قتل شہ مظلوم ہے آئینہ کمال
کیا خاک بسر صورت صرصر ہو نہین
حیرت مین ہے حیرت متحیر ہو نہین

دیگر

انکار شہادت سے مکدر رہو نہین
دعوائے غلط کو قطع کیونکر نہ کرون
سر میرا رہے اسمین کہ بے سر ہو نہین
کہتا ہے میرا خامہ کہ خنجر ہو نہین

دیگر

گمراہ ہے گمراہیون کا گھر ہے وہ
کچھ پاس حیا کا ہے نہ ایمان کا خیال
بنیاد فساد و کینہ و شر ہے وہ
حیرت ہے کہ کیون جامہ سے باہر ہے وہ

دیگر

چلتا ہے جو خود چھوڑ کے ایمان کی راہ
انکار شہادت کے وہ کیا دیگا ثبوت
گمراہ جو کرتا ہے جو خود ہے گمراہ
لاحول و لا قوۃ الا باللہ

دیگر

جو حق ہے کہین وہ بھی چھپا کرتا ہے
کرتا ہے کار صیقل انکار ترا
منکر ہے شہادت سے یہ کیا کرتا ہے
آئینہ ایمان کی جلا کرتا ہے

دیگر

منکر ہے جو کوئی قتل شاہ دین سے
کیا لائیگا انکار شہادت کی دلیل
دل اسکا بھرا ہے جو رو بغض و کین سے
طالب ہے جو خفیہ علمائے دین سے

قطعات تاریخ طبع دیوان ہذا

چکیدۂ خامۂ عنبرین شمامۂ سرآمد سخنوران باکمال فخر شعرائے ماضی و حال حضرت عمت فیضہم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی ادام فیضہم اللہ المتعال

دیوانِ کمال کس قدر ہے دلچسپ
ارباب مذاق جانتے ہین جیسے جان
طبعِ دیوان کا سال لکھدے جلال
گلدستہ ہے بزمِ شعر ایمن دیوان

ایضاً

چھپا ہے قابلِ دید ایک آجکل دیوان
جہان پسند ہے مطبوعِ خاص و عام یہ ہے
چمک رہین اسکے مضامین ہین اخترِ تابان
سپہرِ اوجِ سخن کا مہرِ تمام یہ ہے
بھری ہے سارے زمانے کی اسمین کیفیت
جہان نما جسے کہتے ہین ستارہ جام یہ ہے
خوشا روانیِ طبعِ مصنفِ دیوان
پکارتے ہین سخنور کہ انسجام یہ ہے
پکارتے ہین ہر اک بیت پڑھکے اہلِ سخن
صدا آفرین کا محل وجد کا مقام یہ ہے
ہے "انتخابِ گرامی" جو اسمِ تاریخی
موزونین کو اک وجد ہے کہ نام یہ ہے
جلال خوب ہے تاریخ طبعِ دیوان کی
کمالِ دلکشِ بزمِ سخن کلام یہ ہے

از نتیجۂ طبع عالی خیال و ذہن گہر جناب منشی محمد عبد القادر صاحب اخگر ساکن بیامئی

چھپا اُن کا دیوان جمیل و دلکشا
زمانے مین جن کے سخن کی ہے شہرت
کہان ہین نظر باز گلہائے مضمون
ذرا دیکھین اس باغ کی زیب و زینت
بیان ہے کہین لذتِ وصلِ دلبر
کہین قصۂ غم کہین رازِ الفت
جو بندش ہے اعلیٰ تو ترکیب یکتا
ہر اک شعر مین ہے انوکھی رعایت
کہا بلبلِ دل نے سال اسکا اخگر
کھلا گلشنِ فکرِ نازک طبیعت

از نتیجۂ افکار برگزیدۂ سخن سنجان آفاق جناب سید نذیر احمد صاحب خلاق نائب داروغہ جیل اعظم گڑھ شاگرد مصنف

ہین جلال لکھنوی سے جو لبریز کمال
ہر سخنور جنکا ہے مداح دل سے قدردان
انکا دیوان جس کا تابان نام ہے مہر کمال
حسن کے پردے سے نکلا ہو گیا جلوہ عیان
محفلِ انجم ہوئی ہے جمع اُسکے شوق مین
شہرہ کیا پہونچا ہے اُڑکر از زمین تا آسمان

افضل و برتر یگانہ ہین کمال باکمال
کیون نہ لے اُنکی سبق اُن کا سبق نکتہ دان

نور کے سانچے مین ڈھالا ہوا ہے اُسنے
ہر ورق روشن ہے مثل شمع [illegible] گمان

شعر و سخن تاثیر سے تاثیر مین رنگ بہار
باغ مین [illegible] نہین [illegible] باغبان

فکر ہو جکو ہوئی اخلاق سان طبع کی
کہدیا ہے یہ کلام شاعر شیرین بیان

ریختہ کلک گہر سلک جناب میر محمد عزت علی شہیر صاحب ادیب خلف حضرت تاثیر رئیس میرٹھ شاگرد مصنف

فن زبان ہوا آج بدر کمال
کرو [illegible] ہے رخ سے نقاب سخن

ہر اک شعر ہر غزل فرد ہے
نرالا ہے یہ انتخاب سخن

ہوا سحر افسون بیان کمال
نہ ہو جائے کیون [illegible] باب سخن

طبیعت مضامین کی ہے جوش پر
عیان فکر سے ہے شباب سخن

ہوا زینت انجمن یہ کلام
عجب جمع ہین [illegible] سخن

نہ کیونکر تپان ہون دل سامعین
اُلٹتا ہے دل انقلاب سخن

عجب ہے یہ تاریخ نور اے ادیب
کہ نکلا ہے یہ "آفتاب سخن"

تراوش قلم جواہر رقم جناب منشی اللہ یار خان صاحب [illegible] تعلقدار [illegible] ضلع سلطانپور شاگرد حضرت جلال باکمال [illegible]

سودا ہی ہے نہ میر سا نازک خیال ہے
نسخ ہی ہین نہ آتش شیرین مقال ہے
رنگ جہان کے ساتھ فروغ کمال ہے
شاعر بس اب جلال ہین با کمال ہے
بعد ان کے آفتاب سخن کو زوال ہے

متروک لغویات کیے ایک آن مین
پیدا ہوئین صفائیان اردو زبان مین
ثانی نہین ہے جس کا کوئی آن بان مین
ہان ہان یہی کمال ہے ہندوستان مین
آئینہ سخن مین شکن ہے نہ بال ہے

مشہور ہے جسکی طبع گرامی کا آجکل
اقلیم شاعری مین نہین جسکے کچھ خلل
جو مشکلین تھین نظم کی سب ہو گئین وہ حل
اُس صاحب ہنر کی ریاضت کا ہے یہ پھل
بوٹا بھی جس کے باغ سخن کا نہال ہے

مطلع جو ہے غزل کا وہ ہے غیرت قمر
رکھتا ہے پاے شعر پہ شعری بھی اپنا سر

مضمون کا دماغ بھی ہے آسمان پر — مشتاقِ دیدہ چشمِ تمنّا سے ہے بشر
بدرِ کمال عید کا شاید ہلال ہے

سودا کی روح بندشِ مضمون سے دنگ ہے — کہتے ہین میر بھی کہ عجب اسکا رنگ ہے
ناسخ بھی ہین مقر کہ نیا رنگ ڈھنگ ہے — ہر ایک عیبِ نظم فصاحت سے تنگ ہے
مضمون ہین جسقدر اُنھین حاصل کمال ہے

دیوان کمال کا جو چھپا ہے بصد حشم — ظاہر مین ہی کتاب حقیقت مین جامِ جم
پروا نہین ہی اسکی جو دشمن کو ہو الم — تاریخ طبع کی جو مجھین فکر ہے آرم
یون لکھدو تم "یہ جوہر نظم کمال ہے"

چکیدۂ کلک گہر سلک سخنور رنگین بیان جناب سید رشید الزمان صاحب امید دہلوی شاگرد مصنف

کمال کا انتخاب دیوان جو چھپکے نکلا بحسن خوبی — تو لطف اُٹھانے بڑھی نگاہین سرور کچھ بیحساب دیکھا
مچی ہی دھوم اسکی خوبیونکی سخنوران جہا مین کیسی — نہین یہ رکھتا نظیر اپنی کلام کیا لاجواب دیکھا
ہر ایک شعر اسکی ہر غزل کا نہین ہی سلک گہر سے کچھ کم — نگاہ انصاف خود پکاری کہ بے نظیر انتخاب دیکھا
زبان کو مثلِ جنابِ ناسخ عیوب سے صاف کیا کیا ہی — نہ کوئی بندش خلاف پائی نہ کوئی مضمون خراب دیکھا
لطافت ایسی بلاغت ایسی کہ شکلِ تصویر رنگ حسّان — فصاحت ایسی کہ جس سے سحبان کو شرم سے آب آب دیکھا
رُخ حسینان کی خوبیونکی شبیہ کیا بیمثال کھینچی — کہ جس سے دل عاشقون کا ٹھہرانہ عالمِ اضطراب دیکھا
غضب کی ہی بول چال اسکی عجیب ہے لطف اس سخن مین — زبان بھی بیمثال پائی بیان بھی لاجواب دیکھا
عروج پر ہی زمین سخن کی دکھا دیا رنگ آسمان کا — اِک آفتاب سخن کا جلوہ عیان تہِ آفتاب دیکھا
یہ دردِ عشاق کی دوا ہے نہان عجب صورتِ شفا ہی — بھرا ہزارون ہی خوبیون سے یہ نسخۂ لاجواب دیکھا
وہ رنگ دلچسپ ہے کہ جس پر تمام عالم مٹا ہوا ہے — کمال مطبوع طبع پایا سرورِ دل بیحساب دیکھا
ہوئی مجھے فکر و جستجو جب کہ لکھدون تاریخ طبع دیوان — امید آئی صدائے ہاتف کہ "گوہر انتخاب دیکھا"

ایضاً

لو مبارک ہو مبارک اے سخن سنجان حال — اولین دیوان کمال نکتہ دان کا چھپگیا
لاکھ دیوانون مین یہ دیوان ہوا ہے انتخاب — اس کی اِک اِک بیت مین صدگونہ ملتا ہی مزا
جو غزل ہے منتخب ہے شعر جو ہین چیدہ ہین — فکر کے گلشن مین ہے ہر اِک گلِ مضمون نیا

دیکھکر کرتے ہین اش اش ماہرانِ فن اِسے ‏ ‏ کون ہے جو اس کی خوبی کا نہین مدحت سرا
کیون نہو ہے اُس سخنور کا کلامِ بیمثال ‏ ‏ جس کا طوطی بولتا ہے غُل ہے جسکی نظم کا
جسکی کشتِ فکر ازل کے روز سے سرسبز ہے ‏ ‏ کیا نہالِ شاعری پھولا پھلا ہے واہ وا
لکھدی یہ اُمید نے دیوان کی تاریخ طبع ‏ ‏ صدقے ہوتی ہے فصاحت وہ زبان ہے بے بہا
١٣٢٥ھ

ایضاً در صنعت صوری و معنوی

کیون نہین پھولے سماتے اِن دنون اہلِ جہان ‏ ‏ ہین بہت مسرور کیا تازہ کوئی مژدہ سُنا
ہر طرف عالم مین عشرت کا ہے کیون دلکش سمان ‏ ‏ کیا سبب اس کا ہے کچھ کُھلتا نہین ہے ماجرا
مجکو اِک حیرت سی تھی مین دنگ تھا آئینہ وار ‏ ‏ یہ صدا آئی سُنا آوازہ مین نے جانفزا
اولین دیوانِ اُستادِ کمال لکھنوی ‏ ‏ طبع ہوتا ہے بصد خوبی بصد حُسن و صفا
سُن کے یہ مژدہ لکھی اُمید کیا تاریخ طبع ‏ ‏ بار اول تیرہ سو پچیس ہجری مین چھپا
١٣٢٥ھ

ریختۂ کلک جواہر سلک سرآمد سخنوران مغارب و مشارق جناب مولوی میر عنایت حسین صاحب بارق لکھنوی سلمہ اللہ تعالیٰ

کمال جو ہین جناب جلال کے فرزند ‏ ‏ کمال و علم کا جن کے سخن ہے آپ گواہ
وہ زیبِ طبع ہے دیوان آجکل اُنکا ‏ ‏ بھرا ہے جسمین تغزل کا لُطف خاطر خواہ
معانی اور رسا مین ہین ایسے کچھ دلچسپ ‏ ‏ دلو مین کرتے ہین اہلِ مذاق کے جو راہ
سنین طبع لکھے بارق سخنور نے ‏ ‏ کہ روشنی بدرِ کمال ہے تا ماہ
١٣٢٥

تراوش فکر رسائے سخنور کامل جناب صاحبزادہ محمد مرتضیٰ خان صاحب بہادر بسمل امیٹوی شاگرد حضرت جلال آل کمال دام فیضہم اللہ المتعال

چھپا ہے وہ مرے اُستاد زادے کا دیوان ‏ ‏ ہر ایک جس کی غزل ہے مذاق کی جامع
ہر ایک شعر کا مضمون دلکشی مین ہے فرد ‏ ‏ یہ شاعری ہے کہ ہے ایک قدرتِ صانع
معانی ایسے جو بیچین جان کو کر دین ‏ ‏ سُنے یہ شعر تو دل اپنا تھام لے سامع
عیوبِ شعر سے ایسا ہے پاک و صاف کلام ‏ ‏ جو لب کشائی اہلِ سخن کا ہے مانع
تمام ہند مین پھیلی ہے چاندنی اسکی ‏ ‏ عجیب مہرِ سپہرِ کمال ہے طالع
سنین طبع کلامِ کمال لکھ بسمل ‏ ‏ ضیائے بدرِ کمال آج کیا ہوئی لامع
١٣٢٥

چکیدۂ کلک جواہر سلک سخنور ماہر دلعزیز جناب منشی کالی رائے صاحب میر ضلعدار کورٹ آف وارڈس ریاست وا

نکتہ دان سحر بیان حضرت مخدوم کمال — سید پاک نسب ذی ہمم و عالی قصر
حکمت و بالغہ و شاعری و نثاری — ناظم دہر نمود است بذاتش ہمہ حصر
از پئے طبع چو در داد کلام بے مثل — عبرِ ارباب معانی شدہ بس باعث نصر
گفت دو مادۂ سال تمیز ناچیز — "گنج حمدان لطافت" "سخن نادر عصر"

ایضاً

از تصانیفِ کمالِ ذی کمال — شاعر شیرین بیان سحبان لقب
ناظم و ناثر حکیم بے بدل — عیسیِ دوران خود عالی نسب
یافت این دیوانِ تو آئین چہ طبع — عمدہ تر در دقتِ خوش از فضل رب
شہرۂ خوبیش رفتہ دور دور — ہر کجی راہست وصفش وردِ لب
مشتری گشتہ جہانے از نقدِ جان — با ہزاران شوق با فرطِ طرب
گر تو می پرسی سنینِ انطباع — اے تمیزِ زود فہم و با ادب
مصرعِ سالِ مسیحی گوش کن — دفتر زیبا کلامِ منتخب

از نتیجۂ فکر شیرین سخن و خوش تقریر جناب مولوی محمد سلام صاحب تنویر آنریری مجسٹریٹ شاگرد مصنف دیوان ہذا

چھپا ہے وہ دیوان جو ہے کانِ خوبی — نہ کیون اہلِ عالم کو بیحد خوشی ہو
نکیون ہاتھون ہاتھ اسکو لین قدردان سب — ملا ہے دُرِ بے بہا کب کسی کو
لکھا طبع کا سال تنویر نے یون — چھپے ہے آج مضمون نادر ہین دیکھو

از نتیجۂ فکر شاعر خوش صفات و نیک خو جناب میر تہور حسین صاحب جادو رامپوری شاگرد حضرت جلال باکمال دام فیضہ

نہ کیونکر ہو مشہور و مطبوعِ خلق — کلامِ رفیعِ جناب کمال
مضامین پر غور کرتے ہین جب — تو دل تھام لیتے ہین نازکخیال
یہ ہین شش جہت مین صدائین بلند — یہ رنگِ سخن ہے یہ طرزِ مقال
لکھی خوب جادو نے تاریخ طبع — سمائے سخن اور بدر کمال

چکیدۂ کلک گہر سلک سخنور فصاحت شیم جناب نواب محمد مرزا خان عرف منجھو صاحب شمیم شاگرد حضرت جلال باکمال دام فیضہ

عجیب وصف کی ہے یہ کمال کی تصنیف — ثنا کرین شعرا اسکی ہے یہ امر محال
پہ اسطرح کے اثر سے بھرا ہوا ہے کلام — بنا کے رکھتے ہین تعویذ اسکو اہل کمال

عزیز ہر دل شاعر نہ کیون ہو یہ دیوان
زبان فصیح ہے فکرِ بلیغ حسنِ مقال

حشم یہ شوق سے تاریخ طبع لکھدے تو
مہ فلک ہے زمین سخن کا بدر کمال

تراوش فکر رسائے سخنور سحر بیان جناب نواب خاقان حسین خانصاحب خاقان رئیس عظیم آباد شاگرد مصنف

کس قدر رنگین ہین گلہائے مضامین کمال
کیا بہار اپنی دکھاتا ہے شباب شاعری

سامنے آنکھون کے ہے تصویر حسن وعشق کی
اُلٹی ہے روے سخن سے کیا نقاب شاعری

نادر و مطبوع ہے کیا رنگ استاد زمان
ہو رہے ہین سب سخنور فیضیاب شاعری

ہے زبان دلکش بیان دلچسپ نفت بول چال
کون دے سکتا ہے عالم مین جواب شاعری

کونسا گلزار فکر اس سے تر و تازہ نہین
اُڑکے پہونچی ہے بہار انتخاب شاعری

لکھدے اے خاقان اب تم نور کا اک سال طبع
ہند مین چمکا ہوا ہے آفتاب شاعری

ریختۂ قلم بلاغت رقم وحید عصر فائق جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب ائق رئیس اوجین ملک مالوہ

خرسند نہ کیون ہون اولوا الالباب سخن
مطلوب وہ مطبوع ہوا جسکے تھے طلاب

اشعار مین کیا درد قیامت کا بھرا ہے
تاثیر سے پتھر کا جگر ہوتا ہے آب آب

بے ڈوبے ہوئے رہ نہین سکتا دل عشاق
یہ بحر مضامین محبت کا ہے گرداب

گلزار فصاحت ہے گلستان مضامین
ہر مصرع موزون ہو مثال گل شاداب

دیوان کمال است عجب نسخۂ تسکین
فی الفور شفایاب ہو جس سے دل بیتاب

رائق یہ دم فکر صدا غیب سے آئی
سلک گہر نظم یہ تاریخ ہے نایاب

ایضاً

لکلام الکمال سحر حلال
ہو للعاشقین سحر حلال

ولتاریخ طبعہ لبل میمنا
دجن نظمہ کبدر کمال

تاریخ افکار گہر بار جناب شاہ محمد ریاض الحق صاحب ریاض ساکن مونگیر افسر اعلی تھانہ گوریا شاگرد مصنف

کدھر ہین کدھر قدردان سخن
اب آنکھون سے اپنی اٹھادین حجاب

کہان ہین کہان عاشق نالہ کش
ستاتا تھا جن کو بہت اضطراب

کدھر ہین وہ مشتاق وہ ناظرین
جو کرتے ہین اشعار کا انتخاب

چھپا ہے وہ دیوان تو آج کل
جو لاکھون مین ہے بے بدل لاجواب

جو تھا شاہدِ فکر پردہ نشین
وہ نکلا ہے رُخ سے اُلٹکر نقاب

سنبھالین ذرا ہوش مشتاقِ دید
نہ برقِ تجلّی کی لائین گے تاب

بجا "انتخابِ گرامی" ہے نام
ہر اک مصرع و شعر ہے انتخاب

وہ خورشید ہے یہ وہ "بدرِ کمال"
کہ شیدا ہین جس پر مہ و آفتاب

تسلّی وہِ بیقراران ہے یہ
دلِ مضطرب کا گیا اضطراب

جو اُستادِ فن ہین جنابِ جلال
زمانے نے جن کو کیا انتخاب

اُنھین کا ہین جلوہ جنابِ کمال
سپہرِ سخن ہی کے ہین آفتاب

ضیابخش ہون بس جلال و کمال
رہین دونون روشن مہ و آفتاب

عقیدہ ہے اپنا یہی اے ریاض
مضامین ہین یہ نادر و لاجواب

ایضاً

۱۳ھ ۲۵

مژدہ مشتاقو چھپا دیوان مرے اُستاد کا
صاف آئینہ ہوا ہے جوہرِ نظمِ کمال

طالبِ دیدار جتنے ہین سنبھل جائین ذرا
آج اُن پر گرنیوالی ہے کوئی برقِ جمال

چھپ رہا تھا جو بصد خوبی گرامی انتخاب
آنکھون کو تھا انتظارِ جلوۂ بدرِ کمال

جلوہ فگن وہ ہوا ہے آج اِک سامان سے
سیکڑون جسکی جلو مین ہین حسینِ بیمثال

یہ ہے اُس دیوانِ اوّل کا گرامی انتخاب
شیفتہ جسکی نزاکت پر ہین خود فکر و خیال

کس قدر روشن زمینِ شعر آتی ہے نظر
کب ہے یہ بیجا جو کہتے ہین اُسے بدرِ کمال

دیکھکر شانِ کمال اب آج سب حیرت مین ہین
خوب آئینہ ہوا ہے جلوۂ فیضِ جلال

اِس بیان پر اور اِس تحریر پر تقریر پر
لوٹ اندازِ تکلّم ہے فدا ہے بول چال

یہ فصاحت کی ہو صورت جان سے قربان ہے
حال یہ ہو شوخیون کا ہو رہی ہین پائمال

لوٹتے ہین سُننے والے کھینچکر آہ و فغان
درد و شوخی سے عجب نکلے ہین اشعارِ کمال

چاہتے ہین سب کے ہاتھ آے یہ دیوان لاجواب
تڑپ رہے ہین دیکھئے کس شعر پر ہو دستِ سوال

جلوۂ بدرِ کمال آجائے مجکو بھی نظر
بدر بنجاؤن گھرا ہے اِس تمنا مین ہلال

صاف آئینہ ہو اسمین دیکھ لین اہلِ نظر
حُسن کے آغاز مین ہو عشق کا پنہان مآل

فکرِ سالِ طبعِ دیوان ہو تو لکھدے اے ریاض
ہے عجائبِ حُسن کی تصویر یا سحرِ کمال

۱۳ھ ۲۵

از نتیجۂ طبع رسائے دقیقہ شناس و نقاد جناب منشی سید اولاد حسین صاحب سجاد شاگرد حضرت جلال باکمال دام فیضہ

آج دلبر سے ہم آغوشی ہوئی ۔ ساقیا ہان اب زرا جلدی دے جام
لے چلا ہین جوشِ عشقِ یار مین ۔ اے خیالِ وصلِ جانان تھام تھام
دل جگر کی جا ہے دل کی جا جگر ۔ شوقِ بیحد سے ہے برہم انتظام
اس طرح عشرت سے ہو نہین بیقرار ۔ دم کو بھی دم بھر نہین تن مین قیام
گلبدن ہے مین ہون اور ابرِ بہار ۔ آج کے دن مے نہ پینا ہے حرام
روک ٹوک اِس دور مین مطلق نہین ۔ زاہدون کے بھی لئے ہے اذنِ عام
حکم واعظ نے دیا اس واسطے ۔ اس لئے ہے ہر طرف یہ انتظام
چھپ کے نکلا ہے کلامِ منتخب ۔ با ادا و ناز با حسن تمام
فخر ہے جو شاعرانِ ہند کا ۔ ہے یہ اُس اُستادِ کامل کا کلام
مصدرِ علم و ہنر حضرت کمال ۔ ناظمِ بے مثل دیکتا نیک نام
نور کا دیوان ہے دیوانِ کمال ۔ بدرِ کامل کی طرح مطبوعِ عام
نشتر ہر لفظ فقرے تیر ہین ۔ مصرعِ موزون حسام بے نیام
مائلِ رخسار پڑھتے ہین درود ۔ کہتے ہین گیسو کے عاشق رام رام
نظم کیا تصویر ہے معشوق کی ۔ ہم زبان و ہم خیال و ہم کلام
ہے سخن کی قدر انھین کے دم سے بس ۔ ورنہ اب ہے شاعری کا اختتام
بدر یہ وہ ہین جنھین جھک کر کرے ۔ بدرِ کامل بھی ہلال آسا سلام
لکھدو یہ تاریخ اے سجاد تم ۔ منتخب دیوان یہی ہے لاکلام

از نتائج افکار گہر بار سخنور عالی وقار جناب منشی ودھم سنگھ صاحب سرور امرتسری شاگرد حضرت جلال باکمال دام فیضہ

آج کیسی باغِ عالم مین خوشی کی دھوم ہے ۔ ہنس رہے ہین غنچہ و گل کھل رہی ہے ہر کلی
چل رہی ہے کیا نسیمِ صبحدم مستانہ وار ۔ بلبلین نغمہ سرائی مین بھی کہتی ہین یہی
ہو مبارک ہو گیا مطبوع دیوانِ کمال ۔ جنکے علم و فضل کی پھیلی ہے ہر سو روشنی
چٹکلے مضمون معانی شوخ تازہ گفتگو ۔ اور سونے پر سہاگہ ہے طبیعت چلبلی

سال ہجری لکھدیا سردار نے منقوط مین — دلکش و دلچسپ ہے نظمِ کمالِ لکھنوی ۱۳۲۵ھ

ایضاً

شاعرِ نامی کمالِ لکھنوی — میرے بھائی اور فرزندِ جلال
آپ کا دیوانِ اول چھپ گیا — لاجواب و بے عدیل و بےمثال
درحقیقت ہے گرامی انتخاب — واقعی دلچسپ ہے حسنِ مقال
آپکے ہر مصرع و ہر شعر پر — لوٹتے ہین دل سے سخن سنجانِ حال
سالِ فصلی معجمہ سردار لکھ — نیرِ چرخِ سخن بدرِ کمال ۱۳۱۵ فصلی

ایضاً

چمنستانِ سخن مین آگئی فصلِ بہار — شاعرونکے واسطے یہ سال ہے فرخندہ فال
ہوگیا مطبوع دیوانِ کمالِ لکھنوی — جسکا ہر مصرع فسون ہر بیت ہے سحرِ حلال
روزمرہ صاف معنی بے بدل۔ دلکش کلام — بندشِ الفاظ شستہ لکھنوی بول چال
نادر و زیبا مضامین شوخ ہے طرزِ سخن — گفتگو ستھری۔ بیان نازک ہے۔ پاکیزہ خیال
لکھدے اے سردار سال بنگلہ تو منقوط مین — ہوگیا روشن سپہرِ نظم کا بدرِ کمال ۱۳۱۲ بنگلہ

از نتیجۂ طبع شاعرِ بےہمتا جناب مولوی محمد عبدالحق خان صاحب صفا رامپوری شاگردِ حضرت جلال باکمال مدظلہ العالی

دیوان چھپ رہا ہے جنابِ کمال کا — جملہ سخنورون کے دواوین کا ہے جو تاج
مصراع سال طبع صفا نے یہ لکھدیا — بدرِ کمال ہے وہ سپہرِ سخن کا آج ۱۳۲۵

از نتیجۂ کلکِ جوہر سلک جناب مولوی شیخ علی بخش صاحب عاشق ناظر ریاست ڈومراؤن شاگرد مصنف دیوان ہذا

مژدہ مشتاقو چھپا دیوانِ استادِ سخن — لاجواب و بےبدل ہے داستان دلپسند
کام دیتا ہے مسیحا کا یہ دیوانِ کمال — اس سے پاتے ہین شفا جو عشق کے ہین دردمند
اسقدر پایا ہے اس دیوانِ والا نے عروج — تا فلک تحسین کا ہے جسکی آوازہ بلند
قدردان جتنے ہین انکی بزم کا گلدستہ ہے — حاسدونکے دلکے ٹکڑا پانیکو خارونکی گزند
ایک ہی مصرع مین دو تاریخین عاشق جمع کر — "نادر و نایاب نظمے" "غنچۂ عالم پسند" ۱۳۲۵ ۱۳۲۵

از نتیجۂ طبع رسا و فکرِ سلیم جناب منشی شیخ علی عظیم صاحب عظیم ساکن مقام لودی پور پٹنہ شاگرد مصنف

ہر طرف ہے دھوم شہرے ہین جا بجا مین چار سو
جلوہ گر کس حسن سے ہوتا ہے معشوق خیال

طالب بیدار کی آنکھین ہین وا کس شوق سے
دیکھو بن ٹھن کے نکلتا ہے بلا کا خوش جمال

شوخیان اپنی دکھائے گا جو ہو کر بے نقاب
منقلب ہو جائے گا مثل نگہ عالم کا حال

آجکل دیوان مرے اُستاد کا ہے زیب طبع
ہین مقر جن کی سخندانی کے سب اہل کمال

کون ایسا ہے بھلا معجز بیان جادو نگار
اِن کو فخر اپنا سمجھتے ہین سخن سنجان حال

کیا صفت اُسکی ہو اِک اِک شعر جس دیوان کا ہے
بے نظیر و یادگار و انتخاب و بے مثال

کیا چمک کر طبع کی تاریخ نکلی اے عظیم
جانِ جانان دلربائے شاعرانِ باکمال

ایضاً

یہ دیوان چھپا میرے اُستاد کا
نہ کیون شاد و خرم ہون ارباب فن

بھرا ہے عجب اسمین سحر و فسون
ہر اِک شعر ہے دلکش انجمن

زمین شعر کی ہو گئی آسمان
کہ طالع ہوا آفتاب سخن

لکھو طبع کا سال یون اے عظیم
کہ ہے کیا گلِ بوستان سخن

"تقریظ منظوم مع تاریخ طبع دیوان ہذا"

چکیدۂ قلم جواہر رقم رشک سلیم و کلیم جناب منشی قاضی محمد علیم الدین صاحب علیم سرشتہ دار محکمہ پنچایت ریذیڈنسی جے پور

مژدہ باد اے سخن سنجان کہ این رنگین کتاب
چاپ گردید از برائے دیدن ہر شیخ و شاب

سید مہدی کہ میدارد کمال اندر سخن
درج کرد است اندرین از گفتۂ خود انتخاب

لکھنؤ نازش کند در ریختہ بر ذات او
کاصفہان را فخر باشد بر کمال نکتہ یاب

حرف و لفظ نظمِ او مانا بود رشکِ گہر
طبع او را ہست زیبا می توان گفتن سحاب

لُطفِ مضمون ہائے اشعارِ مسرت زائے او
کردہ مستِ خرمی اہل سخن را بے شراب

در سخن سنجی بود امروز ذاتش بے قرین
برتر است از حدِ گفتن وصف آن عالی جناب

در فن ابداع و در شیوا بیانی دائما
بر دلش از مبدءِ فیاض باشد فتح باب

سال طبع این کتاب خوش بہجری طبع من
گفت "واللہ انتخاب دل پسند و لاجواب

بہر تاریخ مسیحی کلک من کردہ رقم
"انتخاب دلکشا با آب و تاب بے حساب

از پئے تاریخ فصلی فکر بنمودم چو دوش
عقلِ من گفتہ "چہ مضمونہائے دلکش" وقتِ خواب

ازپیِ تاریخ فصلی گفتہ ہاتف از فلک
سالِ ہندی "نظم اطیب" وہ چہ رشکِ مشکِ ناب

بادجا یارب زلطفت این ہمایون نامہ را
دردلِ اہلِ سخن تا ہست روشن آفتاب

از علیم زار این تاریخ ہائے دلنشین
باد مقبولِ سخن سنجانِ دانش انتساب

"این قطعۂ نادرہ از سال ہجری و مسیحی و فصلی و ہندی یاد می دہد"

علیما باد این نامہ محبِ خاطرِ سلطان
باشفاقِ خدائے پاک واہبِ خالقِ دل ہا

زہے دیوان نوچون بوستان باصفا تازہ
بطبعِ دلکشائے مثلِ درِ خوب آئینہ آسا

از نتائج افکارِ گہربار جناب شیخ محمد نور الحسن صاحب فروغ خلف اکبر جناب شیخ محمد علیم الدین صاحب علیم مہتمم کار ریاست دتیا و شاگرد مصنف

دیوان چھپ رہا ہے جناب کمال کا
کیا اوج پر یہ شعر و سخن کا نصیب ہے

کیسا بدل گیا ہے ریاضِ سخن کا رنگ
سچ ہے کہ وقتِ فصلِ بہاری قریب ہے

کیونکر شفا پائیں نہ محبت کے دردمند
بیمثل دردِ قلب و جگر کا طبیب ہے

کیا چشم و دل میں دیتے ہیں جا ناظرین اسے
خوش وضع خوبرو ہے حسین ہے حبیب ہے

پروانہ ہو رہے ہین اسے شمع جانکر
اے حسن دیکھ عشق کی صورت عجیب ہے

دیوان تو یون ہزارون نظر سے گذر گئے
لیکن کچھ اسکی نظم کی طرز عجیب ہے

دیوان ہی انتخاب کہ دریا ہے نور کا
کسبِ فروغ جو نہ کرے بدنصیب ہے

جو اس کے عاشق نہین نہو وہ حسین کیا
محبوب جو بنائے اسے وہ حبیب ہے

بسمل جو اسکی نظم کے ہین انکا ہے یہ حال
خنجر کو دیکھا کہ گلون سے قریب ہے

تعویذ اسے بنائے نہ کیون حرزِ جان کرے
بیمارِ عشق کے لئے نسخہ عجیب ہے

ہے فکرِ سالِ طبع جو تمکو تو اے فروغ
لکھدو کہ "بیمثال و عجیب و غریب ہے"

از نتائج افکار گہربار پر لطافت جناب منشی قدرت علی صاحب قدرت رامپوری شاگرد جناب تسلیم لکھنوی

کیا چھپا بیمثل دیوانِ کمال
جسمین ہے مضمون ہر اک لاجواب

بہرِ سالِ طبع ہاتف نے کہا
لکھدو قدرت تم "نگارِ انتخاب"

ایضاً

کلامِ سخندانِ یکتا کمال
جہاں مین نہین جن کا مثل و نظیر

وہ دیوان لکھا نادر و انتخاب
جو ہے روکشِ نظمِ مرزا دبیر

ہوا چھپ کے قدرت وہ تیار آج
کہ مشتاق تھے جس کے برنا و پیر

اگر ہے تمھین فکرِ تاریخ طبع
یہ لکھدو "عزیزِ جہان بے نظیر"

رنجیۂ کلکِ جواہر سلک سخنور ذی شعور و دانش جناب محمد شاہجہان صاحب نضا کاوش رامپوری شاگرد حضرت جلال لکھنوی با کمال دام فیضہ

بدرِ کمال جب ہوا طبع سے بعد جلوہ گر
اہل سخن کی بزم کو بزم نجوم کر دیا

اسکے ہر ایک شعر مین ایسی بھری ہے دلکشی
جسنے سُنا کلیجے پر ہاتھ بس اُسنے رکھ لیا

کاوشِ نکتہ سنج نے لکھدیئے یون سنین طبع
چاند سے بھی زیادہ ہے بدرِ کمال کی ضیا

از نتیجۂ فکر رسائے سخنور بلند خیال جناب موسی بھائی صاحب مآل گھڑی ساز ساکن برہانپور شاگرد مصنف دیوان ہذا

چھپ گیا دیوان مرے اُستاد کا
جملہ دواوین مین ہے بس بیمثال

دنگ زمانیکے ہین سب شوخ چشم
دیکھتے ہین شوخیِ طبعِ کمال

تھامے ہین ہاتھو نسے جگر سامعین
کھینچ نہ لے دلکو کہین بول چال

خود ہے معانی کی نزاکت مفتر
ناز کے قابل ہے یہ نازک خیال

سحر ہے اعجاز ہے افسون بھی ہے
شوق سے کہیئے اسے سحر حلال

لطف و لطافت کی ہے تصویر ایک
حُسن و فصاحت کا ہے گویا مآل

فکر جو تاریخ کی ہے اے مآل
لکھدو یہی ہے "درِ نظم کمال"

چکیدۂ قلم جواہر رقم سخن سنج نازک خیال جناب میر محمد نظیر صاحب مقال برادر مصنف دیوان ہذا

کیا بدر کمال فلکِ اوجِ سخن سے ہے
روشن ہے جہان جس سے وہ جلوا ہے یہ دیکھو

سب عرش کے ٹوٹے ہوئے تارے ہین مضامین
کیا شان ہے کیا نظمِ معلّی ہے یہ دیکھو

تابان ہین بہ شکلِ درِ شہوار معانی
لٹتے ہین گہر فیض کا دریا ہے یہ دیکھو

آنکھین کیئے وا چرخ سخن کے ہین ستارے
اشعار نہین نظم ثریا ہے یہ دیکھو

الفاظ و معانی سے شگفتہ ہین گلستان
یا بزم نشاط و طرب افزا ہے یہ دیکھو

معشوق کے دل سینہ و پہلو مین ہین بیتاب
معشوق وہ دل کھینچنے والا ہے یہ دیکھو

پھٹتے ہین گریبان وہ بیان اور زبان ہے ۔ انداز سخن سب سے نرالا ہے یہ دیکھو
خود اس کے ثناخوان ہین معانی و مضامین ۔ کیا شوخی و جدّت کا سراپا ہے یہ دیکھو
یا نور کا تابان ہے مہر اوج بلاغت ۔ یا مہر فصاحت کا چمکتا ہے یہ دیکھو
جان بخش ہے کیا قالب بیجان سخن کا ۔ بیمار محبت کا مسیحا ہے یہ دیکھو
زیبا ہے مقال اہل سخن کو یہ سُنادو ۔ جان سخن و شاہد معنیٰ ہے یہ دیکھو

۱۳۲۵ھ

چکیدۂ قلم بلاغت رقم نظیری نظیر جناب منشی مولوی ابوالقاسم میر کرامت اللہ صاحب میر سلمہ اللہ

اے غزالان سخن در دام افگن مژدہ ۔ نافۂ خوشبو عیان گشتہ ز قاف سنگ چاپ
شد ازان روزیکہ ناشس مطلع بدر کمال ۔ فرض بر حجاج گردیدہ طواف سنگ چاپ
از لب زہرہ شنیدم میر بہر سال طبع ۔ جلوہ آرا شد پری پیکر ز قاف سنگ چاپ

۱۳۲۵ ۔ ۱۳ ۔ ۷ ۔ ۱۸ ۔ ۱۳

ایضاً در صنعت صوری و معنوی

از تصانیف شاعر غرّا ۔ چونکہ بدر کمال تابان گشت
میر صوری و معنوی سال شش ۔ آمدہ بہر زار نہ صد و ہشت

صوری ۱۳۲۵ھ ۔ معنوی ۱۳۲۵ھ

چکیدۂ قلم بلاغت رقم روشن خیال پُرضیا عالیجناب میرزا سلطان احمد صاحب بہادر متخلص بہ میرزا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر شاگرد مصنف

ہو رہے ہین جمع کیون بزم سخن مین نکتہ سنج ۔ کیا عروس نظم ہوگی جلوہ فرما بے حجاب
پھول باغ نظم مین آئے ہین دیکھا ے عندلیب ۔ اب نکال ارمان دل کے چھوڑ شکل اضطراب
طبع کے زیور سے سج کر شاہد بدر کمال ۔ جلوہ فگن ہوتا ہے رخ سے اُلٹتا ہے نقاب
فی الحقیقت ہے یہ بستان خیال دلپذیر ۔ یا فصاحت مین ہے سعدی کی گلستان کا جواب
تشنگان نظم شیرین کو صلائے عام ہے ۔ بٹ رہا ہے شربت حسن بلاغت بے حساب
گوہر شہوار ہین یا بے بدل اشعار ہین ۔ سلک مروارید ہے یا انتخاب لاجواب
کیا ہی تصویر بلاغت کھینچی ہے اُستاد نے ۔ کھا رہے ہین دیکھکر بہزاد و مانی پیچ و تاب
شوخی الفاظ سے محجوب شوخی برق کی ۔ ہر غزل کا مطلع تابان ہے رشک آفتاب
حسن صورت حسن معنی دونون مین یکتا و فرد ۔ بندشین طرفہ نئے مضمون نرالا انتخاب
عطر گلہائے مضامین کی مہک صلِ علےٰ ۔ عطر گلہائے چمن ہو شرم سے بس آب آب

مستند کیونکر نہو وہ فردِ نظمِ باکمال ۔ ہے جلال لکھنوی سے خاص رشتہ انتساب
کوئی بھی جادو بیان ہوگا مرے اُستاد سا ۔ جس کا دم بھرتے ہین اقلیمِ سخن مین شیخ و شاب
بادشاہ ملکِ سخن کے ہین کمالِ ذی کمال ۔ کیون نہون آکر مشاہیرِ زمانہ باریاب
دیکھکر دیوان یہ ہین دنگ اُستادانِ وقت ۔ ہے نثار کے سامنے سحبانِ وائل کا جواب
کس زبان سے اُسکی پھر معجز بیانی ہو ادا ۔ سیکڑون جادو بیان کرتے ہون جس سے اکتساب
منتخب نکلے سنین طبع کیا اے میرزا ۔ یہ فصاحت کا گلستان ہے عجیب لاجواب

ایضاً

شہرے ہین انتخاب گرامی کے چار سو ۔ پھیلا ہوا ہے جلوۂ بدرِ کمال آج
دیوان اولین کا یہ وہ انتخاب ہے ۔ جسکی کوئی نظیر نہ جس کی مثال آج
یہ عطر ہین کھنچے ہوے گلہاے فکر کے ۔ جان بخش کسلئے ہون نہ تازہ خیال آج
اُمیدین عاشقونکی بڑھانے کو ہجر مین ۔ پھر ملگیا ذریعۂ شوقِ وصال آج
ہین بدرِ آسمانِ سخن حضرت کمال ۔ روشن نہ کیون ہو نامِ جنابِ جلال آج
ہین بادشاہ مُلکِ سخن کے مگر کمال ۔ سرتاج اپنا جانتے ہین ذی کمال آج
کہتی ہے خود لطافتِ مضمون پکار کے ۔ ایسا نہین ہے دہر مین نازک خیال آج
اُس باغبانِ باغِ سخن کا ہے یہ کلام ۔ جس سے نہالِ شعر و سخن ہین نہال آج
مرزا پڑھو یہ شوق سے اب سالِ طبع بھی ۔ جلوہ دکھا رہا ہے کوئی خوش جمال آج

از نتیجۂ فکر رسائے ذو وقار ومتانت جناب منشی سید ہادی حسین صاحب تاثر رئیس اعظم گڑھ شاگرد مصنف

چھپ رہا ہے تحسین بدرِ کمال ۔ جس کا ایک ایک شعر رنگین ہے
جان اسکو سمجھتے ہین خوشدل ۔ غمزدون کو بھی فرحت آگین ہے
فی الحقیقت کسی کی یاد ہے یہ ۔ ہجر مین جس سے دل کو تسکین ہے
جن کا ہے رنگِ شاعری مطبوع ۔ یہ اُنھین کا ہے کلامِ رنگین ہے
صدقے ہوتے ہین دل سے شیرین کام ۔ کیا زبان کیا بیان شیرین ہے
بے بدل بے نظیر ہے دیوان ۔ طرفہ گنجینۂ مضامین ہے

پھیلی ہے بوئے حسُن ہر جانب ۔۔۔ منتخب گلشن نگارین ہے
آشکارا ہے نکتہ دانون پر ۔۔۔ شعر گوئی کا طرفہ آئین ہے
جان دے کیون نہ حسُن اسیر ناز ۔۔۔ یہ دل پیشاہد مضامین ہے

از نتائج افکار گہر بار سخنور نامدار جناب منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک "پیام یار" لکھنؤ

ہوا چھپ کے تابان جو "بدرِ کمال" ۔۔۔ نظر آگیا جلوۂ ماہتاب
بڑھا کر ہر اک اپنا دستِ شعاع ۔۔۔ بلائین لگا لینے خود آفتاب
قیامت ہین اشعار کی شوخیان ۔۔۔ کہ پردہ نشین ہوگئے بیحجاب
بہلنے لگے قلب عشاق کے ۔۔۔ نظر سے مٹی صورتِ انقلاب
تسلی کی صورت ہوئی آشکار ۔۔۔ زمانے سے گُم ہوگیا اضطراب
عجب کیا جو زلفِ حسینان کے بھی ۔۔۔ یہ جاتے رہین سب خم و پیچ و تاب
مصنف کو تصنیف دیتی ہے داد ۔۔۔ نظیر اپنی خود ہے خود اپنا جواب
دکھاتی ہے کیا اوج شانِ جلال ۔۔۔ کمالِ سخن نے اُٹھا دی نقاب
نثار اب رقم کردو تاریخ طبع ۔۔۔ یہی ہے کمالِ سخن آفتاب
لکھو عیسوی سال بھی اے نثار ۔۔۔ ہر اک شعر ہے لاجواب انتخاب

تراوشِ فکر رسا و قادر جناب محمد منور علی صاحب نیر امپوری شاگرد حضرت جلال لکمال ظلہ العالی

وہ جو فرزندِ سخنور ہین مرے اُستاد کے ۔۔۔ جنکا دیوان چھپ رہا ہے عدیل بیمثال
نام اُس دیوان کا ہے بدرِ کمال اس وجہ سے ۔۔۔ ہے مصنف شاعر کامل تخلص ہے کمال
فکرِ سالِ طبع دیوان ہو جو اے نیر تمھین ۔۔۔ لکھدو دیوان سال عیسوی غیرتِ بدرِ کمال

از نتائج افکار خوش گفتار جناب مولوی حکیم الدین صاحب وقار بی۔ اے لیفٹننٹ شاگرد مصنف دیوان ہذا

واہ کیا شاداب ہین گلہائے مضمون کمال ۔۔۔ سالِ فصلی طبع دیوان کا جو پوچھا ہم وقار
روح افزا کیا بہارِ شوخیِ گفتار ہے ۔۔۔ غیب سے آئی صدا "کیا نظم کا گلزار ہے"

عثمانیہ

خری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
ت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

d۲۵۷

۱۶ ۳ ۲۳،۱۹۸

حکیم سید محمد مہدی صاحب

بدر کمال

۱۸۸۶

۱۳۱۱

[illegible]